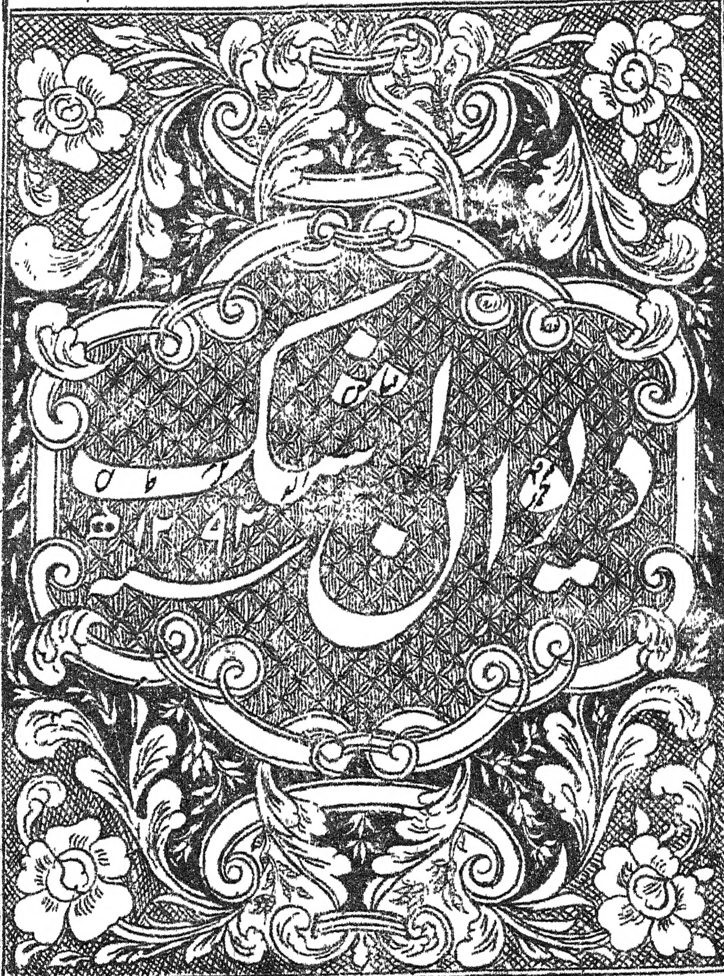


افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد

دیوان سالک

١٢٩٣ھ

مطبع عام آگره احمدی صولت شد
دیوان مفید خانی طبع

حال مصنف مدظله العالی

بعد حمد و نعت مکشوف ضمیر منیر باد که مهر سپهر برتری فارس مضمار سخن گستری
شاعر عدیم المثال ماهر نازک خیال ظهوری زمانه عرفی رشک جناب سید علی حسین اشک
شاگرد اوستاد کامل خازن جواهر کمالات و فضایل علامه وحید جناب مولوی
شیخ محمد بخش متخلص به شهید تلمیذ رشید حضرت امام بخش ناسخ اعلی الله مقامهما در الکریمه نام
اصلی جناب سید جلال الدین حیدر خلف الصدق میر شمس الدین حیدر مغفور الشهیر سید آغا میر حسینی تخلص ابن
میر جلال الدین حیدر بن میر محمد اسمعیل خان بن نواب مشرف خان بن نواب محسن خان برادر حقیقی نواب
سالار الملک سربلند خان بن نواب میر محمد افضل خان بن میر ابراهیم خان عفی عنه آغا بابا بن میر عماد الحسینی الحسنی التونی
خوشنویس که پس از خرابی سلطنت لکهنو در فرخنده بنیاد حیدرآباد دکن صانها الله عن الفتن اقامت و
به معاونت فتیه عنایت بسرکار فلک اقتدار ولیعهد جناب نواب شجاع الدوله مختار الملک سالار جنگ بهادر دام اقباله
رخت اقامت گشاده این دیوان بلاغت عنوان که مسمی باسم تاریخی دستور الشعرا است نظم کرده سابق بر این خود داشتند و از
راه کسر نفس که شیوه اهل کمال است آن را هیچ می انگاشتند نظر بآنکه این مخدره عظمی جریده رعنا از جلباب
خفا برآید و عرض جمال جهان آرا بر مشتاقان نماید جناب والا مناقب عالی مرتبت صاحب الجود و الکرم شاعر
کامل راجه جوالا پرشاد صاحب فاضل تخلص از جناب مصنف حاصل نمودند و سعی موفور در انطباع این فرمودند

۳

۸۷۰ ۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلیمان بنگیا مالک ہوا جب وہ خاتم کا
کہا جب یا علی گل ہو گیا شعلہ جہنم کا
تجھے سرتاج کہتے ہیں ملک اولاد آدم کا
مسیحائی جو کرتے تھے سہارا تھا ترے دم کا
خلاصہ ہی شہادونو نکا تو یہہ کہل گیا سب
غبار آستان تیرا نہیں اکسیر ٹہتی ہے
محیط وہ ہے شاہا تیرا دست کرم ایسا
انگوٹھی پر لکھا ہی نام بعد اوسکے سلیمانی
ہیں داؤد کو ہو فخر جس در کی گدائی پر

سنا ہے نقش تھا شاہا تمہارے اسم اعظم کا
ترے نام مبارک میں اثر ہی اسم اعظم کا
یہہ سارا عالم امکان ہے وابستہ ترے دم کا
ہوا دای شاہ تجہسے دامن عصمت ہے مریم کا
بنا تھا اسلئے پہلے سے فن نوح و آدم کا
سنا دینگے ترے در کے گدا بھی نام حاتم کا
سحر کو نام تک لیتے نہیں محتاج حاتم کا
نگینہ پہلے کہدوا یا تہا سب نے دلکے خاتم کا
بہلا غافل وہاں کیا ذکر ابراہیم ادہم کا

آئینہ سامنے جسدم کوئی لیکر آیا
مجھکو سکتے مین خیال رخ دلبر آیا
دلمین خوش ہو سکے کہا قاصد دلبر آیا
سامنے سے کوئی اوڑتا جو کبوتر آیا
روئے پُرنور سے خلوت مین جو دن ہو آیا
عشق کا راز نہ ہو سکے سے زبان پر آیا
یہہ وہ کانٹا ہی کہ جسکو غم نہین پاس نکا
دوست دشمن [illegible] مین نظر [illegible]
اب یہی ہی دلمین ارادہ [illegible]
تو بھی اس چرخ نے [illegible]
یہہ وہ آئینہ نہین [illegible]
دشمن آل نبی سے دل [illegible]

شہا کرو بیان عرش آنکھونکو لگاتے ہین	ہمسالہ انکی پا ولگاہی کیا آب زمزم کا
طواف روضۂ اقدس کے جو حسرت مین ترستے ہو	گمان ہر دیدۂ پرآب پر ہی چاہ زمزم کا
نجف کے طوف مین ہی آب قلزم یا دو صر سے	گمان ہوتا ہی دیکھو انکی سوتا چاہ زمزم کا
ہوسکے پر بھی جدا ہونگا نہ شاہا تیرے چوکھٹ سے	رہیگا حال خوب شبیہ طفال تو ا [illegible] کا
قدم تیرا نہو تا درمیان تو قہر آجاتا	نشان بہتا نہ دنیا مین کہین اولاد آدم کا
نہوتی انکی جلوہ نمائی گر مشیت مین	پڑا رہتا یونہین پتلا بنا مٹی سے آدم کا
شہا پیدا کیا تجکو خدا نے طیب و طاہر	تری عصمت پہ مختصر کیونہ ہو دامان مریم کا

خدا کا قہر ہی اشک شبیہ حیدر
لحد مین کانپ جاتا ہوگا جگر سہراب اور رستم کا

کیا مثالی رنگ اوس محبوب سبزہ رنگ کا	لوگ دیوانے تھے یا نشا چڑا تھا بھنگ کا
خلد کہتا ہی نجف کو یہ گدائے بوتراب	جب زبان جوہر وہیم سو سو رنگ کا
آج دنیا مین اوسے تیمور کا رتبہ ملے	ہاتھ آکر ہاتھ سے وہ جس کیلیے لنگ کا
ہی سفیدی اور سیاہی روز وشب کی حکم سے	آج مالک ہی علی اقلیم روم و زنگ کا
حشر کے دن حلہ ہائے نور پائیگا ضرور	غاشیہ بردار اوسکے توسن شبرنگ کا
کیر ساقی نے دیا جام مئی عرفان مجھے	کور باطن ہوش رہین بیکر پیالہ بھنگ کا
قافلے والے نجف کے وجد مین کیونکر نہ آئین	نغمہ داودی گویا کہ بجتا زنگ کا
چاندی شاہ خراسانی زیارت کے لئے	شاہ سیا نہ ہو تربت پہ طوسی رنگ کا

منتظر کوشہ مرقد مین رہی بعد فنا — دوست آیا کوئی لینے نہ برادر آیا

خوش ہو سجدے کرو درگاہ خدا مین ای اشک
مہربان یار ہوا مطلب دل بر آیا

سحر مین دیکھا یہ عالم اشک کے سیلاب کا — تھا گمان ہر دیدہ تر ہی کنول تالاب کا

سچ ہی یہ او ترک دنیا مین نہین تیرا نظیر — تیر مین بھی پر لگانا چاہی سرخاب کا

کیسکے ہونٹھون کا تصور ہی دم ساغر کشی — می مین پاتا ہون مزا جو شربت عناب کا

چشم بینا ہو تو غافل دیکھہ اپنی اصل کو — عالم ہستی نظر آتا ہی عالم خواب کا

ایسے گھبرائے کہ آتے ہی چلے سوے عدم — رنگ بگڑا دیکھکر اس عالم اسباب کا

یاد مین اوس مہ کے جا نکلے جو دریا کی طرف — چاہ نخشب بنگیا حلقہ ہر اک گرداب کا

گر کے دریا مین ہوے قیدی جو اونکی زلف کے — طوق گردن بنگیا حلقہ ہر اک گرداب کا

ساقیا جان آگئی تن مین ترے بیمار کی — منہ مین جب ٹپکا دیا قطرہ شراب ناب کا

زلف پیشانی پہ چہرے کو آج افشان ہی تجھے — ہو شب تاریک مین عالم شب مہتاب کا

سنعمون کو اشک نے پڑھی باقی ہی ہوس
مقبرون مین فرش دیکھا قاقم و سنجاب کا

کہتا ہے نام منکر و مجہ غریب کا — لو یہ بھی پیار کرتے ہین لکھا نصیب کا

صیاد باغ سے لئے جاتا ہے آج تو — تابوت کیطرح ہے قفس عندلیب کا

کہتا ہے بعد مرگ بھی حسرت سی اشک کا — شاہد یہی مزار ہی اوسکے نصیب کا

[illegible]

زلف آفت خیز جانان سے [illegible] زنجیر کا

آفتاب حشر کہتا ہے جسے سارا جہان

اک نمونہ ہی رخ بے پردہ کی تنویر کا

ہی خدا ئے کا در دولت سرا پر جگت

کعبہ مقصود ہے گر اوس بت بے پیر کا

آ چکا ہے نامہ بر تسم جا وزا او جان [illegible]

سر د ہوون مضمون سنکر یار کی تحریر کا

کوہکن نے عشق مین کیا جان شیرین مفت دی

سر پہ اک بیل قالانا تہا جوی شیر کا

تیرے نزدیک جو ناقص تہا وہ کامل ٹہیرا غیر ای جان جہان پیار کے قابل ٹہیرا

خون تہوکا غم فرقت مین تبو نکے آخر دق سمجھتے تہی جسے ہم مرض سل ٹہیرا

فرقت یار مین بہلایا بہی تسکین بہی دی جب کئے لاکہ جتن مینے تو یہ دل ٹہیرا

خون ثابت نہ کسیطرح ہوا قاتل پر حشر کے روز بہی دعوی مرا باطل ٹہیرا

وصل کسطرح میسر مجہے ہوتا ادسکا نظر یار مین کب مین کسی قابل ٹہیرا

ای تبو لفظ انا الحق کو بہلا دو دلسے دیکہہ تو دعوی منصور بہی باطل ٹہیرا

جان سے دور تری شب کو عجب عالم تہا تجکو اسوقت جو دیکہا تو میرا دل ٹہیرا

صفت آئینہ شفاف ہے چہرہ اوسکا یہہ صفائی ہی کہ منہہ پر نہ کوئی تل ٹہیرا

اسقدر شوق عدم تہا نہ لیا راہ مین دم اپنے گہر سے جو اوٹہا مین سر منزل ٹہیرا

گہر خدا کا ہی وہی جسمین تبو نکا ہی مقام زاہد و نسے بہی جو تحقیق کیا دل ٹہیرا

وہیان ایک بحر لطافت کا جو آیا پس مرگ خود بخود میرا جنازہ لب ساحل ٹہیرا

ہجر مین سنکے مرا حال یہہ کہلا ہمجا
اشک اتنا نہو بیتاب ذرا دل ٹہیرا

شور عالم مین ہی اپنی نالۂ شبگیر کا تا کہین دم آگیا ہی آسمان پیر کا

زخم ایک ایک بیل بوٹا ہی سنان و تیر کا جامۂ تن بہی لبادہ بنگیا کشمیر کا

فصل گلمین دوڑتی ہین بلبلین آواز پر آکی سنئے گا کبہی نالہ مری زنجیر کا

مان جاتی ہی پریکبہی حسن آدم زاد کو سب سے عالم ہی جدا کچہہ اس گل تصویر کا

[illegible]

چپ ہوا ایسا مین ایک غنچہ دہن کے ہجر مین	راتدن رہتا ہی عالم بلبل تصویر کا
قبر کے مردے بہی چونکا اوٹھی ہین سنکر صدا	صور محشر ہی جو ہی نالہ مری زنجیر کا
یہہ فقیر مست جب بھٹی پہ جا کر سو رہا	کہنہ کمل بہی دوشالہ ہو گیا کشمیر کا
چھیڑ کر اوس شعر کو خود ہنسا دیتے ہین ہم	کام کرتے ہین ہمارے چٹکیان گلگیر کا
جی گیا تیغ ادا سے قتل جب اوس نے کیا	آب حیوان ہو گیا پانی مجہے شمشیر کا

سرد مہری دیکھنا ای اشک میرے یار کی
لکھنو پر بہی گمان ہوتا ہے اب کشمیر کا

حال فرقت ابرو مین ہوا کیا میرا	کوئی ٹکڑے کئے دیتا ہے کلیجا میرا
قتل کر کے مجہے جس سمت مڑا وہ قاتل	صورت قبلہ نما پھر گیا لاشا میرا
شب فرقت کی جو یاد آتی ہی وہ تاریکی	کانپ کر قبر مین بچھاتا ہے مردا میرا
ایسا اللہ پہ زمانہ مین کہین دیکھا ہے	روز ہوتا ہی مچلکے پہ مچلکا میرا
شب تنہائی فرقت نہ کبہی بہولونگا	دہوم ہے لاکہ اوٹھائے کوئی مردا میرا
دوش احباب سے مرنے پہ بہی اللہ رے شوق	گر پڑا کوچہ قاتل مین جنازا میرا
جسطرح گھر سے نکالا مجہے تمنے ایجان	پہینکدوگے یونہین مرنے پہ بہی مردا میرا
پس مرد ن بہی ہوا دشت نوردی کی ہے	کشش خیر یہہ مٹی کا ہے تپلا میرا
انقلابات فلک حشر کے دن کام آیا	ہو گیا دفتر عصیان تہ و بالا میرا
ظاہری تہی فقط اسباب یہہ سب دنیا کی	قبر مین خاک تہا جو عضو بدن تہا میرا

[illegible]

میں کسطرح سے نہ رہتا بہلا تہ خنجر
مرے لہو میں نہ قاتل مرا اگر تھہر جاتا

نہ ہوتے انکو دل میں نہ اپنے اگر جگہ دیتے
حرم کی طرح سے یہہ بہی مکان اوجڑ جاتا

دم آخر وہ آئے نہ تہا نصیب میں وصل
نہ مرتے ہم تو کوئی اور بیچ پڑ جاتا

بہلا ہوا نہ پہرے دوڑ دشت گرد میں
کہ ناتوان تہے ہم اور دم اوکہڑ جاتا

سوار دوش ہی جاتے نہ کسطرح پس مرگ
ضعیف جسم کڑی راہ دم اوکہڑ جاتا

جلا کے خاک کیا سوز دل نے بعد فنا
بہلا ہوا نہیں مردہ لحد میں سڑ جاتا

مجہے بہلے کو نہ اونے خبر ہوا سودا
سبب یہ ہے کہ ترا قیدی زلف سڑ جاتا

گہسیٹتا نہ سوئے دشت ناتوانی میں
کسیطرح جو یہہ بیڑی جنون بچہڑ جاتا

زمین تہوڑی سی ملتی اگر مجہے قاتل
اسی گلی میں یہہ تیرا شہید گڑ جاتا

جو میرے سامنے کرتا جو قتل غیروں کو
زمیں میں آپ ہی شرمندگی سی گڑ جاتا

نکل چکا تہا ہمارا دل اونکے قابو سے
اگر نہ گیسوے پیچان کا جال پڑ جاتا

نہ کسطرح سے بہلا غیر ذبح نکلتے آج
جو منہہ پہ چڑہتی ہمارے تو منہ بگڑ جاتا

زبان کاٹتے ہم ذبح رشک شعر کے لئے
جو لیتے شعر کا مضمون کسی سے لڑ جاتا

تپ فراق میں [illegible] روئے ترے
جو پاس آگ نہوتی تو میں اکڑ جاتا

بجا ہوا ہے دہان اندہون میں انتشا
بہلا کسیکے اوکہاڑے کیا لے اوکہڑ جاتا

نہ ترک عشق جو کرتا تو اشک کیا کرتا
میں ان حسینوں کی جو کہوں ہی میں اودہڑ جاتا

[illegible]

9

کفر کا بھی سلسلہ پنہاں عبادت میں رہا　　رشتہ تسبیح اپنا رشتہ زنار تھا

جعل سے غیرونکے کہتے ہین وہ جل کر میرے بعد
اشک بھی غارت ہوا عیار تھا مکار تھا

تیرے مکان تک جو ترا ناتوان گیا　　دم ٹہر گیا ذرا جو یہان وے وہان گیا
دنیا سے گو عدم کو مین دامن کشان گیا　　حرص و ہوا نے ساتھ نچھوڑا جہان گیا
دیکھا آیا کون باغ مین عالم بہار کا　　سنتے ابھی کہا تھا کہ دور خزان گیا
چاہ عالم مین یوسف دل رہ نجائیگا　　جس روز سطرف سے کوئی کاروان گیا
عقبے کی مینے کچھہ تو سمجھلی تھی بہتری　　دنیا کے مخمصون سے جو دامن کشان گیا
اس منزل فنا مین یہہ وقفہ ہی زیست کا　　اک ٹھیر آکے دم لیا اک کاروان گیا
اب کیا ہوئی وہ آپکے آنکھونکی موہنی　　یا تو نہین تھا جو سحر تمہارے کہان گیا
وہ زاہون کہ دیکھکے کہتے ہین پاسبان　　جسکی یہہ بیڑیان ہین وہ قیدی کہان گیا
زندان سمجھکے پاون نہ رکھا پس از فنا　　قیدی جو تیری زلف کا سوی جنان گیا
اچھا کیا جلا کے مجھے مار آپ نے　　جھگڑا تو روز روز کا ای مہربان گیا
پہنچا نہ تیرے بام حقیقت کو ای صنم　　جب اوڑ کے اپنا طایر وہم و گمان گیا

ہم سر پٹک کے رہ گئے ای اشک حیف ہے
سنتے ہین کربلا کیطرف کاروان گیا

منصب ہجر بتان جو مرا حصا ٹھیرا　　میرے ہی سر یہہ خدائی کا بکھیڑا ٹھیرا

گھلی جو روح جسم سے نقش بگڑ گیا
ایکدم میں ہم طلسم طارم بگڑ گیا
ساغر مستی کا نقش بگڑ گیا
یار وقفہ رفع دینا قسمت بگڑ گیا
کی تو بولی بار بگڑ گیا
جو طام ون کی آب بگڑ گیا
بیداعتبار ہی بہیں بازار عشق میں
سودا انکی سیطا کا بگڑ گیا
تھی ہی روح و پیکر یار وقفہ تن
کیسا بنا ہوا یہ گھروندا بگڑ گیا
اعضا کو جو میرے ستانے کی فکر تھا
مجھسے بھلا کے سیطا کہو کیا بگڑ گیا
کیا حال جانتا ہون مین اس چرخ پیر کو
جبرون کی اک آہ سے چرخ بگڑ گیا
حیرت سے چلہ کرا ان انکھون سے
کیا کیا بنا جہان مین کیا کیا بگڑ گیا
دنیا مین چین بعد فنا بھی نہیں
دو دن جہان پڑا رہا مردا بگڑ گیا

گے رکھتا ہون بعد از مرگ اوسے پر فاتحہ دینا
سیہ کاری پر اپنے اشک خجلت کیون بہائین ہم
لہو سے ہم بیگناہون کا مقرر رنگ لائیگا
ولا گر وصف کرنا اوس بہیم خوبی کے دانتون کا
چہوڑا وہی گرد کلفت جامۂ ہستی سے رو رو کر
چہوڑا اڈالا ہر اک کا خون دہو کر آستینون سے
بہت گلچین سے رویا حسرت نپر عندلیبون کی
کوئی نازک دماغ آتا ہی شاید باغ عالم مین
جتنا کر سوز دل لی جان پروانون کی آخر کو
نہانا ہجر مین مردہ دلون کو کب خوش آتا ہی
گلون کو دیکھتا ہون شبنم آلودہ جو گلشن مین
ہمین رو کر چھپانا ہو نشہ حسرت سے تمہین دن بہر
بس اب جا قتل کرکے تو بہی بدنامی بچتا ہے
مری الفت کا تجہ حال کہلجائیگا ای قاتل

تو اپنے پاؤن جس پانی سے طفل برہمن کو دہونا
لگائی منہہ کو خود کالک تو ہی دیوانہ پن دہونا
نگر تیشہ نہ اپنے خون کا ای کوہکن دہونا
زبان کو آب گوہر سے دم فکر سخن دہونا
کوئی ہم غمزدون سے سیکہہ لے رخت بدن دہونا
بہلا دامن سے میرے ہی لہو تیغ زن دہونا
جو دیکھا آنسوؤن سی رو کے گلہائے چمن دہونا
نہین خالی ہے باران کا ہر اک نخل چمن دہونا
غضب ہے منہہ ترا اشکون سے ای شمع لگن دہونا
نہین کچھ غسل میت سے مجھے اپنا بدن دہونا
ترا منہہ یاد آجاتا ہی ای شک چمن دہونا
لگانا سرمہ آنکھون مین ہی ملنا دہن دہونا
نہین تلوار کا قاتل بہین کچھ بانکپن دہونا
مری مشکل پڑیگا آج خون بیسر دہونا

اگر اون گیسوؤن کے وصف کرنیکا ارادہ ہی
تو پہلے اشک اپنا مشک عنبر سے دہن دہونا

فرقت مین سارا کھیل ہمارا بگڑ گیا
وہ بگڑے ایک کیا کہ زمانا بگڑ گیا

سودا ہوا جو گیسوی مشکین یار کا
اوس دن سے خون جگر ہے ...
... [illegible]

[illegible]

ناتوانی سے اولجھکر مین ہزارون جا گرا
مار ڈالا آج قاتل نے نگاہ ناز سے
وار اوس صیاد کا خالی نہین جاتا کبھی
بہر گلگشت چمن آیا جو وہ لیلے ادا
ہون اسیر غم جو اک مدت سے ای زہرہ جبین
کل ہزارون نوجوان قید طلسم چشم سے
فرقت ساقی گلرو مین یہ ویران ہو گہو
کب نشانہ چوکنے دیتا ہے اپنا جذب شوق
یون نگاہ تیز سے دیکھا نگاہ ترک ناز
نیند اوڑا دیتا ہے نالون سے ہر ایک کی آنکھ
رنج فرقت سے گلے کٹنے لگے عشاق کے

موکے سر پاؤن کو جولپٹا سلاسل ہو گیا
تیر وہ کاری لگا دل پر کہ بسمل ہو گیا
بچ گئے عشاق تو خون حنا دل ہو گیا
شاخ پر ہر غنچۂ گل بڑھکے محمل ہو گیا
کیا تہ چاہ زنخدان چاہ بابل ہو گیا
آج سارا انکھڑیون کا سحر باطل ہو گیا
شیشۂ مے کی طرح خالی مرا دل ہو گیا
عضو جو اوس ترک نے تاکا وہی دل ہو گیا
طایر رنگ حنا تک نیم بسمل ہو گیا
مرغ شب آہنگ فرقت مین مرا دل ہو گیا
اونکے اوٹھتے ہی دگرگون رنگ محفل ہو گیا

اشک اوس روی کتابی پر جو دل مایل ہوا
ہین حدیث عشق مین پڑھ پڑھکے فاضل ہو گیا

اندنون کس کی نشیلی آنکھ کا سودا ہوا
حال تب انسان پہ انسان کی فضیلت کا کھلا
تیرہ بختی کھل گئی سب پہ ہماری بعد مرگ
منھ لگا کر خم سے پی لینے دے مجکو ساقیا

بات بھی کرتا ہون تو جیسے کوئی بہکا ہوا
بعد یوسف کے زمانے مین جو تو پیدا ہوا
جھلا کر جب چراغ قبر بھی ٹھنڈا ہوا
مدتون کا یہ تیرا بیٹھا رہتے ہے ترسا ہوا

[illegible]

اوج پر اسد رہے اپنی سیہ بختی کی شب
ماہ کا چہرہ بھی زنگی کی طرح کالا ہوا
ساتھ اوس بزم کے نظارے مین شرارے کی طرح
دیکھو پھرتا ہون مشعل کی طرح پھکتا ہوا
گیسوے مشک بنگ دوش پہ جو افشان چھوڑ گئے
کو ٹپالا اپنے مار زلف پھر کالا ہوا

[illegible]

خود حسین ہو تمہیں کیا کام ہی آرایش سے
بوجہ ان ہاتھوں سے اوٹھیگا بھلا کنگن کا

زندگی بھر کف افسوس ہی ملتے یوسف
دیکھلیتے کبھی عالم جو ترے جوبن کا

مسی دانتوں میں مرے غنچہ دہن نے جو ملی
اوڑ گیا رنگ دہوان نکلی گل سوسن کا

بھاری جوڑا قد نازک پہ قیامت لایا
بل کمر کہا گئی لنگر جو پڑا دامن کا

غیر نے لا کے جو تربت پہ چڑہائی چادر
ایک اک پھول ہوا مجکو ہزاروں منکا

ہم فقیروں کا ذرا جذب محبت دیکھو
سانگ بن بنکے نکلتے ہیں پہر جوگن کا

پہر احسان نہ لیتے کبھی دربانوں کے
پاس ہوتا کوئی نسخہ جو الوپ انجن کا

اوسنے زانو جو ہٹایا مرے تیور بگڑے
یوں ہی ڈہلتے ہوے دیکھا ہے کسیکا منکا

اپکی اس وحشت دل نے صورت بگڑی
نہ تو صحرا ہی کا ہی قصد نہ ہی گلشن کا

بچپنے میں ہی تجہے دیکھکے ہم کہتے تہے
آدمی ہوتا ہے خونریز اسی چتون کا

خاک مرنے پہ جو رہتے ہیں ہمکے چکر میں
گردش چرخ ہی کا وا یہ ترے توسن کا

قتل گہ میں وہ تڑپتا ہی مجھے چھوڑ گئے
کم سنی کا عجب کام ہے الھڑپن کا

داغ دل رات کو مشعل کیطرح روشن ہیں
ان چراغوں میں کہیں نام نہیں روغن کا

کیا ہوے طبل و علم قصر و مکان شاہوں کے
بعد مرنیکے نشاں ہی نہ پتا مدفن کا

کسطرح جہانکئے اوس پردہ نشیں کو اے دل
در و دیوار میں تو نام نہیں روزن کا

کیا کہوں فرقت گیسو میں بسر کیونکر کی
ایک عالم رہا تا زیست مری الجہن کا

دیکھنا ہجر میں مرجاؤنگا پھانسی دیکے
یاد آیا کبھی ڈورا جو تری گردن کا

رقیب رشک سے جل جل کے آپ خاک ہوئے
کسیطرح سے نہ نکلا بخار جب دل کا

محبت لب لعلین مین یہہ لہو تہوکا
طبیب دق ہوے برسون مرض ہاسل کا

جہانمین فقط اپنی ہی دم سے رونق تہی
بگڑ گیا مرے مرتے ہی رنگ محفل کا

جنونکی اپکی برس تہی یہہ گرم بازاری
تمام شہر مین توڑا رہا سلاسل کا

عدم کی دیکہئے کسطرح منزلین طے ہون
خدا ہی سہل کرے راستہ ہی مشکل کا

وہ گارہی ہین کلیجا ہر ایک بکرے ہی
آنکہیچ رنگ گرون ہی اہل محفل کا

گلون کے ہجر مین ای اشک کیون کرون نالے
کہین گے لوگ مقلد مجہے عنادل کا

کسیطرح مرے گہر وہ قمر نہین آتا
ہزار کرتا ہے وعدے مگر نہین آتا

کبہی کبہی جو ادہر کو مین جاتا ہون
پکارتے ہین اری او ادہر نہین آتا

ہزار ہو کوئی یوسف جمال ای محسن
یہہ دل وہی نہین آتا جدہر نہین آتا

شب فراق ہے کسقدر تیرہ و تاریک
مین دیکہتا ہون جدہر کچہہ نظر نہین آتا

رقیب گر ہین دو چار خوف ہے تو یہہ ہے
کہ سات پانچ او نہین اسقدر نہین آتا

یہہ مجہسے کتنی ہی فکر رسا کہ کیا باندہون
خیال مین مرے موے کمر نہین آتا

خدا برا کرے اس ضعف ناتوانی کا
کہ اب مین آپ مین دو دو پہر نہین آتا

بلند ہو گا نہ اپنا غبار بہی پس مرگ
تو انگرون کی طرح گرد و فر نہین آتا

شب فراق کوئی جیسے کہیل دیتا ہے
مری زبان پہ نام سحر نہین آتا

دشمنی مجہہ ناتوان سے تہی کہان کی ای زمین
استخوان ایک ایک یہہ پیسا کہ سرما ہوگیا

گل کہلائیگی لہو سے آبلہ پائی مری
چار دنمین دیکہنا گلزار صحرا ہوگیا

ملگئی جسدن گلے وہ اوڑ گیا زنگ ملال
آئینے کیطرح دل اپنا مصفا ہوگیا

تو جو کرسی پر لب بام آکی بیٹہا ای صنم
عرش سے کہڑا ترا دو ہاتہہ اونچا ہوگیا

یاد مین ان نرگسی آنکہونکی ای گل پیرہن
روتے روتے یہہ ترا بیمار اندہا ہوگیا

تیرہ بختی نے نہ چہوڑا ساتہہ بعد از مرگ بہی
سرد آہونسے چراغ گور ٹہنڈا ہوگیا

منہہ نہین کرتا کوئی تصویر یوسف کیطرف
حسن کا ای بت ترے ہاتہے سے بیچا ہوگیا

ملگئی گلچین کو بلبل کے ستانیکی سزا
فصل گل جانے نپائی تہی کہ اندہا ہوگیا

مژدہ جان بخش وصلت کے سناجاتا ہے رو
آدمی اوسکا مسیحا حق مین سیہا ہوگیا

تو گرفتار ہوئین ہو وہ بلبل شیرین بیان
جسطرف نکلا قفس کے گرد میلا ہوگیا

رقص مین جب دست فندق بند اونکا اوٹہ گیا
لوگ یہ سمجہی کہ روشن پنجشاخا ہوگیا

جو مکان اونچا نظر آیا گیا برباد وہ
چرخ کو ہر قصر کیا گہروندا ہوگیا

تو حسینان جہان مین آسمان حسن ہے
کان کا جہمکا ترے عقد ثریا ہوگیا

دیکہئے دلدار سے کسدن ملاتا ہی خدا
اشک آنکہون سے ہمارے اونکے مچلکا ہوگیا

ابرو پہ بل چڑہا ہوا چلہ کمان ہی
لے آئین بوسہ جاکے ترے آستانکا

گہیلاج گل ہی اور ہی تیور جوان
او بت ہمین بتا تو بتا دی مکان کا

اونکو فرمایا جو مرے داستانکا
پہل کر گری سقف کہن ایک آہ مین
مچا بیٹہا گہمنڈ یہہ سب آسمان کا
اغیار رہو بجا بیٹہا ساری کہانیان
گردن پہ ترے خون ہے سارے جہان کا
وہ کون ہی جو تیغ ادا کا نہین شہید
یوسف ہے وہ حسین مرے کاروان کا
دنیا مین آج کون نہین وسطا مشتری
گہرا پیر مغان کی دوکان کا
کہکر کہ راہ کاٹ سکا زاہد اودم پہر
ادیب ری ذائقہ نہین بدلا زبان کا
مدہوش کیا لب شیرین نہین ملا
مرنیکے بعد پوچہے کیا سب آسمان مین
جہگڑا سمیٹ لے جو سارے جہان کا
بہتر ہون خار سے چمنستان دہر مین
کیا تہا قصور وار مین ہی باغبان کا
پیری سے برو ولنگا وہ تیر نہین رہا
دو روز مین اوتر گیا چلہ کمان کا
کشتہ گل سے مرکے ساتہ جیتے گا
آسمان نہین ہی تن سے اپنے ہم و
کون عاشقون مین آہ سے اپنا نشان کا
جسطرف فوج مین ہلی وشتی
خاک سے اوسکے پیسا ہی تان کا
لوگ پیچ ہی ہی سے کہیکنا ابہی نہ تو
ریحان زار تن او نہین امتحان کا
ہے جانے دو صلہ اوہ خیال کا
تیار ہی جا

دل ترے گیسو پہ جب اٹکا گیا
اژدہا بنکر یہ اوسکو کہا گیا

اوس ستم پیشہ پہ جو دل آگیا
کوئی کیا جانے مجھے کیا بہا گیا

ناوک مژگان کا جب دہیان آگیا
کانپ اوٹھا دل جگر تہرا گیا

سنکے میرا حال بولا سنگدل
مر گیا اچھا ہوا جھگڑا گیا

چھپکے بیٹھا گھر مین جب وہ ماہرو
میری آنکھون مین اندھیرا چھا گیا

ہجر مین کیا پوچھتے ہو حال دل
اک کنول کا پھول تھا مرجھا گیا

پر خطر کیا کوچہ ہاے زلف ہین
جو گیا ان راستون مارا گیا

لوگ کہتے ہین ترا بیمار ہجر
شربت دیدار کا پیاسا گیا

آشنائی خلد مین حورون سے کی
مر گئے پر بھی نہ یہ لپکا گیا

آدمی کا دل نہ آجاے کہین
گالیان دین اوسنے یہان پڑ گیا

عشق گیسو اپنے دم کے ساتھ تھا
سر گیا جب سر سے سودا گیا

لیکے دل بیٹھے بٹھاے کھو دیا
ہم ہوے برباد اونکا کیا گیا

وصل جو اوس سے ہوا پہلی پہل
صبح کو منہ دیکھکر شرما گیا

دونون مذہب پر رہا مین بعد قتل
سر ہوا مدفون بدن پہونکا گیا

رو کے لاشہ پر مرے کہتا ہے وہ
مرنے والے مر گئے پردا گیا

سرد ہوتے بنیگا زمہریر
مین جہنم مین اگر جہونکا گیا

غیر کی صحبت سے تہا انکار اوسے
جب تپے مینے دئے کہویا گیا

۱۵

نہ جانے کنہ حقیقت کو ہی جب ہی تک خیر | بس اپنے جامی سے باہر ہوا جہان سمجہا
بُرا ہے یہ عشق مجازی مرا حقیقت سے | فروغ طور بہی ایک جلوۂ بتان سمجہا
کہان کا قصۂ نار و جنان نکالا ہے | کبہی نہ مین ترے واعظ یہ داستان سمجہا
اسیر طرۂ گیسو ہوا جو اک گل کا | مین اپنے پاؤن مین ہولونکی بیڑیان سمجہا

نہ احتراز ہو کیون اعتراض سے ای اشک
کسیکو کیا کہون اپنی نہین زبان سمجہا

جب سے وہ ترک ستم ایجاد دشمن ہوگیا | خنجر بران مجہے ہر موے گردن ہوگیا
دن کئی کرتے کئی زیبایش کے بچپن ہوگیا | یار نے انگیا جو پہنی اور جوبن ہوگیا
اوس صنم کی یاد مین مرنے پہ بہی نالان ہا | استخوان ایک ایک ناقوس برہمن ہوگیا
ہجر گلرو مین ہیرے لخت دل انکہونسی ہم | دامن مژگان تر گلچین کا دامن ہوگیا
ترے دم سے ای گل رعنا ہی عالم مین بہار | تو نے جس گہر مین قدم رکہا وہ گلشن ہوگیا
وہ بت خونریز بہی رکہتا ہی یارب کیا خواص | تیغ فولاد کا چہوتے ہی کندن ہوگیا
اوس لب نازک پہ مستی کی اودا ہٹ دیکہکر | یہ ہوئی خجلت کہ پہنیکا رنگ سوسن ہوگیا
رنگ رخسارونسے چہٹا ہی یہ نازک ہی وہ گل | جب پسینا منہہ کا پوچہا سرخ دامن ہوگیا
دہیان جب تونکو آیا کاٹنی دو را کوئی | زلف پیچان کا تصور مجکو ناگن ہوگیا
یار نے نقشہ جو کہچوایا ہمارا روز وصل | او رہی تصویر پر کچہہ رنگ روغن ہوگیا
میرے مرجانے کا غم کیا ذکر بہی کرتے نہین | چار دن بس نالہ و فریاد و شیون ہوگیا

غش آگیا جو حضرت موسیٰ کو طور پر
چمکا تھا ایک ذرہ تری گرد راہ کا

دو ایک بیگناہ نہ کیون قتل ہون
ہتھے چڑھا ہے ہیچہ اتو تراہ کا

ہوتا ہے یہ غرور کا انجام ای حسین
بندہ ایاز جا کے ہوا بادشاہ کا

موقوف غیر پر نہین ای بادشاہ حسن
دشمن ہے ایک جہان تری خیر خواہ کا

ہر جائیون سے دل کا لگانا تو سہل ہے
انسان پہلے سونچ لے پہلو نباہ کا

ہمسے کبھی خبر نہین ہوتا ہے دیو چرخ
سکہ پڑا ہوا ہے ضعیفون کی آہ کا

رہتا ہے سنگ پا سے صنم پر نیاز
زاہد جواب ہے یہ ترے سجدہ گاہ کا

پہرنا جواب لیکے ذرا جلد قاصدا
دیتا ہون واسطہ مین رسالت پناہ کا

قاتل کا تھا یہ پاس کہ قاضی سے کہدیا
دہوکے مین خون ہو گیا مجھ بیگناہ کا

برباد یون نکالے اپنے بھلا کسکو دیا ہے
عاشق ہوا ہون اک بت عالم پناہ کا

الفت نہ کسطرح ہو غزالان دشت سے
دیوانہ ہون مین اک بت وحشی نگاہ کا

اعمال بد سے اپنے خجل ہو کے روئے ہین
دہویا ہے ہون نہ بھیگے دفتر گناہ کا

عبرت یہ کہ رہی ہے سر گور کیقباد
الٹا پڑا ہے قصر ترے خوابگاہ کا

چاہ ذقن سے ڈوب کے نکلے جو دل مرا
پھر نام بھی نہ لون کسی یوسف کی چاہ کا

زخمی دل و جگر بھی ہی قاتل کے ہاتھ سے
ای **اشک** حکم شرع مین ہے دو گواہ کا

واہ ری قسمت کہ اوڑنے سے کبوتر رہ گیا
جبکہ تھوڑی دور بام قصر دلبر رہ گیا

17

آپ سے باہر ہر اک دیوانہ و فرزانہ تہا
جب اوٹہا پردۂ دوئی کا بیچ سے تب یہ کہلا

کیا بہلا اوس شمع رو سے مانگتا قاصد جواب
قصر تنکا کوئی گاہک ہے نہین مرنیکے بعد

وصل کا انکار لکہا دیکہتے ہے جان ہی
جسنے دیکہا حسن کا جلوہ وہ بے غش گیا

قبر مین آیا فرشتہ جب کوئی بہر عذاب
گوہر دندان و لعل لب کا رہتا تہا خیال

عشق جو چاہے کرے لیلے تو کچہ خوش رو تہی
مول لیتے حضرت یوسف کو ہم دشوار

روے جو تر دامنے پر حشر کو بخشے گئے
زاہدا کذر دی کی علت ہیہ ہے میخانہ مین قیمہ

دل گرفتار بلاے زلف اک مدت سے ہے
جلوہ کا ناز کیا کیا مجنون کا رہا

گیسوے پیچان کی فرقت مین عجب عالم رہا
تہا گرفتار بلا جاتا کہان یہہ ناتوان

دیدکے قابل تہے گل یہہ بلبلونکے آشیان

طور پر بہی کیا کسیکا جلوہ مستانہ تہا
اپنی ہی شکل و شمایل کا ہر اک دیوانہ تہا

جل گیا چہوتے ہی خط تہا یا پر پروانہ تہا
کیا کہین کسکا مکان تہا کون صاحب خانہ تہا

نامہ بر جلاد تہا خط قتل کا پروانہ تہا
یار کا دامن پکڑتا کون مین دیوانہ تہا

دور کر لیتا یہہ شوق وصلت جانانہ تہا
خانۂ چشم و دل اپنا اک جواہر خانہ تہا

کہتے ہین مجنون نہین اک انداز معشوقانہ تہا
درہم داغ جنون اپنا زر بیعانہ تہا

اپنا ہر اشک ندامت گوہر یکدانہ تہا
کہتے ہین شیشہ میان دلق سالوسانہ تہا

مین بہی کم سن تہا مزاج یار بہی طفلانہ تہا
دل نہ تہا پہلو مین اپنے اک سیہ خانہ تہا

دیدکے قابل ہمارا حال بیتابانہ تہا
بیڑیان پاؤنکی عشق گیسوے جانانہ تہا

ایک اک پہولونکا گلدستہ تہا جو کاشانہ تہا

ستی الیاس سے تہی حضرت یار
ہر درد و الم کا دل مضطر ہوا تہا
جب تک یہہ عشق بت خودسر ہوا تہا
سو بار ہی پڑکی ہی ہماری رگ گردن
کاٹی سے ابی یہہ باہر ہوا تہا

عالم تہ و بالا ہوا وہ چال نکالی | ایسا کبھی رفتار سے محشر نہوا تہا
ہر اک یہی کہتا ہی تجہے دیکہکے قاتل | چنگیز بھی ایسا تو ستمگر نہوا تہا
آگے کبہی غیرون کی یہہ چاہت تہے نہ اوبت | دل میری طرف سے ترا پتھر نہوا تہا

ای **اشک** نہ جو روٹہ رقیبو نکے او کہڑتے
دل مین تبکا فرکے ابہی گہر نہوا تہا

قتل کرنے جو مجہے وہ ستم ایجاد آیا | سو منتہہ غصے سے چباتا ہوا جلاد آیا
فصل گل آتے ہی بلبل پہ فلک ٹوٹ پڑا | آشیان تک نہ بنایا تہا کہ صیاد آیا
ہجر مین بات کسی نے جو پوچھی نہ سنے | ملک الموت کو ہی مین نہ کبہی یاد آیا
مجہکو دفنا کے جو دہیان آیا مری الفت کا | ہاتہہ ملتا ہوا گہر تک ستم ایجاد آیا
تہی جو کاوش مژہ یار کی سودا ہی سے | ڈوب کر تا رگ جان نشتر فصاد آیا
اوسطرف سے کبہی نکلا جو ترا دیوانہ | کوہ شیرین سے صدا آئی کہ فرہاد آیا
گرم بازار جنون ہو گیا دیوانونکا | گہر سے باہر جو مین وہ طفل پریزاد آیا
گیا ہنستا ہوا مین گہر مین تو روتا نکلا | اوسکی محفل سے کسی روز نہ دل شاد آیا
ہوا اس مرتبہ صدمہ مری بربادیکا | قبر پر خاک اوڑاتا ہوا جلاد آیا
مین جو غربت مین ہوا بے سر و سامان سے | کیا ہی دلکو سر و سامان وطن یاد آیا
کیون نہ سامان کرون جشن سلیمانیکا | بعد مدت کے مرے گہر مین وہ پریزاد آیا
ہم تری چاند سی صورت کے مقابل کرتے | لیکے تصویر ہی یوسف کی نہ بہزاد آیا

حسن میں دعوہ جو یکتائی کا تھا سو گیا | اک صنم پیدا کیا منہ نے تری تمثال کا
سو نمایاں عالم ایجاد میں طوفان اشک | بھیک کر ٹپکی اگر گوشہ مری رومال کا
جا سکے کمخاب سو تمکو مبارک منعمو | بیا فقیروں کی بھی بھی گدڑی پہ عالم شال کا
عمر بھر دیکھے نہ شکل اوج دور چرخ میں | پست ہے کس مرتبہ اختر مری اقبال کا
سقف گردوں نہیں کچھ کاہکو ہوتی اے قدر | جانتا گر کام معمار ازل بنیال کا
دانہائے خال پر گر کر نہ پھنستا دام میں | مرغ دل اپنا اگر انہوتا کال کا
پیر کی اپنے کرے تقلید جو وہ ہی مرید | اوڑ رہے گل بنکے میں یہ کرتا چھال کا
غرق ہوں بحر خجالت میں گناہوں کے سبب | گورکن کا سر پر احسان ہے نہ کچھ غسال کا
دم نکلجائے نہ اپنا حسرت دیدار میں | اے صبا پردہ اوڑا دے یار کے سکیال کا
کم نہیں ہوتی پس از مردن بھی خوش خشی رقیب | مرگ چھالا ہوتا ہے اکثر ہرنکی کھال کا

فہم کسکو ہی کھرے کھوٹے کا جو چاہیں کہیں
اشک گرے چھو تو نشان ہوتا ہی کیا ٹکسال کا

عاشق سے پس از مرگ بھی غمزہ نہیں جاتا | تابوت اب آیا ہے تو آیا نہیں جاتا
اب دل سے یہ وحشت کا السر کا نہیں جاتا | مرکر بھی تری زلف کا سودا نہیں جاتا
تم روتے ہو صدمہ مجھے ہوتا ہے دم نزع | ہٹ جائے گر آپ سے دیکھا نہیں جاتا
فصد ونسے بھلا کم کہیں ہوتی ہے یہ وحشت | کٹجائے اگر سر بھی تو سودا نہیں جاتا
آرام سے مرقد میں تو سوتے ہیں پس از مرگ | او وحشت دل تیرا ستانا نہیں جاتا

نیجان پس از مرگ بھی پروا نہیں جاتا
ورتا ہوں کہ منعم کہیں ملنے کو نہ آئے
منعم سے ہم سے کہ بیٹھے مری میت کے طرف
اب دل سے ... خال کا ... کھولا نہیں جاتا
اللہ رے چمک عارض پر نور صنم کی
تقدیر کا لکھا تو مٹایا نہیں جاتا
ترے کبھی صبا کا اٹھانا نہیں جاتا
کی فصل بہار میں شگفتہ ہو طبیعت

اصلاح مرض کی ہو طبیبوں سے بھلا کب
درجائیں پڑکر جو کسپہ درد دل اپنا نہیں جاتا
صدمہ غم ہجر اٹھا و اٹھایا نہیں جاتا
کچھ حال نقاہت کا شب ہجر ...
پتہ رالے کے جو گھرتا ہوں ... نہیں جاتا

تنگ رستے مین دل بگڑے ہوئے بیٹھے لوگ — گل خرام ناز اونکا بر جہیونسے کم نہ تھا

زرد چہرہ ہو گیا اونکا زوال حسن سے — دوپہر ڈھلتے ہے وہ خورشید کا عالم نہ تھا

خلقت آدم سے ہم قید تعلق مین ہیں — عالم ارواح مین جب تک کہ تھی کچھ غم نہ تھا

تھا خجالت سے عرق آلودہ اوسکو دیکھکر — شاہد گل کے جبین پر قطرۂ شبنم نہ تھا

آج خالق نے دیا ہے جو مے ساقی کو عروج — بزم عالم مین کبھی یہ دور دور جم نہ تھا

زہر تھی ہر گل کے حق مین صبح دم باد خزان — ریزۂ الماس سے کم قطرۂ شبنم نہ تھا

ہاتھ پہیلاتا تو گل پیشہ کیا جا کر بھلا — جو غنی دل تھا وہ محتاج زر حاتم نہ تھا

سور خاطر مین سلیمان کو نلائے جن تو کیا — نام جب تک آپکا رونق دہ خاتم نہ تھا

مجھسے پردہ چاہئے اور ونسے کیا کرتے حجاب — کوئی عاشق کے سوا اوس گھر مین نامحرم نہ تھا

جسم صاف اوسکا ساخت مین پایا جو کا — آئینہ اتنا صفا کوئی قد آدم نہ تھا

نوجوانی مین مرے مرنیکا سبکو غم ہوا — کونسا گھر تھا کہ جسمین نالہ و ماتم نہ تھا

خاک کرتے بسمل تیغ تغافل کا علاج — پاس جراحونکے میرے زخم کا مرہم نہ تھا

درپے ایذا نہ تھا کب تفرقہ انداز چرخ — مجمع احباب کسدن درہم برہم نہ تھا

نالہ و سینہ زنی کرتے جو آ کر لاش پر — شادیانے تے مبارک باد تھی ماتم نہ تھا

کیا عجب رہتا ہی جو کوے صنم مین خاکسار — باغ فردوس برین مین مسکن آدم نہ تھا

فصل گل جب تک رہی کیا کیا رہا سامان جشن — کون تھا رند خراباتی جو رشک جم نہ تھا

کوے جانا نہیں نہ مرنیکا ہو داغ اک لیک — گلشن فردوس ہے دوزخ سے ہمکو کم نہ تھا

آئینہ اپنا سکندر نے دکھایا کیا کیا

مخزن اسرار خضر آخر کو

ایک اس خاک کے پتلے مین سمایا کیا کیا

رات وہ رشک پری آ کے جو اپنی محفل

خوب برباد کیا آہ نے

[illegible]

اک تو سوز غم فرقت سے کلیجا تھا کباب
او سپہ ناصح نے وا استغفر لگایا کیا کیا

نعمتین مل گئین جب نفس کشے کے تو نی
آدمی آپ کو کہو بیٹھا تو پایا کیا کیا

دلق سالوس کہین تھا کہین عمامۂ پاک
آج زاہد کو بھی رندو نے بنایا کیا کیا

عمر بھر تارک دنیا کو ملی نان جوین
حشر میں کیا کوئی پوچھیگا کہ کھایا کیا کیا

مجکو حیرت ہے ترے دلکو اثر کچھ نہ ہوا
عرش کو آہ نے جا جا کے ہلایا کیا کیا

نکلے سامان جو وصلت کے سراسر بگڑے
نہین معلوم رقیبون نی لگایا کیا کیا

بعد مر نکلے نہ کسطرح رہے دل مین غبار
خاک میں مجکو حسینون نے ملایا کیا کیا

کوے جانان کی زمین بعد فنا جو پکڑی
نہ اوٹھا لوگو نے لاشے کو اوٹھایا کیا کیا

پوچھتا صانع قدرت سے میں اتنا پر مرگ
ایک مجکو جو بگاڑا تو بنایا کیا کیا

عمر بھر اشک مصیبت مین ہی رنج سہے
بخت بد نے ہمین آنکھون سے دکھایا کیا کیا

آفتاب حشر سے ای دل ہمین کیا باک تھا
مسکن رندان ساغر نوش زیر تاک تھا

کل سوار آیا جو مقتل سے وہی سفاک تھا
خون ٹپکتا سر سے کا بستۂ فتراک تھا

جان دینے پر تلے تھے ہجر سے تنگ آکے ہم
کل قسم دیتے نہ وہ تو آج جھگڑا پاک تھا

کون تھا جسکی نہین پرسش ہوئی روز حساب
کسکا اس دنیا کی آلایش سے دامن پاک تھا

یار کا دامن پکڑتا دوڑ کر کیا ناتوان
پاؤن میں طاقت تھی جب تک ہاتھ بھی چالاک تھا

کچھ خبر دنیا و ما فیہا کی نشہ میں نہ تھی
مطمئن تھا دور گردون سے جو زیر تاک تھا

[illegible]

تیغ ادا کا وار لگایا نہ ایک سے
قاتل کے آگی سینہ سپر ہو کے رہ گیا

خجلت سے رنگ اوڑا رخ روشن کے سامنے
گردون پر آفتاب قمر ہو کے رہگیا

پیغام بر ٹھہر نہ سکا خوف غیر سے
کچھ حال سے مرے وہ خبر ہو کے رہگیا

مر مرکے صبح کے ہی مریض فراق نے
دو بار شکوہ درد جگر ہو کے رہگیا

فرقت مین آہ سرد کی ٹھنڈی ہوا چلی
جب اشک بار دیدۂ تر ہو کے رہگیا

دو گام چلکے راہ حقیقت مین مر گئے
یہہ ملک اپنے ہاتھ سے سر ہو کے رہگیا

پیری مین داغ دل کی نہین وہ چمک دمک
نے نور چاند وقت سحر ہو کے رہگیا

اقرار وصل کرکے نہ آیا جو وہ صنم
کیونکر کہون دعا مین اثر ہو کے رہگیا

دس بار بنکے بات ہماری بگڑ گئی
سو بار دلمین یار کے گھر ہو کے رہگیا

ایک نازنین کے دام محبت مین پھنس گئے
پھندا گلے کا موئے کمر ہو کے رہگیا

ڈوبے نہ بحر غم مین مرے نور قریب حیات
پانی نہین لاکھ بار بھنور ہو کے رہگیا

اکثر ہمین بہار مین سودا ہوا ہے **اشک**
کچھ ایکی حال نوع دگر ہو کے رہگیا

دام گیسو کہو سلجھانہ قاتل میرا
غم سے مچھلی کیطرح لوٹتا ہے دل میرا

جنس بازار محبت کی گران قیمت ہے
کیا خریدیگا خریدار کوئی دل میرا

تنگ آیا ہون یہہ صحبت سے مین نا جنسوں کی
بھاگ جا شہر سے کہتا ہے یہہ ہی دل میرا

دیکھکر شکل نکل آتے ہین دشمن کے بہی اشک
واقعی حال ہی رونے ہی کے قابل میرا

[illegible]

دولت دیدار سے ایک ایک مالا مال تھا / جو گدا آیا ترے در پر تو انگر ہو گیا

قلب ماہیت ہوئی اعجاز دست یار سے / سنگریزہ جو اوٹھایا ہاتھ مین سونا ہو گیا

واہ کیا شیرین ادا ونکی ہی الفت کا اثر / جسم مرنے پر ہوا مٹی تو شکر ہو گیا

غم ہوا ایسا ترے بوٹا سے قد کو دیکھکر / سوکھ کر کانٹا ہر اک سرو چمن [illegible] ہو گیا

حال ہم خانہ بدوشونکا نہ پوچھو ضعف مین / دم ذرا لینے جہان ٹھہرے وہی گھر ہو گیا

لوٹتا ہون رات بھر بستر پہ مچھلی کیطرح / درد فرقت کا دل آفت زدہ گھر ہو گیا

سخت جانی سے تو نکلا ناک مین دم کر دیا / وہ ستمگر بنگئے تو مین بھی پتھر ہو گیا

انتہا پائی ہی تب بام بلند یار کی / آسمان پر جا کے جب اک کبوتر ہو گیا

اوڑ گیا بستر سے جسم زار جب آئی ہوا / واہ ری کاہیدگی تصویر پیکر ہو گیا

ہو گئی آئینہ حیرت سے مری محشر کے دن / جوہر شمشیر قاتل خط خضر ہو گیا

آئینۂ دل کیون نہو اک ترے در کا گدا / خاکساری جسنے سیکھی وہ سکندر ہو گیا

بچگئے صیاد سے تو کشتۂ حسرت ہوے / عندلیبونکو پر پرواز خنجر ہو گیا

یاد مین دندان جانان کے جو مین رویا کبھی / قطرۂ اشک آنکھ سے گرتے ہی گوہر ہو گیا

تجکو پہنچا ہے جو تو دعوی خدائی کا کرے / اک ذرا سے حسن پر یوسف پیمبر ہو گیا

بزم مین اوس گلبدن نے جب قدم رنجہ کیا / جسم کی خوشبو سے پہیلی گھر معطر ہو گیا

سو رہا آکر مرے پہلو مین جب اک آفتاب / جلوۂ عارض سے گھر [illegible] ہو گیا

نام تو مر کر مٹا پر کچھ نشان قبر ہے / وہ بھی سن لو گی کبھی کہکر برابر ہو گیا

وارفتہ دل ہے ترک کی خونریز چشم کا
قصاب سے مقابلہ برہمن ہوا

عریان جنون نے کر دیا فصل بہار مین
ٹکڑے قبائے گل کیطرح پیرہن ہوا

گیسو جو بت کے عارض تابان پر آگئے
غل تہا برہمنونمین کہ سورج گہن ہوا

پرویز کی بہی غمزہ شیرین نے جان لی
کشتہ فریب حسن سے کیا کوہکن ہوا

عالم مین مدح وہ نے سر و سامان غریب ہون
شرمندہ جسکو لوٹ کے خود راہزن ہوا

صحت ہوئی نصیب مریض فراق کو
اکسیر میرے واسطے سیب ذقن ہوا

اوتنے سنپولئے ہوے پیدا مرے لئے
جتنا زیادہ یار کے بالونمین گہن ہوا

گیا کیا رقیب دلمین کئے دیکہہ دیکہکر
ہمسے جو ہم بغل وہ سر انجمن ہوا

ای اشک مین عتاب مین خالق کے آگیا
جو پائمال ناز بتان دکن ہوا

ہرگز دماغ سے نہ جنون کا خلل گیا
گہبرا کے فصل گلمین لحد سے نکل گیا

سمجہونگا اب مریض محبت سنبہل گیا
جسدم وزیر لیکے دل ترے گہر سے نکل گیا

شری وصال کی جو کبہی گہر سے ٹل گیا
پہنچا ادہر سے مین وہ ادہر سے نکل گیا

جی چاہا اپنا آپ گلا کاٹ لیجئے
قاتل کا جب نیام سے خنجر اوگل گیا

رحم آیا اوس صنم کو مرے حال زار پر
رہ نہی ہی آہ گرم سے پتہر پگہل گیا

گیا کئے آہ تفرقہ اندازی فلک
ایک چاند رات آکے بغل سے نکل گیا

پہنچا ضرر نہ اوس بت کافر کی ذات سے
ہوسے کیطرح طفل دل ازبیل گیا

٢٥

ٹہری کبہی نظر نہ مری حسن یار پر
پانی نگاہ رخ کی صفا سے پہسل گیا

مجھ ناتوان سے اتنا بھی ہمدم نہ ہو سکا	نام فراق سنتے ہی بسمل کا دم نکل گیا
یہ غم ہوا کہ سوکھ کے کانٹا ہوا رقیب	اکبار میرا نخل تمنا جو پھل گیا
ملجائیگی سزا اسے بد دعا لے رقیب	جب فریب میرا اور کسی سے بھی چل گیا
ٹھیری زوال حسن میں ہمسے وہ بر طرف	بتی کیطرح جل گئی لیکن نہ بل گیا
فرقت میں سچ ہی خاک وہ پہنچانتا مجھے	صورت ہی اور ہو گئی نقشا بدل گیا
بہلا کبھی نہ دل بت ترسا کے ہجر میں	وحشت سوا ہوئی جو فرنگی محل گیا

خورشید طلعتوں کا ہوا جب زوال حسن
جوبن بھی دوپہر کیطرح اشک ڈھل گیا

جنون کب مجھے جوش بہار پر نہوا	یہ لخلخہ تری زلفوں کا کارگر نہوا
تپ فراق نے یہ خشک کی رطوبت چشم	کہ دامن قطرۂ اشکبار تر نہوا
او مجھ کے نکلے گی تن سے جان حزیں	خیال زلف شب انتظار گر نہو
جلا کے خاک کیا پردۂ صفت باطن ہوں	کبھی گمان شرارت کا یار پر نہوا
نہ چھپ سکا ترے عاشق سے راز عشق [illegible]	قرار صورت منصور دار پر نہوا
مثال ماہی بے آب بہت تڑپا	جو اونکا ہاتھ دل داغدار پر نہوا
بہار آئی چلی بھی گئی گلستان سے	ہمارا نخل مراد آہ بارور نہوا
غرض نہیں ہوسے الفت میں کسطرح برباد	تمھارے دل میں کسیطرح یار گھر نہوا
وہ ناتوان ہوں جنوں میں بہار جو کانٹوں پہ	کبھی لہو سے مرے کوئی خار تر نہوا

کون دیوانہ گلستان جہان سے اوٹھ گیا
ہر گل تر پہ ہے عالم دیدۂ نمناک کا

حرص رفعت مین سوا خاک کچھ حاصل نہین
کیا بگولونکو ملیگا مرتبہ افلاک کا

مل گئی اکسیر قسمت سے مجھے بعد از فنا
ہے کفن کے ساتھ اک صرہ بھی خاک پاک کا

قبر اپنی باغ مین ساقی بنیگی بعد مرگ
تاک رکھا ہے سر میکش نے سایا تاک کا

کام آئیگی ہماری خاک بھی بعد از فنا
شیشہ ساعت ہے خالی گنبد افلاک کا

دہر کی سیر بلند و پست ہے پیش نظر
ڈہنگ اپنی خاک مین ہی گردش افلاک کا

جو ہین دفن کو ... تبان ہو گیا
لقب میرا جنت مکان ہو گیا

ترا نام ... زبان ہو گیا
جو دل مین نہان تھا عیان ہو گیا

یہ فرقت سے مین ناتوان ہو گیا
قد راست جھک کر کمان ہو گیا

گل اگا ہے سنبل دہوان ہو گیا
ستم ہجر مین گلستان ہو گیا

نگر نے مین سر جبین سنگ سے
یہ کیسے قدم کا نشان ہو گیا

خدا مجکو اس خبر کا اجر دے
کہ پامال نازبتان ہو گیا

خبر لی کبھی نہ اگر کبھی
لحد مجکو میرا مکان ہو گیا

ہوے فتح ہم دفن بھی ہو چکے
بس اب جائے امتحان ہو گیا

شب و روز ہے میکشونکا ہجوم
مرا گھر بھی مغ کی دکان ہو گیا

قصور ایسا کیا بلبلونسے ہوا
عدو جان کا باغبان ہو گیا

[illegible] عشق عارض جانان مین دل مرا
[illegible] کوئی جائے گلستان مین دل مرا
[illegible] الفت مژگان مین دل مرا
[illegible] شہر بیابان مین دل مرا
[illegible] زندان سے پابیان [illegible] دل مرا
[illegible] نکال [illegible] گیسو کے پیچ مین
رہا ہی پھوٹ پھوٹ کے [illegible] مین دل مرا
گر پڑا ہے کوچہ جانان مین دل مرا
چھتی ہین سوئیونکی طرح روز کنگھیان
[illegible] زلف پریشان مین دل مرا
کیا مضمحل ہے [illegible] نشانہ تیر بلا سے عشق
آخر تو گھر کیا صف مژگان مین دل مرا
چارون طرف سے دیکھتا ہے گا قدردان
پہنچا کبھی جو بزم حسینان مین دل مرا
پہلو سے تو نے تیر جو کھینچا غضب کیا
اودھر کو رہ گیا تہ پیکان مین دل مرا
گھیرے ہے چار سمت سے ایک کاروان غم
یوسف گرا کے چاہ زنخدان مین دل مرا

غزل میری سنکر کہتے ہین اشک
برا تو بھی شیرین زبان ہو گیا

نہ دہر کا محتسب کا ہے نہ کھٹکا پیر گردونکا
ہمارا میکدہ بھی آجکل خم ہے فلاطونکا

مہکتا ہے وہ رستہ جسطرف کو تو نکلتا ہے
ہر ایک نقش قدم گویا چمن ہے تیرے گلگونکا

تر انکھین بھی مرا دامن بھرا رہتا ہی پھولونسے
ہمیشہ سلسلہ جاری ہی اپنے اشک گلگونکا

بقدر جائے پتال کی شے ہاتھ آتی ہے
نکالینگی زمین ہے کھود کر ہم مال قارونکا

عجب اللہ نے تجکو بھی خوش قامت بنایا ہے
جو قمری ہی وہ دم بھرتی ہے تیرے قد موزونکا

سحر سے شام تک چھلکائے دو جام انکھونکے
تصور بندہ گیا جب ترا اونکے شیشہ میگونکا

پھرے رہتے ہین بند انکھین کئے دن بھر تصور مین
ترے خال سیہ کا عشق بھی گویا [illegible] مجنونکا

تعجب ہے ہو لجائین کچھ تو نہین لوگ یوسف کو
یہی عالم رہا گر تیرے حسن روز افزونکا

سٹری ہوکر ہوا دیکھا نگاہ ناز سے جسکو
اثر رکھتی ہین تیری لب بھری انکھین افسونکا

موئے پر بھی تپونکی کاوش مژگان نہین جاتی
خیال آیا جہان رگ رگ ہے فوارہ اوڑا خونکا

بڑے زور و پہ ہے دست جنون فصل بہار مین
خدا حافظ ہے اپنی وحشیو دامان ہامونکا

کبھی جو دام رکھے سامنے گر پھول نرگس کے
ہوا منظور جسدن باندہنا انکہونکے مضمونکا

سر پر سلطنت سی کم نہین ہے بوریہ اپنا
کلاہ فقر سر پر تاج ہے گویا فریدونکا

خرابات جہانمین اشک کسکی عیش سے گذری
قیامت ہے نہین کم دور اس مینائے گردونکا

[illegible]

۲۹

درد فرقت سے تڑپتا ہوں میں بسمل کیطرح — حیف خنجر بکف اسوقت وہ قاتل نہوا

سختیان عشق بتانکی بہی اوٹھا لیتا ہین — اب یہی غم ہی کہ تیہرکا مرادل نہوا

کم نہوتا کبہی کعبے سے شرف اوس گہر کا — حیف ہی جلوہ گہ ناز بتان دل نہوا

میرے وادی بلاخیز سے سب ڈرتے ہین — اپنی سرحد مین بہی مجنون کبہی داخل نہوا

عشق مین سبزۂ خط کے ہوے لاکہون بیجان — اک مجہی کو اثر زہر ہلاہل نہوا

جب چڑہا سر پہ مرے جب مجہے غصہ آیا — غیر کیا دیو بہی ہا مجہسے تو مقابل نہوا

ہوگیا گہر مرا دوزخ کی برابر مجہکو — کبہی پہلو مین جو وہ حور شمایل نہوا

مجرم عشق ہمین زہرہ وشونکی ہین لا — غیر کوئی بہی اسیر چہ بابل نہوا

ان بتونکے ستم و جور اوٹہا تاک تک — کوئی تیہر سوا کیا آدمی کا دل نہوا

بہر گیا خون کسی غیر کو جو ذبح کیا — یہان میلا ابہی کبہی دامن قاتل نہوا

دلمین حسرت لیس مردن لیے جاؤنگا — ہاتہ میرا ترے گردن مین حمایل نہوا

کتنے ہی زلف چلیپا نے کیئے سودائی
اشک ابتک کوئی اس نقش کا عامل نہوا

نہ پوچہہ فصل گلمین حال مجہ رند شرابی کا — گمان ہوتا ہی یک اک غنچہ گل پر گلابی کا

بڑا بول ان حسینونکے کسید پیش آئیگا — بہت کچہہ جنگل بہرتے ہین دم عصمت مآبی کا

پہرا کرتے ہین دن بہر تون ہاتہونسے جگر پکڑے — نہ پوچہو حال فرقت مین ہماری اضطرابی کا

گرا سو جگہہ مکتوب اپنا دست قاصد سے — کبہی جو لکہدیا احوال اپنی اضطرابی کا

کوچۂ دلدار مین جا کر جو مین لاغر پڑا
لوگ کہتے ہین یہ خالی کسکا ہی بستر پڑا

جان دیکر گنج مرقد مجھے پائین پا تہہ
مین یہ سمجہا کوڑیونکے مول مجکو گہر پڑا

دل ہوا انکے جگر ہیا و مین چہد کر رہ گیا
ابرو و مژگان ہلی برچہی چلی خنجر پڑا

بوسہ لینے مین کہلی شمشیر حسن ہائے جیج
لب تمہارا یار سچ پیچ دودہ ہی شکر پڑا

اپنے دل کی ہی مجھے یاد آ گئی افتادگی
راہ مین دیکہا جہان ٹوٹا کوئی ساغر پڑا

نشان دوا ساکی بنا دی کچہ عزر مرگ نے
کیا بہلا لگتا ہی مدفن پہولونکی چادر پڑا

یار کے مژگان کے سودے نے ہماری جان لی
فصد جب لینے لگے ست یاین نشتر پڑا

یار اپنے بیقرارون کی نہین لیتا خبر
کوچۂ گیسو مین ہی صد ہا دل مضطر پڑا

راتدن بیتاب ہین دو دو آہ سے کالے علے
ہی قضا ہی دلمین اپنے غم کا اک لشکر پڑا

بوسۂ دندان ملے کیا مفت دیکر نقد دل
ایک کوڑی بہی کم قیمت مین اک گوہر پڑا

دلمین خوش ہو کر کہا واعظ کا تبدیل ہو رہے
دیکہا او جلا سا جو اک پتہر سر پڑا

آئی ہستی مین عدم سے طلب پہنچے لیعد
دو قدم کی راہ مین اللہ یہ چکر پڑا

اونکے ہونٹہون پر دل ناکر تصدق کیجیے
سب کہین شیشہ یہہ کیسا ہی لب کوثر پڑا

ایک عالم شیفتہ ہے ادس پری رخسار کا
وادئ وحشت مین دیوانونکا ہی لشکر پڑا

انکہہ اوٹہا کر بہی مسیحا نے نہ دیکہا اشک اودہر
مر گیا آخر مرا مردہ قریب در پڑا

آتش فرقت سے دل سینے کے اندر جلگیا ایک تماشا ہو گیا اونکو مرا گہر جلگیا

صورت منصور ہے لب پہ انا الحق دم بدم
کھل گیا مستی میں پردہ اوس بت مدہوش کا

کان مشتاق صدا آنکھو کو حسرت دید کی
آج کل ہے نہ پوچھو حال چشم و گوش کا

پاؤن پھیلا کر اکیلے گھر میں سو رہتے ہیں ہم
کنج غزلت ہے نمونہ قبر کے آغوش کا

شب کو مردہ سا پڑا رہتا ہی پہلو میں مرے
دید کے قابل ہے عالم اس دل بیہوش کا

سیکشی کی لت نہیں جاتی خزان سو یا بہار
رہتا ہی بارہ مہینے شغل ناؤ نوش کا

آتش رہی نہ شادی و غم میں شریک دوستان
ذائقہ کچھ تو ملے دنیا کے نیش و نوش کا

کیا پسینے میں سرخی زر گلابی ہو گیا
لو تمہارے کان کا جھومر گلابی ہو گیا

غازہ ملنے سے رخ دلبر گلابی ہو گیا
کیا شفق پھولی مہ انور گلابی ہو گیا

حسن سے سنبر عارض دلبر گلابی ہو گیا
غنچہ گل جب ہنسا کھل کر گلابی ہو گیا

سیر گلگشت چمن آیا جو بیرہ مست ناز
غنچہ گل شاخ پر بڑھ کر گلابی ہو گیا

قصد سود یکھیں نہ لو مجھ ناتوان وزار کی
مری جاؤنگا اگر نشتر گلابی ہو گیا

رنگ کھلتا ہے پسینے سے نہ نازک ہے وہ گل
دو گھڑی لیٹا جہان بستر گلابی ہو گیا

عارض گلرنگ کی چار و طرف ٹپکی ہی خط
آئی وہ جب وہ رخسار اگر گلابی ہو گیا

رنگ لا یا حشر کے دن بیگنا ہونکا لہو
ہاتھ میں خود کا تخت خنجر گلابی ہو گیا

فصل گل آنے کی مسجد میں جو باتی خبرین
اسقدر چلے بند ہی منبر گلابی ہو گیا

ایسا آغشتہ بخون ہی شہیدانکا غبار
چھو گیا جب دامن دلبر گلابی ہو گیا

خود آفتاب تھا وہ ترک آفتاب پرست
قمر تھا زیر قدم حلقۂ رکاب نہ تھا

جو محتسب کبھی ان زاہدو نمین جا نکلا
کسیکا ظرف وضو خالی از شراب نہ تھا

ہمین بھی دیکھکے موسی کیطرح غش آتا
بھلا سوا رخ پر نور نے حساب نہ تھا

جو کفش کن مین نہ ملتی جگہ پس از مردن
تو کہتے اشک غلام ابوتراب نہ تھا

ہاتھ آئی جسے دولت وہی مغرور بنا
گھر تو کیا قبر بھی الیونسے ذرا دور بنا

مرتے دم حسن پرستی بتان کام آئی
ملک الموت بھی خاطر سے مرے حور بنا

خرمن دل پہ گری برق کف سنگین سے
دست جلاد بھی شاخ شجر طور بنا

حسن چہرہ کی صفائی نے تڑپایا کیا
عکس تیلی کا مرے خال رخ حور بنا

پیسکر شک بھی تھوڑا سا ملا یا ہمنے
زخم دل کے لئے جب مرہم کافور بنا

دیکھئے درد غم ہجر سے کیونکر ہو نجات
دل کا پھوڑا مرا پھوٹا بھی تو ناسور بنا

خاک ہونے پہ بھی تقدیر کا جلنا نہ گیا
صرف گلخن ہوئی مٹی کبھی تنور بنا

فاتحہ کو بھی پس از مرگ نہ آئیگا وہ شوخ
کوئے جانان سے مزار اپنا بڑی دور بنا

جی نہ ہارا کبھی اس بارگہ عالم مین
بار غم سر پہ لیا عشق کا مزدور بنا

مرشے او سپہ بھی طینت کی صفائی نگئی
مدتون خاک سے عشاق کے بلور بنا

جلوۂ حسن سے مانی کو لگے غش آنے
ابھی پورا بھی نہ تھا چہرہ پرنور بنا

دل بھی ہی یار کے دزدیدہ نگہ کا گھایل
چور زخمون مین جہان رہگیا ناسور بنا

کم سخن یار سے صحبت نہ رہی کچھ روز دن
غم زدہ ہون کہین ملتا جو لحد کا تو نا

مجکو ایجان چھپر کھٹ کا مزا مل جاتا
چین دم بھر نہ دیا کاوش مژگان نے تری

ہین وہ آفت تہا کہ گونگے کو بھی گویا کرتا
منہ لپیٹے ہوئے دن رات مین رویا کرتا

بے تکلف تری چوکھٹ پہ جو سویا کرتا
ہین وہ پتھر تہا کہ سولی پہ بھی سویا کرتا

اشک غربت مین جو مرتا کبھی دیوانۂ عشق
غول راتون کو مری قبر پہ رویا کرتا

پھر جائے ہوا دور چلے ساغر مے کا
اللہ سوال اپنا کبھی رد نہین کرتا

ہی آج جہان مین کوئی مجھسا بھی شرابی
دن رات ہی آنکھون سے روان اشک کا دریا

شاہی کے برابر ہی ترے در کی فقیری
مرنے کی ہی شادی مجھے احباب کو غم ہی

پھرتی ہی اجل سامنے آنکھون کے شب ہجر
ہمسا بھی نہو گا کوئی دنیا مین قدح نوش

نقد دل وجان دے کے خریدین یہ پیکشش
او کھڑے چمنستان سے قدم ہین وہی کا

منعم سے طلبگار ہون مین کیا کسی شی کا
مرجاؤن تو ساغر نہ چھٹے ہاتھ سے می کا

صحرائے جنون خیز مرا ملک ہی ری کا
مین بوریئے کو جانتا ہون تخت ہی کی کا

شیون کی صدا مین نہین غل ہی دف و نی کا
دم کھینچ رہا ہی کوئی میرے رگ و پی کا

محشر مین بھی لنگر نہو اکشتی مے کا
کچھ غم نہین بازار مین توڑا ہی جو مے کا

دو ہاتھ مین شیشے لیئے آتا ہی وہ اے اشک
ساقی سے خریدین گے یہ جوڑا بط مے کا

دل بجھ گیا شباب کا موسم نکل گیا
اب بھی حسین جو دیکھ لیا دم نکل گیا

اتنا کوئی نہیں جو عدم تک نباہ دے
ہم پاشکستہ رہ گئے عالم نکل گیا

اتنی بھی دل کو تاب جدائی نہ ہو سکی
سیپارہ مری طرف سے جو منہ ہم نکل گیا

دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے زوال حسن
وہ دن نہیں ابرو نہ رہا تیرے خم نکل گیا

آنکھیں بھر آئیں غم سے تو ہم ضبط کر گئے
گھر گھر کے ابر دیدہ پر نم نکل گیا

اوس حور وش نے گھر میں نہ رہنے دیا مجھے
فردوس سے میں صورت آدم نکل گیا

تھا عاشق مژہ دل نالاں نہ تھم سکا
پہلو سے گونجتا ہوا ضیغم نکل گیا

ایسا جلایا آتش فرقت نے یار کی
دل سے ہمارے خوف جہنم نکل گیا

پھیلے جو بوے گیسوئے عنبر شمیم یار
دیوانہ ہو کے شہر سے عالم نکل گیا

ثابت ہوا جو غنچۂ گل کی گرہ کھلی
مٹھی میں آ کے گوہر شبنم نکل گیا

محشر کے روز رحمت حق سد رہ ہوئی
گھبرا کے میں جو سوے جہنم نکل گیا

پہلو میں سو رہا تھا جو اک شوخ آفتاب
کترا کے صاف نیر اعظم نکل گیا

اچھی شب وصال نکالی یہ دل لگی
تیوری چڑھائی تم نے مرا دم نکل گیا

سمجھا میں دیکھ کر مسی مالیدہ لب کو
انگشتری سے ٹوٹ کے نیلم نکل گیا

روتے ہیں حال زار پر اپنے جو شکؔ ہم
کہتا ہے انکو ماہ محرم نکل گیا

گلوں پر پھیر کر خنجر جو وہ قاتل نہ ٹھیریگا
کیے رکھتے ہیں مقتل میں کوئی بسمل نہ ٹھیریگا

وصل کی شب تم جو پہلو سے سرک جاتے ذرا
دیکھتے اپنا سر بستر تڑپنا لوٹنا

دل لگانیکا حسینون سے نتیجہ تھا یہی
تیر غم کہا کر کلیجے پر تڑپنا لوٹنا

بیقراری سے کہلا مرنے پر اتنا ہمکو اشک
اب بنا یگا یہ تا محشر تڑپنا لوٹنا

دکہایا ذرون نے عالم ہمین ستارونکا
پڑا زمین پہ جو پرتو ترے عذارونکا

خرام ناز سے فتنے بپا نکرو طفل
ابہی سے خون نہ گردن پہ لے ہزارونکا

ترے فراق نے آنسونکو یار مارا ہے
کوئی شمار تو کرلے بہلا مزارونکا

کہان گئے وہ جو نام آوری پہ مرتے تہے
کہین نشان بہی نہین اونکے اب مزارونکا

کبہی فلک کو بہی ہم دہیان مین نہین لاتے
دماغ عرش پہ ہے تیرے خاکسارونکا

سواری لوٹ گیا دل بہولی بہالی باتونکی
بہت لگن سے ہون مالا مال سوارونکا

غم جدائی سے تڑپا کرونگا غربت مین
جو یاد آئیگا رونا لپٹ کے یارونکا

مٹایا رحمت حق نے کلنک کا ٹیکا
سفید ہو گیا نامہ سیاہ کارونکا

مثال کیا کوئی دے انکو عقد پروین سے
جواب ہے نہین کانونکے گوشوارونکا

فراق یار مین خانہ بدوش رہتے ہین
بہلا مکان کہان ایسے بیقرارونکا

نہونگی طی وہ پر آشوب کوچہ گیسو
یہ کام اے دل غافل ہے ہوشیارونکا

رہینگے داغ محبت نہ دل سے بعد فنا
رہیگا شوق بہی اشک ماہ پارونکا

۳۵

وہاں رقیب نے بالوں میں اونکے کنگہی کی
لحد پہ بعد فنا دود آہ چہایا ہے
شب وصال بھی کچھہ اضطراب کم نہوا

یہاں شروع ہوا ہمکو درد شانیکا
جواب ہے نہیں اپنے سے شامیانیکا
وہی ہے رنگ مرے دل کے تلملانیکا

جو میرا ذکر سنا اشک اوس نے ہنسکے کہا
کہ وہ بھی ایک ہی ہے فیلیا زمانیکا

یہی عالم رہا تجہسے اگر دلکی محبت کا
ہوا آخر تو وارفتہ تہو نکی حسن صورت کا
کروں کیونکر نہ یکتائی کا دعوی باغ عالم میں
ثنائے یار میں کیا کیا مضمون نکلے ہیں
جو چلنا ہے قیامت میں چلو جلدی گنہگارو
تعجب کیا جو ملجائے بت سیمیں بدن مجکو
محبت سے کسی آئینہ رو کے ساتھہ در پردہ
قدم کیونکر ٹہرتا معرکے میں حشر کے اپنا
خدا کے سامنے حل ہونگے ایبت عقدہ ہاے دل
سوال وصل کرتا ہوں تو منہ کو پھیر لیتا ہے
بنالے عاقبت کے کام جو کچھہ ہو سکیں غافل
شہید ناز میں اک خط طلعت کا ہوا جب سے

بنا لیں گے کوئی تہر کا بت ہم تیری صورتکا
تماشا دیکھلے دو چار دن اوسکی قیامت کا
میں ہوں اک بلبل شیریں بیاں گلزار وحدتکا
جو سچ پوچھو تو میں غواص ہوں دریا مدحت کا
سنا ہے آج دریا جوش میں ہے اوسکی رحمت کا
خدا سامان کردے نے وسامانی کی راحت کا
سبب کہلجائیگا اک روز اپنے دلکی حیرت کا
نہوتا آسرا ہمکو اگر تیری حمایت کا
رہیگا حشر تک میرے ترے رشتہ محبت کا
کوئی یہہ بھی طریقا ہی پری ہے آدمیت کا
بہت پچہتائیگا جاتا رہا گر وقت فرصت کا
دہان زخم کہتا ہے میں دروازہ ہوں جنت کا

سر بازار پہ جا کے فیصلہ ہو جائے قیامت کا
قیامت میں بھی سر اونچا ہو گا میں وہ مجرم ہوں
ادھر نکلے کہیں ڈوبا ہوا بحر ندامت کا
ہوا و حرص سے خالی نہیں در در کا پھرنا
فقیری کر کے در در کا ہے گوشہ قناعت کا
لرزتی ہے زمیں جب ناز سے وہ پاؤں دہرتے ہیں
کہیں برپا نہ ہو جائے یہ ہنگامہ قیامت کا
غم و رنج و الم سے اشک دل کو ٹھکانا ہے
فراق یار میں ہوا ہوا ہوں نام راحت کا

بعد مردن شکل گرد آلودہ اپنی دیکھتا | قبر مین آئینہ بھی لیکر نہ اسکندر گیا

آرزو ہی شوق کو پوچھے کوئی تو سب کہین
ہندے سوے مزار سبط پیمبر گیا

قسمت نے جام زہر محبت پلا دیا | اس موت نے بھی زیست کا ہمکو مزہ دیا
سوز درون کا حال نہ کچھ مجھسے پوچھئے | اُس آگ نے تمام مرا گھر جلا دیا
چاہت نہ آئی راس مجھے کو نکن کیطرح | شیرین و شونکے عشق نے آخر مٹا دیا
کیا ہائے کہا نکی عداوت تھی چرخ کو | بیٹھے بٹھائے کوے صنم سے اوٹھا دیا
اتنے دنون بسر ہوئی غفلت مین زندگی | ہوشیار جب ہوے تو لحد مین سلا دیا
برباد کر غبار بھی ای چرخ بعد مرگ | آخر تو خاک مین ہمین تو نے ملا دیا
ڈرتے بھی ہین بھلا کہین مرنے سے جان نثار | دو ڈھی و تیغ کھینچ کی یہان سر جھکا دیا
انکار وصل سُنکے مرا دم نکلگیا | جلتا ہوا چراغ کسی نے بجھا دیا
مد نظر تھا دل کا جلانا بتان و نہین | اس گھر کو ہمنے آپ ہی لو کا لگا دیا
صیاد نے فریب دیا عندلیب کو | گل دام لیکے سارے چمن مین بچھا دیا
رویا کبھی جو مین دُر دندانکی یاد مین | آک موتیونکا فرش زمین پر بچھا دیا
اللہ رے جو یاد مین گیسو کے شب کٹے | قصہ تو مختصر تھا مگر اب بڑہا دیا
گیسو کی بو سونگھا کے جو بیچین دل کیا | سوتا ہوا یہہ آپنے فتنہ جگا دیا
کیا ایڑیان رگڑ کے نکلتی یہہ جان زار | اچھا کیا گلے پہ جو خنجر پھرا دیا

۳۷

یہہ ضعف ہے کہ اوٹھ نہیں سکتا مین گرکے شکل
گھل گھل کے جسم نقش کف پا سا ہو گیا

دل ڈوب رہا ہے کوئی بیڑا نہ سمجھنا
طوفان مری اشکو نکا ہی دریا نہ سمجھنا

دشمن جو ہوا اپنا اوسے اپنا نہ سمجھنا
دم ہار رہے وہ او سکو مسیحا نہ سمجھنا

معلوم نہون جسمین ہزارون یہ وہ گھر ہے
وسعت ہی بڑی قبر مین کوتاہ سمجھنا

ای بت نہ کبھی تیرے مٹانے سے مٹیگا
کعبہ ہے یہہ دل اسکو کلیسا نہ سمجھنا

مرنے پہ نو اوترک فلک چین دے مجھکو
یہہ ڈھیر مری خاک تودا نہ سمجھنا

کیا رسم زمانہ ہے کہ دشمن سے محبت
جو دوست ہوا اپنا اوسے اپنا نہ سمجھنا

ہل جائیگا بت سنکے مکبّر کی صدا اینٹ
یہہ نالۂ ناقوس کلیسا نہ سمجھنا

شادی کوئی دنیا مین نہین جز غم و آفت
ہے دام بلا سر پہ یہہ سہرا نہ سمجھنا

تم گھر سے سدہارے کہ سوئے اپنے یا مرے
ریحان ہمین ہوش مین آیا نہ سمجھنا

آنے مین جھجکتے ہو مرے پاس جو ای گل
بستر پہ تن زار ہی کانٹا نہ سمجھنا

گل کوئی کھلا چاہتا ہے آج ہی گل مین
مجذوب کے ہے سر مین کہین سودا نہ سمجھنا

دل چاہ زنخدان کی کیطرف کھینچکے لایا
مجبور ہون صاحب مجھے اندھا نہ سمجھنا

ہچکی لگیگی دس برس گھر ساتھ تمہارے
اس سر سے چراغان کو تماشا نہ سمجھنا

دیوانہ کیا ہے مجھے اک شکل پری نے
جن کا مرے سر پہ کہین سایہ نہ سمجھنا

جل جائیگا فلک منہ سے ابھی اف جو کرین ہم
آہ شرر افشان کو تماشا نہ سمجھنا

کسدن تری رفتار سے آفت نہیں آتی
کس روز زمانہ تہ و بالا نہیں ہوتا

کس دھوم سے مجھ کشتۂ مژگان کا لہو ہے
ایسا کبھی جہیزونکا بھی میلا نہیں ہوتا

سب کہتے ہین اوس بت کو مصور بھی ہے
سیندور کا ماتھے پہ جو ٹیکا نہیں ہوتا

بیپستے طالع سے غبار اپنا پس از مرگ
دو ہاتھ زمین سے کبھی اونچا نہیں ہوتا

عریان بدنی ہمکو پسند آئی نہ کیونکر
برسون یہی جامہ ہے جو میلا نہیں ہوتا

ہین متفق اللفظ یہی سارے اطبا
بیمار اون آنکھونکا بھی اچھا نہیں ہوتا

ساقی کی جدائیکا ہے صدمہ مرے دلکو
یہ درد غلط طور سے بھی چھپا نہیں ہوتا

بدنام زمانے مین کیا عشق نے تیرے
کسجا مری رسوائیکا چرچا نہیں ہوتا

کہتا ہے مجھے دیکھکے حیرت سے وہ گلرو
ایسا بھی کوئی سوکھکے کانٹا نہیں ہوتا

شعلہ مین سراپا تپش غم سے ہوا ہون
اب برف مین گر جاؤن تو ٹھنڈا نہیں ہوتا

کسواسطے گھر غیر کا ہم بھی تو دیکھین
مرجانا کوئی منہ کا نوالا نہیں ہوتا

کیا ہو گئی او ترک تری تیغ حجازی
مدت سے زبان خون کا دریا نہیں ہوتا

در و تجھ ری سے نہ کسطرح مین یون
پتھر کوئی انسان کا پتلا نہیں ہوتا

عاشق کے لئے شرم و حیا کا ہے بہانہ
آجائے کوئی غیر تو پردا نہیں ہوتا

کچھ بھول بھلیان نہین ابدل رہ فانی
اس راہ مین اندھے کو بھی دھوکا نہین ہوتا

خالی نہیں دل اپنا تصور سے بتونکے
کعبہ مرا کسروز کلیسا نہیں ہوتا

کافر ہوئے ہم حسن پرستی کی بدولت
کسدن تری تصویر کا پوجا نہیں ہوتا

غم ہے ہجر یار کا | اللہ سے بیمار کا
دل کو سودا ہوگیا | اوس گیسوِ خمدار کا
ہجر مین اوس گل کی ہے | پہلون مین عالم خار کا
ہے مجھے بالِ ہما | سایہ تیرے دیوار کا
مرتے ہین حسرت مین ہم | بوسہ تو دو رخسار کا
موسمِ گل مین دلا | چھوٹے نہ در خمار کا

خاک ہو جا اشک پر
احسان نلے زردار کا

پوشیدہ دل مین عشق ہی اک آفتاب کا | شیشہ دبا ہوا ہے بغلمین شراب کا
ہمنے کیا ہے ترک جو پینا شراب کا | اولٹا ہوا پڑا ہے قدح آفتاب کا
گلشن مین بند یار نے کہولا نقاب کا | ہر گل ہی غش مین پہینک کے شیشہ گلاب کا
پیری مین عشق سے ہوئی دلکو شگفتگی | فصل خزان مین پہول کہلا ہے گلاب کا
آنکہون سے اونکے اشک ٹپکتے ہین قبر پر | شیشہ پہ شیشہ ٹوٹ رہا ہی گلاب کا
ہر صبح جلوہ گر ہو نہ کیونکر وہ بام پر | چوتہا فلک یہی ہی مرے آفتاب کا
رونق ہے خشک تر مین تیرے دم قدم سے آج | دریا مین بہ رہا ہے کٹورا حباب کا
کوچہ تمہارا وادیِ ایمن سے کم نہین | ذرے دکہا رہی ہین فروغ آفتاب کا
بیہوش ہوگیا ہون جو اوس گل کو دیکہکر | دیتی ہی چشم تر مری چہینٹا گلاب کا

نزار و نیم او جہل پر تھے ہین مرد کیا یت ہے
صدا ے صور کا دیتا ہے دہوکا شور جہاگل کا

نہ دیوانون کو زندان سے مقدر نے رہائی دی
ہمیشہ خواب ہے دیکہا کیے راتونکو جنگل کا

نزاکت سے کمر چلنے مین سو سو جا لچکتی ہے
بہلا اونازنین او ٹہیگا تجسے بوجہہ ہیکل کا

کبہی قید تعلق سے اولجہتا ہے جو دم اپنا
لگا کر آگ گہر کو رستہ لیتا ہون جنگل کا

در و ندان و لعل لب کا جسدم عکس پڑتا ہے
گمان ہوتا ہے لوگونکو مرصع کار ہیکل کا

ہوئی بیکار اعضا جب عناصر مین فساد آیا
خدا نے آدمی بہی کیا بنایا ہے کسی کل کا

ٹہہا دیتی تہی میری گران باری مجہے قاتل
جب اوس تا سر مراتب بوجہہ شانونکا ہوا ہلکا

یقین ہوتا ہے سب کو شمع ہی فانوس مین روشن
پہنتا ہی کبہی وہ مہروش کرتا جو ململ کا

مسیحا کی فرشتونسے نہ اپنا درد سر جاتا
اثر خاک در جانان مین گر ہوتا نہ صندل کا

بڑہا حسن اور اوس نگین ادا کا خط نکلنے سے
دکہایا سبزۂ عارض نے عالم خواب مخمل کا

اندہیری رات مین دیکہے کوئی وہ چہرہ روشن
گمان ہوتا ہے گیسوئے سیہ پر دود مشعل کا

اثر ہے آمد فصل بہاریکا گلستان مین
جنون خالی نہین ہے ہو شناسا خو کسی گل کا

مجہے ہر ایک عالم رشک اوسکا قتل کرتا ہی
کبہی انداز کا کشتہ کبہی بسمل ہون چہل بل کا

غم فراق سے یہہ گہل کے جسم زار ہوا
گلے کسینے لگایا مجہے فشار ہوا

دل ان گلونسے لگا کر گنا ہگار ہوا
غم فراق تو اچہا گلے کا ہار ہوا

برس پڑے وہ ادہر چہیڑ کے رقیبون نے
کسیکا کچہہ نہ گیا مفت مین شکار ہوا

حورونکے ناز خلد مین اوٹھتے نہ بعد مرگ
اچھا ہوا جو کوچۂ جانانہ مین رہگیا

افتاد اک مجھی پہ نہین عشق مین پڑی
صدہا دل اونکی چاہ زنخدانہ مین رہگیا

برسون ریاض خلد مین اوسکا نہ جی لگا
دو چار دن جو کوچۂ جانانہ مین رہگیا

اولجھا کیا ہون وحشت دل سے مین تو یون
باقی جو کوئی تار گریبان مین رہگیا

گل ہی رہی چمن مین نہ صیاد و باغبان
بلبل کا ذکر خیر گلستان مین رہگیا

عالم تھا شب کو تیرے شہیدونکی قبر پر
صدہا حسین شوق چراغان مین رہگیا

کاٹی گئین نہ موسم گل مین جو بیڑیان
سن لیجیے گا مر کے مین زندان مین رہگیا

طاقت جواب دے گئی فصل بہار مین
دست جنون اولجھکے گریبان مین رہگیا

بس پس گئے ہین گل رخ رنگین یار پر
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہگیا

جاتا تھا یار کے قد موزون سے بن شمال
کاواک ہو کے سرو گلستان مین رہگیا

جسم وزار گیا سوے مقتل وہ ترک ناز
خون جوش کھا کے جسم شہیدان مین رہگیا

سنتے ہین ایک جوش پہ ہے موسم بہار
دیوانہ جو گیا وہ گلستان مین رہگیا

کعبے کا اشتیاق جو دل کو سوا ہوا
دو ایکدن کلال کی دوکان مین رہگیا

سمجھا تھا مین کہ آتا ہے محمل نشین مرا
گرد و غبار اوٹھکے بیابان مین رہگیا

الفت کا ان بتونکے نتیجہ ملا یہ **اشک**
بستر پہ مر کے مین شب ہجران مین رہگیا

ساتھ ساتھ اپنے بہار بوستان مین لگگیا
جس گلستان سے اوٹھا کر آشیانہ مین لگگیا

زمین نے آسیا بنکر مجھے پیسا الٰہی ہر دن
شکنجے میں رہا جب تک کہ زیر آسمان میں تھا

نکالا کوچہ جانان سے مجکو صورت آدم
کدہر پہنچا مقدر نے مجھے لا کر کہان میں تھا

جوانی کی حلاوت اب کہان پیری کی باتو نمین
پہر کجاتے تھے سنکر لوگ وہ شیرین بیانمین تھا

کسی نے بھی نجانا کب ہوا پیدا ہوا کسدن
کوئی دنیا میں ہے جیسا کہ بے نام و نشانمین تھا

کیا چورنگ مجکو ترک نے کہہ تیر برسا کے
مری توقیر رقیبون نے برای امتحان میں تہا

حقیقت پوچھتا ہی کیا گرفتار مصیبت کی
بہار آئی ہی جب وہ دن قفس میں باغبانمیں تہا

کہتا ہون سبک خار اب گلچین کی نظر و نمین
کبھی تاج سر گلہائے نخل بوستانمین تہا

کہان سے کہینچکر لایا مقدر اس خرابی مین
فرشتو نکے بہی پر جلتے تہی اونچا پرچہانمین تہا

خدر ہایہ سے کرتا کیون نہ ہر اک مجھ جلے تن کی
تپ غم سے برنگ شعلۂ آتش فشانمین تہا

خدا جانے لیا کسنے سر زاہد سے عمامہ
قسم تو دختِ رز کی کہا تو او پیر مغانمین تہا

بہت اچھا ہوا جو اوٹھ گیا اس دار فانی سے
گران روز و ن تہپ بار طبع دوستانمین تہا

کسینے گر نہ پوچھا اشک کیا نقصان ہوا امیر
طبیعت تھی گہر کی آپ اپنا قدرداں میں تھا

عشق سے پیچیدہ بالون کا
دل مین گھر ہو گیا ہی کالون کا

دیکھ حال اپنے پایمالون کا
قافلہ ہے شکستہ حالون کا

غم سے جاری ہین متصل آنسو
لطف ہے موتیوں کے مالون کا

کالی کالی وہ آنکھیں یاد آئین
غول دیکھا جہان غزالون کا

نظر آیا جو وصلت میں دہان تنگ دلبر کا
میں سمجھا نگینہ ہی کوئی یاقوت احمر کا
نہیں مژگان جانان کی قرین سرمہ دنبالہ
[illegible]

قد موزون جو اوس شوخ چمن کا دیکھا پایا
نہین اتری سے کمر یکو دم بھر نا صنوبر کا

سہی سے عدم الیسے فرقت جانان مین گھل گھل کر
پتا ملتا نہین مرنے پر اپنے جسم لاغر کا

عجب نازو ادا سے شوخ وہ مردے جلاتے ہین
اٹک جائین مسیحا دیکھکر انداز ٹھوکر کا

برق چمکی کوئی یا حسن کا جلوہ دیکھا
کہیے تو طور پہ کیا حضرت موسی دیکھا

خشک و تر وحشت دل نے جو دیکھا یا دیکھا
کہین صحرا نظر آیا کہین دریا دیکھا

رونے مین کاوش مژگان صنم یاد آئی
چرخ پوچھے کا تماشا لب دریا دیکھا

کسکو ملتا ہے پتا اوس بت ہرجائی کا
کعبہ سو مرتبہ سو بار کلیسا دیکھا

حال کہلجائیگا عاشق کی پرارمانی کا
خوب روئینگے جو تابوت پہ سہرا دیکھا

کیا ہی طے راہ عدم ہوتی ہے آسانی سے
یون چلے جاتے ہین گویا کہین رستہ دیکھا

یار سے خلوت جلوت مین ملاقات ہے
خوب ہی وحدت و کثرت کا تماشا دیکھا

کونسی شے کو ہی اس عالم فانی مین ثبات
قصر شاہانہ تو ہستی کا گھروندا دیکھا

رنج غربت کو ہم آوارہ وطن کیا جانین
دل کو سودا ہوا گیسو کا تو صحرا دیکھا

چاک رہتا ہی گریبان قبا دامن تک
فصل گل مین مرآپ نے سودا دیکھا

راتدن طالب دیدار کھڑی رہتے ہین
جب گئے کوچہ دلدار مین میلا دیکھا

پوچھتا کون ہی غربت زدگان کو پس مرگ
عرس دیکھا کبھی مرقد پہ نہ میلا دیکھا

مرقد حضرت یوسف کی زیارت ہوگی
خواب مین چاند سا چہرہ ہی تمہارا دیکھا

هجر مین ہوتا ہے ہر پہول پہ شعلہ کا گمان
زر گل دیتا ہے دہوکا مجہے خنجر ریکا

ایجنون آپسے باہر مجہے ہو جانے دی
فصل گل آے ہے موقع نہین جنّ دوریکا

وحشت ولسے مین جا جا کے جو سر ٹکرایا
در تو پیدا ہوا اس گنبد زنگاریکا

فرقت یار مین رونیکے سوا کام نہین
مشغلہ ہوگیا اپنے لئے بیکاریکا

بیٹہی جاتی ہے زمین پانون جہان رکہتا ہون
حال پہنچا یہہ گنا ہونکی گرانباریکا

جسد و روح کا خلطہ ہوا الہی موقوف
ساتہہ اک بوجہ لئے پہرتے ہین بیکاریکا

سینہ جل جل کے ہوا ہے مہ کامل کا سیاہ
رشک ہی یہہ ترے رشبدیزکی انہیاریکا

دل مجروح کو ایذا مین ہے راحت ای شہک
پہاہا ہر زخم پہ مرہم زنگاریکا

دو گہڑی کے لئے رونیکو جہان بیٹہ گیا
اوٹہتے اوٹہتے مری سار وہ سکان بیٹہ گیا

آدمی کیا کسی طائر کو نہ زندہ چہوڑا
لیکے وہ ترک جہان تیر و کمان بیٹہ گیا

پائی خالی جو کبہی پہلوے ساقی مین جگہہ
چوم کر مین قدم پیر مغان بیٹہ گیا

جان پر کہیل گیا جسنے دیا دل تجہکو
در کے اوٹہا وہ ترے در پہ جہان بیٹہ گیا

خط نکلتے ہی ذقن یار کا بے روپ ہوا
چاہ مین غرق تہے جسکے وہ کنوان بیٹہ گیا

ڈر یہہ ہی غیر پکڑ لے نہ کبوتر میرا
جانور ہے نہین معلوم کہان بیٹہ گیا

خاک پیری مین کرون دشت نوردی کی ہوس
دست و پا مین نرہی تاب و توان بیٹہ گیا

دیکہکر کہتے ہین وہ میرے سیہ خانے کو
در و دیوار مین آہون کا دہوان بیٹہ گیا

نیش کی مانند فرقت مین کلیجے کو لگی
نبگئی ای شاکر میری جانکو یہہ جو نشتر ہے

قید ہستی سے کہین ہو جو مفر کیصورت
پہر تو بہولے سے بہی جہانکو لگانہ گہر کیصورت

شام صلت ہی مین کچہہ تہی نہ سحر کیصورت
کان بجتے تہے یہہ کم بخت گجر کیصورت

بعد مردن کوئی دیکہے تو بشر کیصورت
بے مکین سچ ہے بگڑ جاتی ہے گہر کیصورت

تیل پانی کی کنول جیسے جلا کرتے ہین
سوز فرقت سے یہہ ہے دیدۂ تر کیصورت

رات بہر فرقت ساقی مین یہہ رویا ہون مین
ابر برسا نہ مرے دیدۂ تر کیصورت

موت آجائے کہین دشت نوردی سے ہمین
چین مرقد مین ملیگا ہمین گہر کیصورت

کی ہڑی کوہ کنی عشق مین اوس شیرین کی
جب تہے یہہ میل ہوا شیر و شکر کیصورت

سچ ہے دنیا کی ہوس عقل بہی کہو دیتی ہے
تیار ہے خاک سے سیمیا کئے زر کیصورت

ناتوانی سے نہ اوٹہیگا کبہی بار فراق
زار ہین ہم بہی تیرے موئے کمر کیصورت

چین دشمن نہ بغل کا مجہے دیگا شب وصل
نعرہ زن دل ہے مرا مرغ سحر کیصورت

بادشہ تو بہی ہے پریونکا سلیمان کی طرح
گیسو اوڑتے ہین جو ملتے ہین جنون کیصورت

ناف اوس بحر لطافت کی جو یاد آتی ہے
رات دن رہتا ہے چکر مین بہنور کیصورت

تم جو آئے ہو تو اسوقت تہمتے ہین آنسو
آج بدلی ہی مرے دیدۂ تر کیصورت

ہمسری کیا تیری ابرو سے کریگا مہ نو
تیرے ناخن سے ملیگے نہ قمر کیصورت

کیون نہ اوس پردہ نشین کا ہو تماشا تو
سبکی آنکہون مین سمایا ہے نظر کیصورت

بحر ہستی مین جو فرصت نہین دم لینے کی
کیا مری ناؤ نہین چکر سے بہنور کیصورت

آج کل خون جگر پیتے ہین غم کہاتے ہین
شاکر کیا پوچہتے ہو ہے گذر کیصورت

دید کے قابل ہین یہ نقش و نگار اوسکے دوست

خاک و روانے پر اُڑتی ہی وال حسن ہے — رہگیا ہون مین فقط اک یادگار کوے دوست
ایک ایک ہو ذی ہے وہ جسکا کہین منتر نہین — ہین مرے نزدیک سب اغیار یار کوے دوست

گر نہین ممکن در دولت سرا پر بود و باش
اشک جا رہئے کہین قرب جوار کوے دوست

راتدن گہیرے ہوے ہین جانہ خمار مست — لوٹتے پہرتے ہین ڈاکو کیطرح بازار مست
اک جہان تیری ہی الفت سے ہی ای یار مست — جس گلی کو جہین دیکہو لوٹتے ہین چار مست
معجزہ ہے یا کوی جادو تری آواز مین — وجد مین انسان ہین سارے در و دیوار مست
دل جلونکو مے کے دینے مین اگر صرفہ کیا — پہونک دینگے آگ لیکر خانۂ خمار مست
آپسے باہر نظر آتا ہے اک عالم مجہے — ہین مے الفت سے تیری کافر و دیندار مست
باغ مین ہو شراب ناب ہو تو لطف ہے — ابر ہے طاؤس پہرتے ہین در و دیوار مست
چشم میگون کی محبت نے ہمین بیخود کیا — دو کٹورے نہین ہوے عاشق ترے ای یار مست
ہر ترے غنچہ دہن کی ہیجان جان خالی نہین — شش جہت کے یہ سناتا ہے تجہے ہر بار مست
کشتۂ تیغ نگاہ ناز ساقی گر ہون — آپ ہی اپنے گلے پر پہیرلین تلوار مست
سچ تو یہ ہے فتنہ پرداز آنکہ کہتے ہین آپ — جسطرف ساقی نے دیکہا کشمرکو چار مست
چشم و ابرو کا تصور یاں سے ٹلتا نہین — سر ہے وہ موجود ہین کہینچے ہوے تلوار مست
میرے مرنیکا یہ غم خمخانۂ عالم مین ہے — خاک اڑاتے ہین بیابان کوچہ و بازار مست
فرقت ساقی مین زہر آلودہ پیتے ہین شراب — زندگانی سے ہین اپنے اسقدر بیزار مست

[illegible]

واجب عینی ہے سجدے سجدۂ شکرانہ آج

جلوہ فرما بام پر تو ہے جو او خورشید رو
چرخ چارم سے نہین کم تیرا بالاخانہ آج

رات دن رہتا تھا جس جا پر مبارکباد کا
آسمان نے کر دیا ای رشک سے ویرانہ آج

زاد عقبی سے غرض ہے نہ پیسے دنیا خرچ
سب تجمل بکار رہتا ہے عبث لگا خرچ

نقد دین و دل و جان کھو کے ملا درد و الم
جمع کیا کیا ہوا افسوس ہوا کیا کیا خرچ

کیا کرین آکے یہان آپ ہین او صحبت غیر	ہمسے دیکھا نہین جاتا ہے یہہ اباعث
غیر کیا کہتے وہ خود قتل پر آمادہ تھے	کہین موت آنے مین ہوتا ہی کسیکا باعث
یون تو ہر فصل مین ہمکو خفقان رہتا تھا	ہوا سو دیکھا مگر ہجر تمہارا باعث
دل کے بیتابی سے مجبور چلے آتے ہین	ورنہ کیا کام تھا آنیکا یہان کیا باعث
شوق دیدار شربا دیکھکے اوس ماہ کو اور	اس خرابی کی ہوسے دیدۂ بینا باعث
کوئی عاشق نہ گلا کاٹکے اپنا مرجائے	آپنے خوب ملنے کا نکالا باعث

حال سنکر مرا اکسے وہ فرماتے ہین
زہر کیون رشک نے کھایا یہہ ہوا کیا باعث

فصل گل ہی دیکی قاضی کو زر نذرانہ آج	جی مین ہی چلکرا جاری لیجئے میخانہ آج
جی مین کتنا ہی یہی چل چل کے ہر مستانہ آج	چل کے چکنا چور کردے شیشہ و پیمانہ آج
لے نکل زندانسے سوے دشت آپہنچی بہار	ایجنون تو بہی دکھادے ہمت مردانہ آج
لائے ہین صندوق نذن بابن اوٹھانیکے لیے	اوپہ پرو مرگیا شاید ترا دیوانہ آج
قابل عبرت ہے کیکاوس و کیخسرو کا حال	جسجگہ اورنگ شاہی تہا وہی ویرانہ آج
سنیے وہ جانباز یان کین معرکے مین عشق کے	جنگ رستم سے نہین کچہ کم مرا افسانہ آج
سچ اگر پوچھو مراد دل کہین حاصل نہین	ڈہائی کعبے کو چلکر پہونکئے بت خانہ آج
کل اوسی یوسف لقا کی ہونگے لاکھون مشتری	نقد دل موجود ہی دے آئیے بیعانہ آج
فرط شادی سے دلا جامے سے باہر کیون نہین	یار نے بہیجا ہے میرے قتل کا پروانہ آج

[illegible]

ہون وہ کشتہ کہ موئے پر بہی مرا پاس کیا
عید قربانسے زیادہ ہے شہادت کی خوشی

دوش پر اپنے اوٹہاے ہے جنازہ جراح
خود مین ہنستا تہا کہ ہنستا ہوا آیا جراح

قتل ہونیکی تمنا مین ہوے زخمی اشک
اسکو بکنے دو دوا کیسی کیا انکا جراح

وحشت آنکھونمین تری بے شبہ ہے آہو کیطرح
پر نگہہ دلمین اثر کرتی ہی جادو کیطرح

خالی ایذا سے نہین جنبش مژگانکا خیال
زہر انسانکو چڑہجاتا ہی بچہو کی طرح

آج کسکو چمن دہر مین تجہسے نہین عشق
ہے محبت تری ہر گلمین نہان بو کیطرح

پانچے ہاتہہ مین لیکر نہ چلو نازک ہو
بل کمر مین کہین آجائے نہ گیسو کیطرح

کچہہ دولہن سے بہی سوا شرم و حیا ہے انکو
سمٹے جاتی ہین وہ چہونے سے لجالو کیطرح

دلکو ان شوخ نگاہونسے بچائے کوئی کیا
شعبدے آنکہونکے چل جاتے ہین جادو کیطرح

کئی ٹکڑے ہوا اک ناوک مژگانسے جگر
یہہ بہی کیا توڑتا ہے تیر سے پہلو کیطرح

مار کہائی ہے بہت اون گیسونکے چہونے پر
سر سے پا تک ہین نشان جسم پر انکو کیطرح

کیا کہین کاوش مژگان صنم کا احوال
دلسے اک چہیڑ چلی جاتی ہے بچہو کیطرح

ہم بہی اس عہد مین کچہہ کم نہین سکندر سے
صاف دل ہین ترے آئینۂ زانو کی طرح

چشم و ابرو کو دکہا کر مجہے کہتا ہے وہ ترک
اسمین تلجاتا ہے انسان ترازو کیطرح

جلوہ افگن جو ہوا اسکو ہلال ابرو
خال عارض بہی چمکنے لگے جگنو کیطرح

ابر تیرہ کا گمان ہو شونکی مسی پہ ہوا
دانت چمکے جو شب وصل مین جگنو کیطرح

۴۹

مرقد پہ میرے پھول چڑھاتے ہین گلبدن	رہتا ہے فصل گلمین گلونسے مزار سرخ
یارب ہے دور فصل خزان باغ دہر سے	پہناتے کپڑے آکے گلونکو بہار سرخ
ہوتی کہین بہار اوڑے رنگ جشن سے	اُنکونسے ہو گلال کی روئے نگار سرخ

وہ سبز بخت ہون جو لیا نام وصل کا
جوش غضب سے شک ہوا روے یار سرخ

اوس خال و خط سے کہتا ہے نقش و نگار چاند	صدقے اوتارتا ہون مین ایسے ہزار چاند
تیرا سا حسن یار کہان تہا اوسے نصیب	مجنون نے کچہ لگا دیے لیلی کو چار چاند
شہرہ ہے یار چاہنے والونسے حسن کا	عاشق لگا وین آج جسے چاہین یار چاند
تو بھی نقاب روے ضیا بار اولٹ ذرا	آیا ہے منہ سے پونچھکے گرد و غبار چاند
منہ بھی نہ ہمکو آکے دکھایا فراق مین	کیا گھر بجا گیا ہے شب انتظار چاند
کسکو تمہاری چشم فسونگر کا ڈر نہین	ہالے کا گرد رکھتا ہے اپنے حصار چاند
رہتا ہے شب کو صورت زیبا کے سامنے	اچھا بنا ہے آپکا آئینہ دار چاند
نکلی کدورت اوسکی نہ دلسے شب وصال	پہلو مین رات بھر رہا اک پر غبار چاند
وہ مہ جبین شریک ہے عاشق کے دفن مین	اوترا ہے مجکو لیکے میان مزار چاند

اولٹی نقاب شک جو اوسنے قبول سچ
حیران فلک پہ رہگیا آئینہ دار چاند

قفس مین بلبل شیدا ہو گر بند	رہین صیاد و گلچین بھی نظر بند

ہم غریبون ہی پہ مدت سے کرم فرما ہے
گھر رقیبونکا بھی کراو شب ہجران آباد

بوریا چھوڑ کے اپنا نہین جاتے یہ فقیر
راتدن رہتا ہے شیرونسے نیستان آباد

دم اولجھتا ہے الٰہی کہین جلد آئے بہار
چلکے دیوانے کرین دشت و بیابان آباد

کرین چو رنگ جو وہ اشک بقول آتش
دربن زغم کہین خانۂ احسان آباد

جان دی ہی ندونپہ جسدن سے گلنار بند
پھوڑ ڈالا سر جہان دیکھا در خمار بند

اس بلا سے دل خدا ہے گر بچائے تو بچی
جسطرح پیچھے پڑا ہے اک بت زنار بند

بام پر جسدنسے وہ یوسف نظر آنے لگا
رہتا ہے اوس روز سے دو دو پہر بازار بند

قید کر رکہتے ہین افسونگر پریکو بھی ہین
جسطرح شیشے مین رہتی ہے مے گلنار بند

کہڑکیان چھوٹی گئین گہر کی در تیغا ہوے
مر ہی جائین پہر اگر ہون روزن دیوار بند

سکۂ داغ جنون سینے مین رکہتا ہون نہان
رہتے ہین صندوقچے مین جیسے دینار بند

بہاگ کر زندان غم سے آدمی جائے کہان
دن مین گر سو بار چھوٹا تو ہوا سو بار بند

ظلم کرنیکی سزا دیتا ہے خالق بعد مرگ
مثل زندانی لحد مین ہین غریب آزار بند

سرکشونکی سرکشی سچ ہے کبھی خالی نہین
اہل دخمہ بعد مرنیکے بھی ہین ہتھیار بند

ہر کس و ناکس کا صحبت مین گذر ہونے لگا
بخت اورونکے کہلے میرا ہوا دربار بند

بستر غم پر پڑا رہتا ہون مردے کیطرح
ضعف سے رہتے ہے چشم عاشق بیمار بند

خط تلف ہوتے ہین ہون یہان دلسے لگو ہوا
غم نہین اسکا اگر ہوسے ہے اخبار بند

وہ کہتا ہے دل بھی کٹتے ہیں دیکھو دیکھکر
روتا ہون نالہ ہاے عنادل کو دیکھکر

روتے ہیں ہم پرست ابھی لیلیکے ہچکیان
ساقی اولٹ پلٹ تری محفل کو دیکھکر

آیا اوہر جو خنجر بھی او ترک سنگدل
آنسو ٹپک پڑے ترے بسمل کو دیکھکر

واقف نہ تھا جو راہ عدم سے میں بعد مرگ
کیا کیا ڈرا ہون قبر کی منزل کو دیکھکر

بھایا ہے عاشقون کو جو نور عذار یار
اوڑتے ہین قہقہے مہ کامل کو دیکھکر

اور انکو ذبح کرتا پھرا تیغ ناز سے
رہ رہ گیا مین پاس سے قاتل کو دیکھکر

جنت مین بعد مرگ مریدان منیر وش
خوش ہونگے اپنے اپنے منازل کو دیکھکر

بالین پر آیا جب ملک الموت وقت ذبح
وہ بھی بھڑک گیا مرے قاتل کو دیکھکر

کامل کے ہر کمال مین تقلید شرط ہے
عاشق ہوے گلونکے عنادل کو دیکھکر

کہتے ہین حبشیون نے ابھی کچھہ خبر نہو
چلادین کہین طوق و سلاسل کو دیکھکر

پہنچا جو ایک نہرہ جبین کی تلاش مین
دل لوٹ ہوگیا چہ بابل کو دیکھکر

ای شکل جاکے طائر دل لیا ہی پھنسکیا
زلف بتان حور شمائل کو دیکھکر

شکستہ ابکی دل نے کھائی ہے لبھاکے دلبر پر
پھنسا چمن لوٹتی ہین اکیلی عوض کوثر پہ

ہوے خط سے ہے عالم عجب رخسار دلبر پر
ہوا ہے زیب دہ تخت سلیمان ...

خیال زلف مین ورد ابھی بھر دے صف ...
اندہیری رات مین شبخون گرا ...

ہوا ہے کوچہ دلدار مین گیا اوڑتا پھرتا ہون
گمان ہے کاغذ بادیکا اپنے جسم لاغر پر

برا کہتا ہے آب آتشین کے پینے والون کو
اوداسی ہے شب فرقت کی ہو لیگی یہ تجھ تک
کیا قتل پر میرے فقط باندہی ہے قاتل نے
لکھا قسمت کا یہ ہے مجکو جھوٹا سینے پیالا
لہو ہم بیگناہون کا یہ لایا رنگ آخر کو
کبھی جو لوٹون بھی وصف ساقی کوثر نہیں کرتا
نہ بھولا فصل گل مین ہے کبھی یاران رفتہ کو
غم و رنج فراق یار سے پھیل گیا ہو نہین
ترے بیمار کو کیا کیا شب فرقت نے رلایا ہے
غم فرقت میں رونے سے فراغت کب ملے ہمکو

الٰہی آگ برسے چرخ سے واعظ کے منبر پر
گمان تابوت کا ہوتا ہے مجکو اپنے بستر پر
ایدھر میں سامنے آیا کہ پہنچا ہاتھ خنجر پر
گمان ہے کاغذ جعلی کا میرے خون کے محضر پر
ہمارے خون کے دہبے رہے قاتل کے خنجر پر
گرے بجلی فلک سے یا خدا واعظ کے منبر پر
دیا ہے فاتحہ اون سبکی پہلے میں کے ساغر پر
گمان ہوتا ہے جسم زار کا ہر تار بستر پر
گمان افعی کا ہوتا ہے مجھے ہر تار بستر پر
مدار رہ مال برسون میں ہمارے دیدہ تر پر

مقدر میں جو لکھا ہے عدو سے مشکوے ملتا ہی
گرا پڑتا ہے اندھون کی طرح اس شکستہ زر پر

دل اک گیا ہے لف سے مژگان یار پر
اوسکے مقابلے میں جو نکلا نہ ایک گل
دیوانہ جانکر مجھے زلفون کا بعد مرگ
دی جا فصل گل میں گلو نکے جو ہجر تن
گرد ملال دل پہ نہ لایا کبھی ذرا

منصور کیا اوچھلکے گرا ہو نہین دار پر
کیا اوس پر گئے چمن روزگار پر
وحشی بسیرا لیتے ہین آکر مزار پر
سہرے پڑہا سے سب نے ہمارے مزار پر
کیا کیا گذر گئی نہ ترے خاکسار پر

مطلع

ایضاً

ایضاً

آخر کوئے یار چین نہ آئیگا بعد مرگ
اور جائیں گے لگا کے مرے استخوان پر

کہتا ہے باتیں سنکے ہماری جلی بھنی
چنگاری لیکے آگ کی رکھدی زبان پر

کنعانیوں میں شور ہے حسن ملیح کا
مصری تو لوٹ ہیں تری میٹھی زبان پر

جس روز اپنی آہ نے پیدا اثر کیا
دل پکڑے دوڑے آئینگے تیرے مکان پر

جنبش ہے ابروؤنکو تو آنکھوں میں گردشیں
تلواریں چڑھ رہی ہیں ستمگر کی سان پر

آخر کو آہ بلبل ناشاد پڑ گئی
کیسی کڑک کے برق گری باغبان پر

ای شک امتحان پہ طبیعت ہی یار کی
شکوے کا حرف تک ہی نہ آئے زبان پر

مرحلہ عشق کا آسان ہوا مشکل ہوکر
رہگئی سینہ میں پیکان ستم دل ہوکر

جائیگا گنج شہیداں سے جو قاتل ہوکر
ایک اک عضو پکاریگا مرا دل ہوکر

رنج میں نے ہی دیا ترک کو بسمل ہوکر
آپ گردن پہ چھری پھیر لی بیدل ہوکر

وہ ہی ہوتا ہے مقدر میں جو کچھ ہوتا ہے
کیا کریگا بھلے زمانہ مرا قاتل ہوکر

ناموافق ہے اگر لاکھ زمانہ ہمسے
آبرو ہاتھ سے دیتے نہیں سایل ہوکر

بعد مرنیکے نہ مٹی مری برباد ہوئی
رہگئی یار کی دیوار میں کہگل ہوکر

قید الفت سے کسیطرح رہائی ہوئی
زلف لپٹی مرے پاؤنکو سلاسل ہوکر

شوق کس عارض رنگین کے بھرے ہیں دلمیں
پھول شاخونپہ چہکتے ہیں عنادل ہوکر

دفن انگل ترے کوچمیں جو ہوئے ہیں شہید
روحیں جنت میں چہکتی ہیں عنادل ہوکر

حسرت وصل میں نومیدی بھی باطل ہوکر
غم ترا ایک چھاتی پہ مرے سل ہوکر
جسم میں پھیل گیا زہر ہلاہل ہوکر
شکل دیکھیں تو ذرا تیرے مقابل ہوکر

55

سمندر کا گمان وہو کا کسیکو ابر تر کا ہے
ابھرے طوفان جو رہتے ہین ہمارے چشم گریان پر

بہت کچھ کھل کھلا کر شاہدان باغ ہنستے ہین
گریگی برق کدن خندۂ گل سے گلستان پر

حسینونکی ہمین وحشی نگاہین یاد آتی ہین
کسیدن آنکھہ پڑ جاتی ہے گر آہوی چشم عریان پر

عدو بھی بیکسی مین بعد مردن کام آتے ہین
چراغ اکر جلاے غول گور غریبان پر

تڑپنے کا مزا کچھ زخم کھانے مین نہین ملتا
مری نیت لگی رہتی ہی قاتل کے نمکدان پر

بلا سے ہجر سے گھبرا نہ اتنا او دل مضطر
محبت مین ہزارون آفتین آتی ہین انسان پر

کبھی وحشت مین دہیان آیا جو اوسکی زلف پیچان کا
ہوا دہوکا مجھے افعی کا ہر تار گریبان پر

ہنسا مین رات بھر اوسکو تو دانتونکے چمکنے سے
رہیگی چاندنی چھٹکی درو دیوار ایوان پر

پہیلی روشنی ہم تیرہ بختونکے مزارونکی
گمان ہے کرمک شبتاب کا سبکو چراغان پر

نجائیگی نحوست ہم گرفتارون کی قسمت کی
ہوا ہے آشیانہ جغد کا دیوار زندان پر

ادہر فصل بہار آئی ادہر کالی گھٹا اوٹھی
مزا ہے مور نا چین آج دیوار گلستان پر

مری ایذا پسند ہے وہ ظالم ڈنگ ہٹتا ہے
نمک چھڑکا ہے سیرون لیکے مین نے داغ ہجران پر

بلا وہ ذائقہ جلنے سے دلکو اوسکی فرقت مین
کبھی کافور کا پھاہا نہ رکھا داغ سوزان پر

کیا ہے مضمحل ایسا غم دوری ساقی نے
پڑے رہتے ہین دن بھر منہہ لپیٹے [illegible] پر

ہماری روح شوق دید مین بیچین رہتی ہے
کسیدن تو قدم رنجہ کرو گور غریبان پر

کفن کیسا نور کا پایا ہے تیرے عونے مرکر
پڑی ہی چادر مہتاب اپنے جسم عریان پر

کسی معشوق نے حسن صفا ایسا کہان پایا
گمان ہوتا ہے آئینی کا اوسکے جسم عریان پر

[illegible]

نکلے آئے ہین پری سارے فرشتہ دم ہے
حور جنت تو گری پڑتی ہی منہ چوہدون پر

عندلیبان چمن گرد ہین صیاد ونکے
طرے پہولونکے لگائے ہین جو دستارون پر

دیکھنے اپنے مریضون کو جو تو آتا ہے
رشک کرتے ہین مسیحا ترے بیمارون پر

دل جگر صدمۂ فرقت سے گہلے جاتے ہین
رحم کر یار آلہا مرے غمخوارون پر

قتل عشاق کو کرتا ہے ترا حسن ملیح
تیز رہتی ہی چھری اتبو نمکخوارون پر

ابرون پر تھین افشانکی عیان تحریرین
بارہ جلا دنے رکھوائی ہی تلوارون پر

کیفِ مے سے تھین شوخی پہ گلابی رنگت
پھول رکھے ہوے ہین اشک ترے رخسارون پر

جمتے ہین ضعف سے اب پانو دن کہان زمین پر
سو سو جگہ گرا ہون مین ناتوان زمین پر

کیا ہو گئی دلاوہ شان و شکوہ شاہان
ٹوٹے ہوئے پڑے ہین طبل و نشان زمین پر

کیا اعتبار اے دل کہنہ عمارتون کا
اک روز آرہیگا یہہ آسمان زمین پر

سبزہ کبہی ہوگا وہ شور بخت ہو نہین
اکبار پانو دن مین نے رکھا جہان زمین پر

چارون طرف سے ڈہکے او تہکر سگان جانان
منہ سے گرا کہ کیا استخوان زمین پر

آیا نہ ذبح کرنا اوس ترک سنگدل کو
پانو دن رگڑ رہی ہین ہم نیمجان زمین پر

پامال ہر قدم پر ہوتے ہین اونکے شیدا
چلتے ہین ناز سے جب دامن کشان زمین پر

لائی ہی بلبلون پر باد خزان تباہی
گر کر پڑا ہوا ہے ہر آشیان زمین پر

یون اشک بہ رہے ہین ہر رات چشم تر سے
جاری ہو جیسے آب روان زمین پر

[illegible]

عرق سے چہرہ یکایا عطر گل ٹپکتا ہے
ہزاروں دوڑتے ہیں بلبلیں پسینے پر

نمایاں گور پہ ہی داغ دل کی کیفیت
چراغ جیسے ہو روشن کسی دفینے پر

ہے دل پہ نقش جو بوسا قد کسی کا
گمان ہے شجر یکا ہے نگینے پر

ٹھہر گئے دل پر اضطراب کی دھڑکن
جب آیا ہاتھ اوس آرام جان کا سینے پر

ہنسوں چڑھا گئی رندان بادہ نوش کی اشک
ملی جو موسم گل مین شراب پینے پر

زلف عاشق کو نگل جاتی ہے اژدر ہو کر
دلمین چبھتے ہین یہ بلبلین تری نشتر ہو کر

لکھ کے مکتوب دیا یار کا مضطر ہو کر
قاصدی کی ہے مرے دل نے کبوتر ہو کر

تھا مین کشتہ جو کسی نگہ شیرین کا
قبر مین عضو بدن بنگئے شکر ہو کر

کیا خبر تھی کہ شب وصل لڑائی ہو گی
پھر اوجڑ جائیگا آباد مرا گھر ہو کر

لوگ کہنے لگے پھر نوح کا طوفان آیا
کبھی ٹپکا ہے جو دامان تر ہو کر

فرقت یار مین یہ سر کو مین ٹکرایا ہون
گنبد چرخ مین رہ گئے ہین در ہو کر

دیکھ کر ذبح ہوا جاتا ہون تیغ رخ یار
آج نکلا مہ نو چرخ پہ خنجر ہو کر

سبزۂ خط سے ہوا چاہ زنخدان معدوم
راستہ خضر بھی پاتے نہین رہبر ہو کر

ضبط نے کھو سا قی گلفام کا عشق
شیشے سے چھلکانے لگا ساغر ہو کر

تیری شکل بنائی ہے مری وحشت نے
آہوے دشت نہ نکلیگا برابر ہو کر

نصیب یوسف سے حسینون مین یاد کوئی
کی زلیخا سے وفا کچھ نہ پیمبر ہو کر

57

کیا غم کسیکے مرنیکا ہی لیلی شمایل نے
کسے کعبے مین گر نیکی ہوس ہے بعد مرنیکے
تماشا قتل گہہ مین دیکھنے ہر روز آتا ہے
کسی گل پیرہن کا جو گرفتار محبت ہون
لحد مین سو رہینگے پانون پہیلا کر لٹیں مرقد
ہمارے قتل پر سفاک نے بیڑا اوٹھایا ہے
شب غم مین جو وہ سحر لطافت یاد آتا ہے
اونھین خط علاجی آپ اہل مصر لکھ دیتے
ہٹائے کیا نقاب اپنے رخ روشن سے دلبر نے
ستارہ سا چمکتا ہے مہ کامل کے پہلو مین
نبی منعم کے دم پر جب سینے ہاتھ پہیلایا

سیہ پوشش ہما کرتی ہی ہر روز جو محمل پر
مٹے بیٹھے ہین اک مدت سے ہمتو کوے قاتل پر
مرا طفل حسین لوٹا ہوا ہے رقص بسمل پر
گمان ہی نغمۂ بلبل کا آواز سلاسل پر
بڑی راحت مسافر کو پہنچ جانا ہی منزل پر
نہین یہ یہ سرخی لب شمشیر قاتل پر
اکیلا بیٹھ کر دو دو پہر روتا ہون ساحل پر
جو ہوتے حضرت یوسف تری شکل و شمایل پر
یکایک چہا گئی زردی سی آکر شمع محفل پر
عجب عالم ہے او قاتل ترے رخسار کے تل پر
گمان جیتا ہی کیا مار سیہ کا دست سائل پر

حسینون کے محبت مین ہم مجبور رہتا ہون
کرے کیا آدمی اے اشک جب قابو نہو دل پر

فصل گل آتے ہی جو بن چہا گیا گلزار پر
برق کا عالم ہے تیغ ابروے خمدار پر
فصل گل ہی پیر قاضی کے شیاطین جمع ہین
قسمت رندان میکش سے ترقی دی خدا

ناچتے پہرتے ہین طاؤس چمن دیوار پر
باڑھ رکھی ہی کسی اوستاد نی تلوار پر
دوڑ جانیکی خبر ہے خانہ خمار پر
بیل انگورونکی دوڑے بانکی دیوار پر

آج تک باقی ہین بو سونکے نشان رخسار پر
فصل گل مین دیکھنا ہم پر گرینگے شراب
میکشی اپنی نہین موقوف کچھ رخسار پر
آہ سے گل ہو گیا گردون دون وہ رند بین
[illegible]

[illegible]

حال کچھ شوقِ شہادت کا نہ پوچھ اے ترکِ ناز
وجد ہوتا ہے مجھے تلوار کی جھنکار پر

کیا ہوا قاتل نے دھو ڈالا جو دامن سے لہو
ہے شہادت کے لئے سرخی لبِ سوفار پر

لن ترانی کی صدا آتی ہے جبدم کا نہیں
دور سے کہتا ہوں میں صدقے تری گفتار پر

آفتابِ حشر کا ایسا ہمیں کھٹکا نہیں
سایۂ افگن ابرِ رحمت ہوگا ہر میخوار پر

تھی جو خالق پر نظر مجھ عندلیبِ زار کی
ایک پر صیاد نے کاٹا تو نکلے چار پر

محتسب کے ہاتھ دونوں یا الٰہی قطع ہوں
ایک اک شیشے کو توڑا ہے سرِ میخوار پر

کچھ بھی اپنی قسمت سے نہیں اونسے گلہ
دانت ہم پیستے ہیں پیارے تیرے اغیار پر

چھپکے پوچھیں قصۂ ہجراں نہ کیونکر شہ شہر
حال واضح ہے مرا ہر صاحبِ اخبار پر

حال دل نازک مزاجی سے سنا کہتے نہیں
خوف سے قفلِ خموشی ہے لبِ اظہار پر

اشک نا فہمی سے دنیا کی مجھے مطلب نہیں
وجد ہوگا قدردانوں کو مرے اشعار پر

سنا سنا سوزِ دل جاں ہے اس اقرار پر
میں بھلا کب مانتا ہوں حشر کے دیدار پر

جب سے گھائل ہو لئے ابروئے خمدار پر
شکل بانکی پھیرتا ہے مجھے تلوار پر

شیفتہ ہے دل کسیکی ابروئے خمدار پر
ہاتھ رکھتا ہوں قسم کھا انکی میں تلوار پر

بے زبانوں کا ہوا گلچیں کی گردن پر عذاب
مر کے بلبل رنگی سے ہے پھولوں کے انبار پر

زلف لٹکائی جو اونسے بنگئی زنجیرِ پا
جب گرہ دی سر پہ طرّہ ہوگئی دستار پر

رویا کرتے ہیں لبِ بام آکے اوسکی یاد میں
چادر اک اشکوں کی جاری رہتی ہے دیوار پر

آتش سوزان غم کہانا بہت دشوار ہے
مسجدین ویران ہیں آباد واعظ ہین خراب
خون ناحق کی گواہی تیر دینگے حشر کو
کسقدر بہایا ہے لوگونکو خرام ناز یار

طائر دلکو شرف ہے مرغ آتشخوار پر
رند شادان ہین تو ہونگی گرنئے بازار پر
لمحہ کیا جلا در کہدیگا لب سوفار پر
قہقہے اوڑتے ہین اتہو کبک کے رفتار پر

ترک الفت اپنے جانب سے ہو یہ ممکن نہین
اشک میری جان جاتی ہے بت عیار پر

بنی ہی سارے مرغان چمن کی آج جانون پر
نظر کے بعد مرینگے جو شاہونکے مکانون پر
طلبگاران وصلت پر سنا ہے مار پڑتی ہے
نہ سودائی ہوی لیکن فراق زلف نے مارا
جلاے آشیانے بلبلونکے موسم گل مین
شراب آتشین سیخ از کسن مینہ سے پئین ساقی
کوئی دیکھے ذرا چشمان ترک مست کا عالم
عجب دانتونکا عالم پان کہانے سے نظر آیا
ترے دیدار کا شایق ہے تحت و فوق کا عالم
انتونکے حسن کی دولت سے کسنے فیض پایا ہے
جہان اللہ نے اوسکو پری پیکر بنایا ہے

چہری صیاد کی کیا چل رہی ہے بے زبانون پر
بھی دیکھا کہ کتنی لوٹتی ہین آستانون پر
بھی قدغن ہے تو چاہین چہینگی اب زبانون پر
بلا گر ٹل گئی سر سے تو آفت لائی جانون پر
گرے بجلی فلک سے یا الہی باغبانون پر
گذشتہ سال کے چہالے ابہی تک ہین بانون پر
صف مژگان نہین کہین ہین دو ترکش کمانون پر
بعینہ سرخ مینا نگیا موتی کے دانون پر
زمین پر منتظر انسان فرشتے آسمانون پر
نہین چہرونپہ زلفین سانپ بیٹھے ہین خزانون پر
کسیضو تسے دو پر بھی لگا دے دونون شانون پر

مری آواز سنکر ہاتہ رکھتے ہین کانون پر
مقرر لائیگی آفت کسیدن پاسبانون پر
زمانہ صبح سے تا شام سو سو رنگ لاتا ہے
نہین کچھ اعتبار اپنی بہانہ کارخانون پر

رہا کرتی ہی اتنو یاد اوس پرے کتابی کی
کلام اللہ مدت سے دھرا ہے طاق نسیان پر

نظر آتے ہین کیا کیا گلبدن سیّے جلسے مین
مکان یار سبقت لیگیا صحن گلستان پر

شہید ناز کا جو عرس ہے فصل بہار مین
گمان ہوتا ہی گل لالہ کا مرقد کے چراغان پر

فروغ حسن سے شکو بنا فانوس آئینہ
سمجھکر شمع پروانہ گری تصویر جانان پر

ہوے بھنالہ رنگین مری زنجیر سے پیدا
ہجوم بلبلان ہونے لگا دیوار زندان پر

شب وصلت گلے لپٹا کے مجکو قتل کر ڈالا
کہ عالم تیغ عریان کا ہی اوسکے جسم عریان پر

نیستان مین پھر آکر رہا ہون دن بھر شیر کیصورت
ہوا ہی شیفتہ جسدن سے دل کافر کے مژگان پر

خیال زلف مین سکرات کا عالم رہا شب بھر
ٹہری بھہ رات بھاری تھی ہمارے بیمار ہجران پر

بلائین لیکے کہتا ہون جو سکرات کرتے ہین
تصدق ہین چمن ایکگل تمہارے روی خندان پر

جنازے پر جو میرے بال کھولے اوس پری شن نے
برہنہ سر ہو بلقیس تابوت سلیمان پر

دم فکرت شکار طائر مضمون جو کرتا ہون
کمان ابروں کو ترکش کا ہوا ہے تیر قلمدان پر

فقیری مین مزا حاصل ہو مجکو بادشاہی کا
اگر اے **رشک** جا بیٹھون در شاہ خراسان پر

رہا غربت رہا صیاد کا جو آشنا ہو کر
قفس سے لو ہمارا مرغ دل چھوٹا رہا ہو کر

نکلجائے نہ دم سنگ حوادث سے ہوا ہو کر
کہ رہجاتی ہی جو ہر شیشۂ دل مین صدا ہو کر

بلاؤن مین ہا دنیا کی مین اک مبتلا ہو کر
ہزارون اوٹھہ گئے بزم جہان سے مزا ہو کر

ظاہر ہر جگہہ پر مظہر ذات مقدس ہے
کسیجا آپ چھپے ہین علی سے ایلیا ہو کر

کبھی بھولے سے بھی دیتا نہ دل گر یہ خبر ہوتی
نکل جائیگی اوسکی زلف مجکو اژدہا ہوکر

ہماری زندگی ہے یار یاد سبزہ خط ہے
دکھایا فائدہ زہر ہلاہل نے دوا ہوکر

مجھے لوٹا بلاکر گھر میں اوس بت نے دو بائی ہے
گیا تھا دولت دل لیکے میں آیا گدا ہوکر

حسینوں کو کہاں خونریزئے عاشق گوارا تھی
جہانمیں ظلم پھیلا ہی تمہ سے ابتدا ہوکر

نگاہ ناز سے عاشق ہزاروں قیمتی ہوئے ہیں
بنے خونریز آخر آنکھ تیری سرمہ سا ہوکر

جہانمیں صاف باطن آدمی اتنا کہاں ہوگا
جو سچ پوچھو تو آئینہ بنا ہے دل صفا ہے

روانہ قافلہ یاد ونکا جب ملک عدم ہوگا
رہیگا ساتھ یہ نالہ مرا بانگ درا ہوکر

کبھی تو چھپا نہ اوسنے ہجر میں کیونکر گذرتی ہے
یونہی ای اشک رہجائینگے ہم اک دن فنا ہوکر

تم جہان ہو وہیں پہنچیگا یہ لاغر اوڑ کر
نشہ لوے گل تر جاتا ہون گھر گھر ہوکر

کشش عشق جو تاثیر دکھائے اپنی
ابھی آئے وہ پری سات سمندر اوڑکر

لینگے بوسے لب شیرین کے جو قسمت ہے رسا
آئینگے خود دہن مور میں شکر اوڑکر

تیغ ابرو کا اشارہ ہی مجھے کافی تھا
جا پڑا پاؤنپہ قاتل کے مرا سر اوڑکر

پر لگادی کشش شوق شہادت اسدم
باز کیطرح گرے حلق پہ خنجر اوڑکر

اک پری قید تھی گویا کہ بھار آئی ہے
خم سے باہر نکل آئی مے احمر اوڑکر

تن کاہیدہ کا عاشق کے گمان ہوتا ہے
اگیا کوئی جو تنکا سر بستر اوڑکر

کشش شوق تو دیکھے کوئی میخوار ونکی
دست ساقی سے چلے شیشہ و ساغر اوڑکر

اسقدر پتھر پڑے دیوانگی مین جسم پر
ہوگئین چورا ہماری ہڈیان سب ٹوٹ کر

دل مسل ڈالا کسینے عشق کیا تجھے کیا
مرگئے کتنے ہین تیرے غم مین چھاتی کوٹ کر

اونکے دانتونکے چمک سے گھر منور ہوگیا
لوگ سمجھے گر پڑے گردون سے اختر ٹوٹ کر

چار دنمین یار بھی جوبن کمان پے آگیا
بھر دئے کسنے تری آنکھونمین مے کوٹ کر

آج ای قاتل شہادت تھی مری تقدیر مین
ہاتھ سے جو گر پڑا گردن پہ خنجر چھوٹ کر

زندگی بھر آسیائے چرخ نے پیسا ہمین
بعد مردن آرہی چھاتی پہ تختے ٹوٹ کر

آفتاب حشر کا ہوتا ہے لوگونکو گمان
گر پڑا چھالا جو داغ دلسے کوئی چھوٹ کر

بے حواس ای **شکک** ایسا ہوگیا وقت ذبح
ہاتھ سے گر گر پڑا قاتل کے خنجر چھوٹ کر

٦٣

غایب ہوا دل لیتے ہی ای شکک چمن چور
اللہ رے پڑا دزد حنا بھی ہے بدن چور

نے خود کیا شادی نے مجھے وصل کی ایسا
دل لیگیا پہلے سے مرا اسکے دولہن چور

عریان مین ہوا دفن ہ مفلس تھا جہان مین
کھو دیگا جو ہر قبر تو خجل ہوگا کفن چور

دل لیگئی جب ناز سے تیوری کو چڑھایا
اللہ بڑی ہی ترے ماتھی کی شکن چور

پھولونسے بھرے رہتے ہین دن رات نشیمن
گلچین سے بھی کچھ بڑھ کے ہین مرغان چمن چور

رات انکو تو کیا انکو دکھائی نہین دیتا
ڈھونڈے سے بھی ملتا نہین ایسا ہے دہن چور

ای شکک جب خال تھین قرب زنخدان
آیا ہی چور انکو ترا سیب ذقن چور

چھپتا ہی چھپائے کہین زلف کا سودا
کھل جائیگا کسیگا جہان مشک ختن چور

سرو شرماتا ہے اُس بوٹا سے قد کے سامنے
گل خجل ہوتے ہیں تیرا جسم خوشبو دیکھکر

وصل میں بھی صدمۂ جانکاہ رہتا ہے مجھے
شام فرقت یاد آجاتی ہے گیسو دیکھکر

ابر تیرہ میں وہ مسّی یاد آتی ہے مجھے
دھیان آجاتا ہے دانتوں کا جگنو دیکھکر

قتل کو خنجر تو کھینچا تھا سوال وصل پر
رکھ لیا قاتل مری آنکھوں میں آنسو دیکھکر

یاد جو آئی گناہوں کی گرانباری مجھے
چلدیا میدان محشر سے ترازو دیکھکر

دم نکلجائے تری فرقت میں گر اے بحر حسن
دفن کردینا کہیں دریا میں ٹاپو دیکھکر

شوق تو صید افگنی کا ہو مرے صیاد کو
آپ جنگل سے نکل آئینگے آہو دیکھکر

اپنی گردن میں حمائل ہوں کسی دن انکے ہاتھ
جی پھڑک جاتا ہے گورے گورے بازو دیکھکر

الفت گیسو میں ہے جھٹکیا دل سا رفیق
مدتوں روئینگے خالی اپنا پہلو دیکھکر

زخم تیغ ادا جو ہے چمک اوٹھے گا وہ
جانکے لالے پڑینگے تجکو مہرو دیکھکر

اشک اپنو سر تلی پر لئے پھرتے ہیں ہم
گھورتا کیا ہے ہمیں ترک جفا جو دیکھکر

اوٹھا کر باندھ لیتے ہیں جو زلف پر شکن سر پر
نظر آتے ہیں گویا وہ نافۂ مشک ختن سر پر

لیا الزام شیریں پر مقدر میں جو لکھا تھا
لگائے آپ اپنے ہاتھ تیشہ کوہکن سر پر

بلایا حشر میں دیوانگان عشق کو جس دم
ہزاروں قبر سے نکلے سری باندھے کفن سر پر

عدم سے آکے اس غربت کدہ میں جان دی غم نے
پھرے گھبرائے ہوتھے تھا سوار ایسا وطن سر پر

ہو مجروح ایسا فرق اپنا سنگ طفلاں سے
لئے پھرتے ہیں دیوانے ترے گویا چمن سر پر

چھالے ہین یون ہمارے جلے دل کے آس پاس
اختر ہون جسطرح مہ کامل کے آس پاس

عالم دکھا رہی ہین عجب پائے خون چکان
یاقوت جڑ دئی ہین سلاسل کے آس پاس

دیتا ہے کیا بہار ستارون مین ماہتاب
افشان چھڑک دی یار ذرا آنچل کے آس پاس

جنت نہ ہاتھ آئے تو اعراف ہی سہی
بستر لگا ہین کوچۂ قاتل کے آس پاس

جانے نہ دیگا اوطرف اپنا جذب شوق
آئے تو کوئی تیر ترا دل کے آس پاس

آنکھون سے گرے دُر دندان کی یاد مین
موتی جڑے ہوئے ہین سلاسل کے آس پاس

چھپتی ہے اک نے خوشۂ انگور کی کبھی
چھالے جو سوز غم سے پڑے دل کے آس پاس

گر جائے عدم تو کفن تنگ سے لیجے
بیٹھے ہین چور گھاٹ مین منزل کے آس پاس

زہرہ وشونکے عشق مین لاکھون خراب ہین
میلا لگا ہے اک چہ بابل کے آس پاس

اونکا بھی ہی شمار قصور بہشت مین
جتنی مکان ہین کوچۂ قاتل کے آس پاس

اتنا ملا ہے زر ترے صدقے مین الضیم
ہیرے جڑے ہین کاسۂ سایل کے آس پاس

ای دم نکل کہ ہڈیان کھائین سگان یار
بیٹھے ہین انتظار مین بسمل کے آس پاس

ای یار کیا کہون ابھی کسنے اوڑا لیا
کوئی گیا نہ آیا مرے دل کے آس پاس

کس طرح اونسے شوق شہادت دبا ہوا اشک
جب دیکھو غیر بیٹھے ہین قاتل کے آس پاس

کیا بیابان مرگ کرتے ہے دل آزری ہوس
رنگ لائی بڑھ کی آخر کو سکندر کی ہوس

فصل گل مین بڑھ گئی تھی جیسے مرے سر کی ہوس
ساتھ لڑکونکے لئے پھرتی ہی پتھر کی ہوس

مائل چشم حسینان بزم عالم مین ہا
نغزش مستانہ ایدل دست ساقی مین نہین
قطع امید ترحم بہی دلاہے آجکل
دل پسے جاتے ہین زندونکی تری ٹہوکر کے ساتھہ

پتلیونکا دیکھتا ہے یہہ دلِ ناکام رقص
موسم عشرت ہے میخوار و نمین لایا جام رقص
حال بتیا بانہ کو سمجھا ہے وہ گل فام رقص
روحکو مردونکے کردیتا ہی بے آرام رقص

اشک سچ ہی مصرعہ آتش یہہ فرق اسمین نہین
ساتھہ ہر ٹہوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص

در سے مطلب ہے ہمکو یار کے گھر سے غرض
تارک عشرت ہون ہجر ساقیٔ مینوش مین
رو رو کے گھر گرا دیتے ہین اپنی سیل اشک
ور پرا وستن کے پڑے ہین وصل کی امید مین
چہوڑ کر اسباب راحت در پہ بیٹھے ہین ترے
تہا گلا کٹنے مین شک پہلے کہ نازک ہے وہ ترک

ہاتھہ دہو بیٹھے ہین اس ترک ستمگر سے غرض
اب نہ شیشے سے مجھے مطلب نہ ساغر سے غرض
تنگ ہی ہر ایک اپنی دیدہ تر سے غرض
گر خدا ہی مہربان نکلے گے تیہر سے غرض
اب گہر سے کام ہی ہمکو نہ بستر سے غرض
اڑ گیا دو چار ہی رگڑ و نمین خنجر سے غرض

اشک آتش کے بقول حال دنیا کا یہی ہی
زہر ملتا ہے اوسے جسکو ہو شکر سے غرض

یار تک جانے نہین دیتے مرا اغیار خط
چشم تر کا حال لکھکر دلمین بہاتے ہین ہم
دل تڑپتا ہے جو دوری سے تسلی کے لئے

راستے ہی سے اڑا لیتے ہین سب یار خط
ڈر یہی نم ہو کر نہ ہو جائے کہین بیکار خط
دیکھ لیتے ہین تمھارا طالب دیدار خط

ہے قسم پیر مغان کی نہ انھیں پائینگے — جا کے اور دن پہ چکو مست جتائیں واعظ

بے مثل جھوٹے ہی بولے تو کہا انکا صرفہ — جتنا جی چاہے بھلے طوفان اٹھائیں واعظ

سنتے ہیں بیٹھکے مسجد میں بکا کرتے ہیں — رند ہیں ہم ہمیں غصے میں نہ لائیں واعظ

میکدے کی کہیں حرمت بھی بھلا ملتی ہے — لا کہ کعبہ اپنی عداوت سے مٹائیں واعظ

سننے والے کہیں ہاتھ انکے اگر آجائیں — پھر قیامت ہی کا غل شور مچائیں واعظ

ہے کشو فضل بھاریں سبھلینگے ہم — خیر اچھا ہے ستاتے ہیں ستائیں واعظ

آہ سوزاں سے حذر چاہیے ہم رندونکی — دل جلے ہیں ہمیں اتنا نہ ستائیں واعظ

یکشو سیچ ہے بڑا لطف ہو گر محشر کو — حکم ہو خلد کے دروں تک بھی نہ آئیں واعظ

ہم کبھی اگلی کہانی نہیں سننے والے — نئے قصے ہوں تو ہاں لا کے سنائیں واعظ

ہوں شہید اک صنم حور لقا کا میں بھی — قبر پر پھول نہ کیوں لا کے چڑھائیں واعظ

تو کہتے ہیں کسے حور کہاں رہتی ہے — اس قدر جھوٹ تو دل سے نہ بنائیں واعظ

انکی باتوں کا کبھی مجھکو باور آئے — لا کہ قرآن مرے آگے اٹھائیں واعظ

اشک سچ تو یہ ہے اک جھوٹ کا پل باندھا ہے
حشر کو دیکھیے کیا بات بنائیں واعظ

پانی پانی شرم سے کیونکر ہوا مجھو شمع — سامنے تیرے رخ روشن کی ہے بے نور شمع

سامنے جلتے ہیں پروانے ذرا پروا نہیں — تاج زریں سر پہ رکھکر ہو گئے مغرور شمع

عاشقوں کے دم سے ہی سب گرم بازاری حسن — دل پتنگوں کے جلا کر ہو گئی مشہور شمع

داغ دل زلفون مین پنہان دیکھکر کہتے ہین لوگ
کرمک شب تاب ہین یا سنبلستان مین چراغ

ایسی آہین ہجر مین کہین بجھیگی شمع حیات
لوگ اندھیرے مین چھپا لیتے ہین دامان مین چراغ

غم شب تاریک کا کیا رہروان عشق کو
داغ دل ہین کوچۂ زلف پریشان مین چراغ

داغ حسرت دل مین گریان چشم قصد کوے یار
گھر سے اپنے لیکے نکلے عین باران مین چراغ

موسم سرما مین وصل شمع رویان چاہیے
فی الحقیقت لطف دیتے ہین زمستان مین چراغ

رات بھر اک نور پیکر کا جو رہتا ہے خیال
چشم روزن کو سمجھتا ہون مین زندان مین چراغ

اس کنوین مین یوسف دل گر کے گھبراتا نہین
خال روشن ہے تری چاہ زنخدان مین چراغ

سقف و بام و در اندھیرے مین نظر آتے نہین
رہتے ہین بے نور جیسے شب ہجران مین چراغ

عشق صادق ہے جنہین جل جل کے مرتے ہین وہ
بلبلین پروانہ ہر گل ہے گلستان مین چراغ

کنج مرقد کے اندھیرے سے نہ گھبرا دل مین شہاب
نور ایمان کو سمجھ لے قبر انسان مین چراغ

کسکو پروا ہے ہو فرقت کی شب روشن چراغ
کچھ گھٹا دیتا نہین دل کی مرے الجھن چراغ

تیرے کشتون کا جلا کرتا ہے بے روغن چراغ
خون کی سر دھار ہی گویا سر گردن چراغ

جسم خاکی مین امانت کسطرح رہتی ہے روح
ڈر سے اندھیرے کے لئے ہین ہم تہ دامن چراغ

میرے رونے سے دل پر داغ کیون نالان ہو
میل سے پانی کے اکثر گرتے ہین شیون چراغ

اشتعالک دیکے سب نے قتل کروایا مجھے
آج تو گھی کے جلائینگے مرے دشمن چراغ

بعد مردن روح کو شادی کوئی ہونی کو ہے
ہنس رہا ہے شام سے میرے سر مدفن چراغ

برق بنکر پھونک دیتا ہے مرا خرمن چراغ

عاشق پہ جرم عشق مین کوڑے لگائے زلف
اتنا ہی آدمی کو نہ دل کو ستائے زلف
پوچھے دل حزین سے کوئی ماجرائے زلف

در بانسے پوچھتا ہے وہ سنکر صدائے دل
یہ کون کہہ رہا تھا ابھی ہائے ہائے زلف

صدمے شب فراق کے کب تک اوٹھائیے
دل پھیر دیجئے مرا اتنے برائے زلف

منہ سے اگر مین اُف بھی کرون تو گنہ ہوگا
جتنا ستایا جائے مرا دل ستائے زلف

اندھیر ہے زمانے مین اب دل سنیگا کون
کس سے بیان جاکے کرین ماجرائے زلف

گیسو کے عشق مین ہوئے کیسے خراب ہم
ای اشک دیکھئے ابھی کیا کیا دکھائے زلف

کی جو رغبت کی نظر مژگانِ قاتل کیطرف
چھپتے ہی ہی ایک برچھی سے مرے دل کیطرف

آگیا جب دل کسی زہرہ شمایل کیطرف
خود بخود کھنچنے لگا مین چاہِ بابل کیطرف

روز محشر جب فرشتے لیچلے سوئے جنان
مین چھڑا کر ہاتھ بھاگا کوئے قاتل کیطرف

یا خدا حور و قصور خلد کی خواہش نہین
کوئی گھر ملجائے مجکو کوئی قاتل کیطرف

دیکھلون پھر اک نظر تھم جا ذرا او جان زار
ذبح کو دوڑیگا خود جلاد بسمل کیطرف

ساتھ دے راہِ عدم مین کسطرح بے ناتوان
قافلہ مشکل ہوا جاتا ہے منزل کیطرف

گر پڑے کوڑی تو دانتون سے اوٹھاتے ہین خسیس
اشرفی کیا اہل زر پھینکینگے سایل کیطرف

لوگ ہوتے ہین ہدف تیر نگاہ ناز کے
دیکھتے ہین رقص مین جب اہل محفل کیطرف

باغ مین جسدن نہ پایا تجکو ای اشک چمن
عندلیبون نے کیا رخ تیرے محفل کیطرف

ہوگا مجنون کیطرح آفاق مین شہرہ مرا
دل اگر آیا کسی لیلی شمایل کیطرف

افعی گیسو کا دیوانون پہ چھایا ہے رعب
ڈر کے مارے منہ نہین کرتے سلاسل کیطرف

ایکدن باغ جوانی پہ خزان آنی ہے
یاد بگڑیگا نہ یہ سیب زنخدان کب تک

چار دن دلکا ہی ایجان جہان جوش شباب
بل کی لینگے یہ سر گیسوی پیچان کب تک

متحمل سو کہان تک غم دوری مین کوئی
آنسوؤن سے نہو تر دامن مژگان کب تک

سو نہ غم ہونگے اگیسوؤنکے سودے مین
دلسے اوٹھین کے مرے دود پریشان کب تک

بیت اون سب اوٹھائی تھی مجھے مرتا تھا
سر پہ حباب کا لیتا نہ ہین احسان کب تک

بعد مرنیکے بہت یاد کرینگے ہمکو
منہ نہ کھولینگے سخن فہم سخندان کب تک

بعد مرنیکے ہے آرام نہین مرقد مین
سونے دیگا نہ مجھے صدمۂ ہجران کب تک

ناتوانی سے گھٹا دم بدلے وحشت جنون
دیگا پہانسی مجھے ہار گریبان کب تک

خط شبرنگ نے صیاد کے دل الجھائے
دام میں تیرے چلین مرغ خوش الحان کب تک

ہوچکا عشق مین ای اشک جو کچھ ہونا تھا
جانکی خیر مناؤ غم جانان کب تک

دل سکے گا تیرے بازو سے ملا جوشن کا رنگ
پہیکا پہیکا سا کہان رنگ کیا گلبدن نکار رنگ

تو نے ای گلرو مٹایا ہر گل گلشن کا رنگ
گردش مے سے او داہت نے کیا سوسن کا رنگ

وہ جوان تجھ ہی کیسے بہت سے پر نام خدا
پہوٹ نکلیگا کٹورے سے ہی جوبن کا رنگ

سہل سمجھا تھا بہانا بے گناہون کا لہو
خشک ہونے سے چھوٹیگا نہ دامن کا رنگ

کیا غضب ہے راہ چلتونکو بھی سن جاتے ہین
گیسوؤن میں آپکے ہے افعی رہزن کا رنگ

بیگناہ کا خون کیسا جمگیا تلوار پر
کیون ارے سفاک سوتا ہے بھیلی رن کا رنگ

جیتے جی چھوٹوں نہ پوچھا بعد مردن دیکھنا
یا الٰہی جلد دنیا سے اوٹھا لے تو مجھے
چھوڑوں اوس مطرب پسر کو جیتے جی ممکن نہیں
گر کلفت تو نہ اپنی دل سے جائیگی کبھی
پھر نظر آتے ہیں کچھ بگڑے ہوے تیور مجھے
مفلسی میں آکے چھوٹوں بھی خبر لیتے نہیں
چین سے محلوں میں سوتے اب ہوے پردیکھنا
پاس جا سکتے نہیں اللہ ہی کیا رعب حسن
عمر بھر ان شعلہ رویوں سے نہیں ہوتا وصال
موسم گلگین ہوا مچا جو رند بادہ نوش
دم گھٹا جاتا ہے یہاں دیوانگان عشق کا
خاکساری کے بدولت مرکے پایا ہے عروج
طالع خفتہ ہمارے آجکل بیدار ہیں

کیا جنازہ دہوم سے میرا لیجاتے ہیں لوگ
اتنے نالوں سے مری ایذا بہت پاتے ہیں لوگ
اپنی اپنی ٹھیکر سب فایدہ گاتے ہیں لوگ
کیا ہی میت کو مری ململ کے نہلاتے ہیں لوگ
پھر مری جانب سے شاید انکو بھڑکاتے ہیں لوگ
پاس دولت ہو تو کیسے دوست بنجاتے ہیں لوگ
قبر میں جاکے سو کیا پاؤں پھیلاتے ہیں لوگ
دور ہی سے دیکھکر اوس شوخ کو تھراتے ہیں لوگ
آتش فرقت سے جل ہی جل کے مرجاتے ہیں لوگ
سر کو دیواروں سے میخانہ کے ٹکراتے ہیں لوگ
اونکو منت کی وہاں زنجیر پہناتے ہیں لوگ
دیکھ لو تابوت کاندہی پر لیجاتے ہیں لوگ
انکو بلواتے ہیں وہ جب گھر میں جاتے ہیں لوگ

بیگناہی کا خیال آیا نہ پہلے شک اونہیں
سر مرا کٹوا کے ناحق دل میں پچھتاتے ہیں لوگ

دیکھتے ہی عاشق بسمل کا حال
ہجر کی لذت سے واقف ہی نہیں

اور ہی کچھ ہو گیا قاتل کا حال
آپ کیا جانیں کسیکے دل کا حال

[illegible] دل کا حال
[illegible] عشق [illegible] دل کا حال
[illegible] دل کا حال

[illegible] ہیں خوب [illegible] دل
[illegible] پیمان دل
[illegible] اپنا مکان دل
[illegible] ذرا ان دل
[illegible] عاشق کا شوق ہی [illegible] ان دل
[illegible] زبان [illegible] مکان دل

موجود ہی ہر ایک جگہ کعبہ مراد
رہتے ہیں بت بغل میں ہمارے بسان دل
کاہیکو کوئی گیسوؤں والا پھنسیگا اب
دنیا میں آپ ہی تو ہیں اک قدردان دل
کیوں ہم کرے ان بتوں سے کریں ہم معاملہ
آیا ہے لطف کبھی تو کوئی قدردان دل
مانند جسم و روح ہی دیکھو جو غور سے
دل ہی ادھر [illegible] جان دل
داغ غم صنم سے نہایت ہے [illegible] سوز نہان دل
ای کاش [illegible] بیان کرتا [illegible]
غم فراق بیان [illegible] جو ہوتی زبان دل
انسان کی طرح [illegible] ملتا [illegible]
یوسف ہم ایک چاہ میں [illegible] کاروان دل
[illegible] راز نہان دل
[illegible] راز نہان دل

آواز نے پہ لوٹتے ہین سانپ جسطرح
یون صوفیون کو وجد ہی سنکر فغان دل

کعبے سے سوے دیر مجھے کھینچ لیگیا
لاکھون ہی بار مینے کیا امتحان دل

شرطونسے اب جو ہاتھ لگی ہی عروس زلف
دولہا کی شان سے نہین کم آج شان دل

ماتم زدونکی شکل سے سیارتے ہین شک
ای شک جو کہ سنتے ہین شور و فغان دل

کیا کیا بتونکو وجد ہے سنکر صدائے دل
ناقوس بہکر رہا ہے ویانا لہائے دل

ابت خدا کرے کھین تیر ابھی آئی دل
میری طرح سے تو بھی کہے ہائے ہائے دل

غم سے یقین ہے کہ تیرا منہہ کو آئے دل
ناصح نہ پوچھ بھر خدا ماجرائے دل

عیش و طرب کا ذکر نہین ہجر یار مین
رنج والم سے بھر گئے مہمان سرائے دل

ہمنے بھی تیرے ظلم اوٹھانیکو الصنم
پہلو مین اپنے رکھ لیا تیہر بجائے دل

پروا نہین جو ہجر مین خون ہوکے بہگیا
پیکان غم ہی سینے مین اپنے بجائے دل

چاہت بتونسے کرکے مین آفت مین پہنسگیا
زلف دراز بنگئی زنجیر پائے دل

آخر کو چہد کے ناوک مژگانسے رہگیا
تیر قضا سے کوئی کہانتک بچائے دل

سچ ہے یہ سانحہ بھی عجیب و غریب ہے
دل مبتلائے زلف ہی مین مبتلائے دل

وہ کونسا حسین ہے جو بیوفا نہین
نادان ہو جو آدمی انسے لگائے دل

گر تم نہین رہیگا کسی اور کا خیال
خالی کبھی پڑی نہ رہیگی سرائے دل

آیا کسیکا دہیان نہ زلفونکی یاد مین
مار سیاہ ہین طرف کو چہائے دل

شکوہ کرین خدا سے حسینونکا کیا قصور
ناحق ہمارے سینے پہ لگا کیا قصور

گذشتہ کے بغیر نہ عاشق کو چہوڑنا
ہاتھ آپکی ہے یار بڑی کہیلے دل

گہر مین رہے تو ذبح کیا سکو بے چہری
باہر گئے تو سینکڑونکے چہین لائے دل

عاشق سے یہ کلام ہے ہندوے زلف کا
میرے سوا کوئی نہین حاجت روائے دل

کیونکر نہ کہیں یار تجھے ہم چمن حسن
رخسار ترے پھول ہیں بو پھول دہن پھول

اے وحشت دل ہیں کسی جنگل میں مرونگا
درکار نہیں تیرے مسافر کو کفن پھول

احباب گرانی سے نہ تکلیف اوٹھائیں
صندوق سبک چاہئے مردیکا کفن پھول

مرنے پہ جنازہ ہے مرا دوش ہوا پر
گھل گھل کے غم ہجر سے ہی اپنا بدن پھول

تا زیست دئے خار فلک نے عوض گل
ہیں بعد فنا قبر پر اب سینکڑوں من پھول

ہے ڈھیر گلو نکا ترے وحشی کی لحد پر
لے آتے ہیں منقار میں مرغان چمن پھول

حیرت کدۂ دہر طلسمات ہے گویا
ہر روز کھلاتا ہے نئے چرخ کہن پھول

خوشبو سے معطر ہے دماغ اپنا پس مرگ
یہ داغ ہیں سینے کے وہ یا زیر کفن پھول

دل لوٹ گیا اشک کا بھی صورت آتش
کانوں میں ترے دیکھکے سونیکے کرن پھول

بگڑا ہوا ہے ترک ستمگار آج کل
کھنچتی ہے بات بات پہ تلوار آج کل

نام خدا بہار پہ ہے یار آج کل
ہیں پتیاں گلاب کی رخسار آجکل

کیوں بل پہ ہوں نہ گیسوئے خمدار آجکل
اولجھے ہوئے ہیں کافر و دیندار آجکل

مرتا ہے اک جہان تری الفت کی روگ سے
خود حضرت مسیح ہیں بیمار آجکل

تصویر کھینچتے ہیں تصور سے یار کے
رہتے ہیں محو طالب دیدار آجکل

سیل فنا سے کب تن خاکی کو ہی مفر
بیٹھا ہی چاہتی ہے یہ دیوار آجکل

اکبار چھو گیا جسے چھوٹوں وہ مر گیا
اوڑنا گئی ہے عشق کا آزار آجکل

تنا کرشمہ وحدت ساقی کوثر کی اسد ہم کو
سر واعظ پہ صدقے کیجے بالائے منبر دل

جفاؤں پر تمہوں کی کیا ہو اُف نکلی منہ سے
خدا کے سامنے دیگا دوہائی روز محشر دل

فلک جا پر و نظر فسے غم کا سر پر ٹوٹ پڑا ہے
فراق یار میں مجھسے سنبھالا جائے کیونکر دل

دکھائے دونوں شانوں پر جو بل کھا کھا کے گیسو
تصدق کردیا اسوقت تو میں نے بھی تم پر دل

رقیب روسیہ تمنے کیوں گیسو نکلوائے
یہاں جو رہگیا ہے پیچ و تاب اسوقت کھا کر دل

کبھی آشوب حسن ایسا نہیں دیکھا زمانے میں
سر بازار آکر چھین لے ترک ستمگر دل

میسر وصل گر ہے میں تمہونکے دید رہتی ہے
ہوئی ہیں مالدار آنکھیں ہمارے ہیں توانگر دل

مزا کیا زندگی کا گر نہو جمعیت خاطر
محبت میں ہی کھو بیٹھا ہے یہ سر گشتہ مقدر دل

جنھیں سمجھا کئے اپنا وہ نکلے خون کے پیاسے
بھلا امید اب کیجے کسی سے خاک تمہر دل

حرارت بڑھ گئے ہے اندنوں ہم آتش غم کی
مرے پہلو میں پارے کیطرح کھاتا ہے چکر دل

خیال اتنا رہے قاصد مکان یار پر جا کر
جو ہاتھ آئے تو لے آنا ادھر پھیر دل

نہ پھر جانیکی عادت ہے نہ ہی خلل شکست ایسا
دھنی ہیں بات کے رکھتے ہیں یہاں سد سکندر دل

لہو کی بوند سے بھی کم نظر آتا ہے پہلو میں
غم فرقت سے ایسا ہو گیا گھل گھل کے لاغر دل

نکل جاتا ہے پہلو توڑ کر ہوتو نکی الفت میں
پڑا ہو گا کہیں دیکھو کنار حوض کوثر دل

گران ہے ایک کوڑی کو بھی ای سیمیں بدن تجکو
جنھیں ہے قدر وہ لیتے ہیں سونے کے برابر دل

رہا کرتے ہیں کوئی یار میں ای اشک جا جا کر
مثال خضر جسدن سے ہوا ہے اپنا رہبر دل

پھر دیکھا بھی خیال سے ہیں اوس بت مہرو کو پا کے ہم
تن پر بھبوت ملے ہیں گو ہیں فقیر مست
عشق صنم میں دین تو برباد ہو چکا
اب کعبے کیا بنا کے بتکدے میں جا کے ہم
کعبے میں جب صنم کا نہ مطلق پتا ملا
اک بتکدے میں بیٹھ رہے خاک اوڑا کے ہم

سر پٹک کر مر گئے دیوانگان عشق سب
ایک مدت سے مقفل ہین در زندان تمام

جا بجا کشتے جو اوس رشک مسیحا کے ہین دفن
بولتے ہین انکی صورت شکوہ گورستان تمام

اتنا او ترک ستم ایجاد تجکو کل پڑی
تر بتر میرے لہو سے کر لیا دامان تمام

کیون نہ غیرت ہو نمین مرے سے ہو لبسر انیس مدام
دیکھ لو دشمن زبان کے منہ مین ہین دندان تمام

دفع دشمن کے لئے لازم ہے نرمی ای زبان
رفتہ رفتہ آپ ہی گر جائینگے دندان تمام

ختم تک روئینگے سب پڑھ پڑھ کے غم کی داستان
صفحہ عالم پہ لکھا ہی مرا دیوان تمام

کیون ہما آیا ہماری لاش پر بعد از فنا
بدزبان کہا نیکو بیٹھے ہین سگ بانان تمام

آسمان سفلہ پرور ایک ہما عالم پہ ہے
دیکھئے ہوتی ہی کبتک گردش دوران تمام

زندگی بھر عشق کے قصے رہینگے بر زبان
مر گئے ای **رشک** جسدن ہو گیا دیوان تمام

بھلا نہ ہجر مین کسی عنوان تمام دن
مچلا رہا مرا دل نادان تمام دن

اوس بدگمان نے کیا کہین کیونکر گذر گئی
رہتا ہے لیتے ہاتھ مین قران تمام دن

کچھ آج خود بخود مجھے سودا سا ہو گیا
پھاڑا کیا مین اپنا گریبان تمام دن

روتے ہی گذری چار پہر ہجر زلف مین
تھا آج کس غضب کا پریشان تمام دن

مر کر بھی تیرے زلف کے قیدی نجائینگے
چوپٹ کھلا رہی در زندان تمام دن

جب تک جنون کے ہاتھ سے ٹکڑے نہو لیا
گھونٹا کیا گلا یہ گریبان تمام دن

آمد سنی چمن مین جو اوس گلعذار کی
چبھتا پھرا ہین خار گلستان تمام دن

واعظو کہنا تمہارا ہم نہ مانینگے کبھی
منع کرتا ہے عبث کعبے کو جانے دی ہمین
واعظا ہین نام روشن انکے مثل آفتاب
چھینٹے دیدیکر شراب ناب کی رو رو حساب
آج ہم رندونکو جو ایک ایک بخشا میکدہ
آفتاب حشر کی گرمی کا ناحق ہے خیال

وہ بجا لائینگے جو فرمائینگے پیر مغان
موسم گل تک تو ہم بہی آئینگے پیر مغان
کیا مٹانے سے ترے مٹجائینگے پیر مغان
آفتاب حشر کو چمکائینگے پیر مغان
گل مکان جنت مین جو دو پائینگے پیر مغان
اپنے ساقی سے تجہے ملوائینگے پیر مغلن

اشک سنتے ہین سخی کی ہوتی ہی عقبی بخیر
مرکے جنت مین مقرر جائینگے پیر مغان

مرجائینگے جو فرقت ابروے یار مین
کیا جاؤن سوئے دشت جنون ہین بہار مین
تو ایک ہی جو گل چمن روزگار مین
چنگاریان رہین پس مردن غبار مین
باقی تھی زندگی ترے بیمار ہجر کی
اے غیرت مسیح یہہ تیرا مریض ہجر
بیچین دل کے ہاتہ سے ہون اور ہجر مین
دیکھا جو روح کو تن خاکی مین غور سے
یاد آئی سردمہری قاتل جو بعد مرگ

تڑپا کریگی روح ہماری مزار مین
طاقت کہان رہی ہی مرے جسم زار مین
عاشق بھی انتخاب ہے تیرا ہزار مین
تختے جنازے کے جو دئی تھی مزار مین
دم توڑ چکا تھا شب انتظار مین
مرجائیگا تڑپ کے شب انتظار مین
پھوڑا سا پکرتا ہے مرے جسم زار مین
اک آفتاب پھرتا ہے مشت غبار مین
برسون رہی ہین تپ لرزہ مزار مین

کیا لطف بعد مرگ ہی اوٹھانے فشار مین
کرتا ہون باتین اوسکے تصور سے ہجر مین
ہذیان جیسے بکتا ہے کوئی بخار مین
کہل کے ہجر زلف مین یہہ حال ہو گیا
اک جال ہے رگونکا مرے جسم زار مین
اک دو سبو مین نشا کہان ہم وہ رند ہین
میخانے خالی کرتے ہین فصل بہار مین
ای اشک کسکی جنبش مژگان کا ہے خیال
نشتر کہ لگ رہا ہے دل بیقرار مین

جو تیلی ہے ترے چلمن کی نور افشان ہے
کچھ آب و تاب تو خورشید کے کرن مین نہین

پس از فنا یوہین مجھہ ناتوان کو دفن کرین
کفن کے بوجہ کی طاقت مرے بدن مین نہین

اداس ہم ہین تو وہ بھی بہت پشیمان ہے
دل حزین جو مرا زلف پرشکن مین نہین

مہک رہی ہے گلی سارے زلف مشکین سے
کچھ بو گلو مین نہین تو گیا نافہ ختن مین نہین

غبار دل مین نہین اشک صاف باطن ہون
دلیل یہ ہی کہ گنجلک مرے سخن مین نہین

یون نظر آتا ہے مجکو ہر کنول تالاب مین
چشم اشک آلودہ عاشق ہی گویا آب مین

تو جوا و خورشید رو پیدا زمانے مین ہوا
جیسے دھبا لگ گیا اک عارض مہتاب مین

خال ابرو ہی ید بیضا کی ثبوت جلوہ گر
یا چراغ طور ہی کعبے کی کچھ محراب مین

ہی ید بیضا ہو و انکا خال یعنی ہی عصا
موسی عمران کھڑے ہین کعبے کی محراب مین

بوسے ان ہونٹھون کی لیتے ہین رقیب تلخ کام
مین بھی کہتا ہون کچھ کڑواہٹ کہان عناب مین

اک یہ خوبی کی الفت کا ہی اتنو زور شور
گھر بنایا چاہیے چل کر کہین پنجاب مین

فرقت جانا نمین رویا اسقدر مین ناتوان
رات دن تیرتا پھرا جو اشک کے سیلاب مین

رات دن آنکھین سی جسکے تمہین اب بہتے ہین سیل
دیکھلون اوس ماہ کو شاید کہین پھر خواب مین

تیرہ بختی دیکھنا سب بجھ گئے کوچے سیاہ
ڈھونڈنے نکلا جو مین وسکو شب مہتاب مین

اوس یہ خوبی کی الفت مین ہین یون گردش مین ہون
جسطرح آجائے کوئی حلقہ گرداب مین

ٹکڑے ہو جاتا ہے دل جب تو بجاتا ہی ستار
ڈھنگ ہین بالکل کتا سے کے تری مضراب مین

[illegible]

مدتوں سے بھی سودا ہے سمایا سر میں
شکر صد شکر تمنائے دلی بر آئی
واہ رے گردش مقسوم نہ پایا آرام
حشر کو ہوگا ہی خون کا میرے محضر
کسطرح ہوگی بسر قبر میں اے دل پس مرگ
کی جو وصلت کی تمنا ہوئے بیمار فراق
کیا ہی گرتا ہی شرابی پہ شرابی آکر
دیکھنا قصد جو کی زلف کے سودائی کی
گر بھی شعلہ فشانی دل پر داغ کی ہے
مارے گرمی کے پھنکا جاتا ہوں اے ساقی

فصل گل آئی جہاں آگ لگادی گھر میں
روح نکلی مری آغوش پری پیکر میں
پس مردن بھی رہی خاک مری چکر میں
نہیں جوہر ستم ایجاد ترے خنجر میں
دم اوکھتا ہے جو رہتا ہوں اکیلے گھر میں
درد پیدا ہوا صندل جو لگایا سر میں
مے گلرنگ نظر آئی جہاں کنٹر میں
جائے خون دیکھی دہن یار کے مری نشتر میں
آگ لگجائیگی اک روز مرے بستر میں
مے نہ تھی آگ کا شعلہ تھا کوئی کنٹر میں

آج کل درپئے ایذا یہہ فلک ہی ہی اشک
چین سے بیٹھنے پاتا نہیں انسان گھر میں

ہمیں پر اونکا ہے دار و مدار صحبت میں
حسین بیٹھے ہیں باندھی قطار صحبت میں
مجھے بھی ہی یہہ تمنا کہ اوڑکے جا پہنچوں
لٹادیا مرے ساقی نے آج میخانہ
یہہ شبکو کشمکش غیر سے ہوا میں تنگ

بنینگی سرو چراغاں یار صحبت میں
گلونکی دیکھہ رہا ہوں بہار صحبت میں
اونھیں بھی ہوگا مرا انتظار صحبت میں
دھرے ہیں شیشۂ مے بیشمار صحبت میں
کہ جیتے جی ہوا مجھپر فشار صحبت میں

[illegible]

فصل گل مین ہی یہہ عادت ہے دیوانونکی
بہار مین جہونک کے کپڑونکو نکلجاتے ہین

مرچکے ہوتے مریض غم فرقت کبکے
وہ جو آتے ہین دم نزع سنبھل جاتے ہین

پاؤن ان آئینہ رویونکی دباتے کیونکر
ہاتھ زانو کے صفائی سے پہسلجاتے ہین

وصل کے نام سے یون مجہمین دم آجاتا ہی
مرنے والے کوئی دم جیسے سنبھلجاتے ہین

سنکے وہ کہتے ہین مرتے بہی نہین ہجر مین شیک
سنکہیا کہاتے ہین افیون نگلجاتے ہین

رہگیا یار کے کیا گیسوے عنبر بو مین
رات بہر دل کو ٹٹولا کئے ہم پہلو مین

کس کا ماتم شب ہجرانمین ہوا کرتا ہے
کون روتا ہی الٰہی یہہ مرے پہلو مین

ایسا شفاف ہی اوس نورکے پتلے کا بدن
لوگ منہ دیکہتے ہین آئینہ زانو مین

کعبہ و دیر کلیسا مین پکارآے ہم
آپ بیٹہے رہی گونگے کیطرح پہلو مین

کسکی مژگانسے نکالی دل پر درد نے راہ
برچہیان کوی چبہوتا ہے مرے پہلو مین

اک طرف درد تو فرقت مین ہوا کرتا تہا
ٹیس ہے آج مرے دوسرے بہی پہلو مین

بیخودی مین بہی کہتا ہون شب وصل صنم
خواب ہے یا کہ وہ سوتے ہین مرے پہلو مین

ناصحا عشق مین ہین لاکہ طرحکے کہٹکے
خود سمجہتا ہون مگر دل تو نہین قابو مین

پہر گیا خنجر بیداد بت قاتل کا
سجدہ کرنیکو جہکا تہا مین خم ابرو مین

خون رلاتا ہے یہہ کس معدن خوبی کا فراق
رنگ یاقوت کی چنّی کا ہی آنسو مین

روئینگے دوست جو مجہ زار کو آکر پس مرگ
غسل میت مجہے ہوجائیگا چار آنسو مین

۷۹

ہر صف مین کیا وہ اپنی مایل کو ڈھونڈتے ہین　　ہم سر بکف یہان جو قاتل کو ڈھونڈتے ہین

اکبار قتل ہو کر ایسا مزا پڑا ہے　　میدان حشر مین بھی قاتل کو ڈھونڈتے ہین

پہلو مرا ٹٹولا زلفون مین اپنی دیکھا　　مین غم سے رو رہا ہون وہ دلکو ڈھونڈتے ہین

کیا حال پوچھتے ہین ہر دم یہ اہل محشر　　اس بھیڑ مین ہم اپنے قاتل کو ڈھونڈتے ہین

بحر حباب نین اوسکی ہے یون تلاش ہمکو　　جیسے غریق دریا ساحل کو ڈھونڈتے ہین

اس عالم فنا مین خالی نہین بھٹکنا　　ہم سب مسافر اپنی منزل کو ڈھونڈتے ہین

سوز الم سے مثل پروانہ جل رہے ہین　　کیا جانے کوئی ہم کس محفل کو ڈھونڈتے ہین

لیلی وشون نے ایسا دیوانہ کر دیا ہے　　گویا کہ سبکے ہر دم محمل کو ڈھونڈتے ہین

کس بحر غم مین ڈوبے ابھرینگے خاک اب ہم　　تحت الثری پہنچکر ساحل کو ڈھونڈتے ہین

ان زاہدون سے کہدو رندونمین آکے بیٹھین　　دل کی اگر صفائی کامل کو ڈھونڈتے ہین

جنت مین گھر ہے اپنا دو دن کا راستہ ہے　　اے دل ابھی تو پہلی منزل کو ڈھونڈتے ہین

مر کر بھی جستجو سے ہمنے نہ ہاتھ اوٹھایا　　گرد و غبار بنکر قاتل کو ڈھونڈتے ہین

غارت کیا تمہین نے دیوانہ اب بناؤ　　ہم تنکے چن رہے ہین یا دلکو ڈھونڈتے ہین

خنجر لیا کمر سے جسکو تڑپتے دیکھا　　لاشے ہٹا ہٹا کر بسمل کو ڈھونڈتے ہین

اپنی جگہ یہ خوش ہین ہم غرق بحر الفت　　کب مردمان آبی ساحل کو ڈھونڈتے ہین

غربت مین رہ گئے ہین اک قافلے سے چھٹکر　　پہنچے عدم کو سب ہم منزلکو ڈھونڈتے ہین

سبکے کمال کا تو اے رشک معتقد ہو　　ناقص ہین وہ جو نقص کامل کو ڈھونڈتے ہین

بان خلق کوئی بند کر سکتا نہیں پیارے
گمان لیلی کا تمہیں ہمین مجنون بناتے ہین

ہان گور دیتا ہی پیام مرگ پیری مین
جو سوجاتا ہون مین تو خوابمین مرے ڈبلاتے ہین

دل ٹپکتے ہین آنسو آنکھ سے گو ضبط کرتا ہون
وہ دریا او رہوتے ہین جو کوزہ مین سماتے ہین

جلے کیونکر کرے دلمین کوئی ان حیلہ سازونکی
پکارا جاکے جب رپر کہا کہدو نہاتے ہین

سروساماں کیا مطلب عدم کے جانے والونکو
وہانسے ساتھ کیا لائے تھے جو بہیا چھوڑ جاتے ہین

خدا بخشے بس اسقدر بھی لڑکونکا تماشا ہی
کھلونے والے جو مٹی کا اب مجنون بناتے ہین

جنہیں جینا ہو دیکھین راہ قاتل کے بلانیکی
قضا جنکی ہی اپنے پاؤنسے وہ آپ جاتے ہین

غضب کا توسن عمر رواں چالاک ہوتا ہے
او کھڑ جاتے ہین اُسن جگہ پتری جماتے ہین

حرم کے معرکے سن سنکے کہتا ہون غنیمت ہے
فقط نظرون ہی سے اپنی مجھے پھر گراتے ہین

قیامت مین کوئی تو واعظو ہمکو بھی پوچھیگا
وہان بھی دیکھنا کس شانسے میخوار آتے ہین

مجھے دیتے ہین دیوانے بھم قرض موسم گلمین
کئے دلنے ہمارے خود بخود دلموے کہجاتے ہین

اثر اپنی محبت نے دکھایا بعد مرنیکے
لحد پر چوڑیان وہ توڑتی ہین نقش بہاتے ہین

اشارہ ہی کہ تجکو خاک مین اکدن ملا دینگے
جو عشق مین جانے والے مرمٹی ہوکہاتے ہین

در دولت سر اپر غول دیوانونکے بیٹھے ہین
بٹھائے آج منت کی وہ زنجیرین پڑاتے ہین

محبت مین جو اک گل پیرہن کے جان دیتے ہے
کفن لیکر ہمارے دوست پھولونمین بساتے ہین

فرشتہ بھی تمہارے ہجر مین گھٹ گھٹ کے مرجاتا
ہمارا ہی کلیجا ہے جو یہ صدمے اوٹھاتے ہین

عاشق تو جہانتک ہوسکا اپنی سے گزرے
ہمارے بعد دیکھین اپ کسے وہ آزماتے ہین

جس آئینے مین لگے دیکہا نظر یہہ آئے
گویا تیان جہرو آنکہونکی پتلیان ہین

درکار منعمونکو ہوتا ہے جامہ نو
کہنہ لباس ہین ہم ای اشک شا دمانہ ہین

دور تڑپنے کی رہی حسرت سغر درمین
چاہئے تیزاب کی پتی مرے ناسور مین

تھی جو شرکت سوز غم کی مرہم کافور مین
شمع سان روشن ہے بتی مرے ناسور مین

ہوے نخوت گر نہو تی خاطر مغرور مین
حق تو یہہ ہی کونسا پہر عیب تہا منصور مین

صبح فرقت جو اک زخم جگر بہنے لگا
خاصیت تیزاب کی ہی مرہم کافور مین

کشتۂ تیغ تغافل ہین یہہ کس بیت کے
ہوے ہے جو ہمارے زخم کے انگور مین

جائے عبرت ہی خرابات جہان ای غافلو
چند رہتے ہین مکان قیصر و فغفور مین

ہین جنت مین قدم رکہتا کبہی بعد از فنا
گر نہو تین یار کی دو چار باتین حور مین

روح رخصت ہوگی آخر یہہ کہکر جسم سے
لے خدا حافظ کہ اب طاقت نہین رنجور مین

فرقت گیسو مین ڈالی لٹ ہی ہزار نظر
تیرگی ایسی کہان ہوگی شب دیجور مین

دست ساقی مین نظر آیا ہی قرص آفتاب
جب سے گلگون بہری ہی کاسۂ بلور مین

اشک جائین بالے ہجر مین وصل یار کے
بیوفائی کا چلن سیکہے دستور مین

شانون پہ جو گیسوے بال کہلے ہوئے ہین
پہندے مرے ہاتہونکے یہہ لٹکے ہوئے ہین

پہلی جو شب وصل ہے شرمائے ہوئے ہین
زانو پہ وہ سر نازسے ٹہوڑائے ہوئے ہین

۸۳

ہزار رہ مر دم آپی جلاے شعلہ رخ سے
نہائے آپ کیا جا کر لگائی آگ پانی مین

لب دریا کوئی تو نور پیکر جلوہ فرما ہے
جدھر دیکھو حباب ہونگے کنول روشن ہر اک پانی مین

ہوے پر کافر عشق صنم جانا خدا سمجھے
مسلمانون نے نہلایا مجھے گنگا کے پانی مین

چھپی بیٹھے ہین گھر مین طالب دیدار رہتے ہین
جوان ہوتے ہی کیسے آ گئے وہ لن ترانی مین

دکھایا مجکو آنکھون نے مرے برگشتہ قسمت نے
سنا کرتا تھا آگے عشق کے قصے کہانی مین

اجل آئی تو آنے دو عدم کو کون جاتا ہے
یہ منزل ہم سے طے ہوگی نہ ضعف و ناتوانی مین

لکھا تھا خط مین کیا جو نامہ بر کو قتل کر ڈالا
مقرر پڑ گیا کچھ پیچ پیغام زبانی مین

ہوے پر چھٹ گئے ای اشک ہم قید تعلق سے
رہے کیا کیا بکھیڑے چار دن زندگانی مین

قتل عاشق کی خوشی سے خانہ جلاد مین
روح آ گئے ہی مرے رسم مبارکباد مین

پہر چھری رہتی لگی دست ستم ایجاد مین
پھر پڑا صیاد فکر بلبل ناشاد مین

سخت جانی سے مجھے قاتل سے شرمندہ کیا
سیکڑون بل پڑ گئے تیغ ستم ایجاد مین

اوسکے سینے پر نظر آیا جو پستان کا ابھار
قمریان بولین شگوفے آ گئے شمشاد مین

سوز فرقت نے اثر اپنا دکھایا وقت ذبح
پڑ گئے چھالے زبان خنجر فولاد مین

سمجھا دشمن دوست دنیا مین ہوگا دور
پیار سے لوٹا کیا سر دامن جلاد مین

ایک عالم کو اگر کچھ دن یونہی سودا رہا
بیڑیون کی نوبت ہوگی خانہ حداد مین

نالہ پر درد سنکر دل پکڑ لیتے ہین وہ
بارے اتنا تو اثر پیدا ہوا فریاد مین

منہہ مین مرے شیرین نے زبان دی جو شب وصل
سمجھا مین کہ مصری کی ہے اک ڈلی دہن مین

آنکھین تری آنکھونسی ملاتے یہہ مقرر
حیوان کی اک شاخ نہ ہوتی جو ہرن مین

پامال کیا ضد سے عنادل کے گلون کو
پڑ جائین کہین داغ نہ گلچین کے بدن مین

کھٹکا نہ بس از مرگ رہے کرب و بلا کا
خاک در جانان کے جو ہری ہو کفن مین

اک آہ جو کی ہو گئے دنیا تہہ و بالا
دو روز سے خاک اوڑتی ہے چرخ کہن مین

بھولا نہین ابتک وہ رقیبون کا جلانا
جب دیکھتا ہون آگ سی لگ اوٹھتی ہے تن مین

زندہ ہے یوسف تو کنوین سے نکل آئے
وہ مر گیا ڈوبا جو تری چاہ ذقن مین

سمجھا مین کہ خورشید قیامت ہوا طالع
منہہ چاند سا دیکھا جو دوپٹے کی کرن مین

ساقی ہے مئی ناب ہے برسات ہے ہم ہین
گلچھری اوڑا کرتی ہین دن رات چمن مین

یاد آئین نہ کیون اشک مجھی لکھنو والے
وہ شوخیان پائین جو حسینان دکن مین

تلاش بلبل ناشاد مین صیاد پھرتے ہین
چھری کھینچے ہوی دن بھر ستم ایجاد پھرتے ہین

ترقی تھی نہ سودے کی کبھی یہہ موسم گل مین
کہ اب تو بیڑیان کھڑکھڑاتے جلاد پھرتے ہین

ہزارونکو جنون ہے سینکڑون سودائی ہوتے ہین
پری کے بھیس مین جب سے آدم زاد پھرتے ہین

ہمارے ذبح کی تیاریان ہین گھر مین قاتل کے
رقیب اللہ اکبر آج کیسے شاد پھرتے ہین

گلستان جہان سے کوچ ہے فصل بہاری کا
جنون جاتا رہا بیکار اب فصاد پھرتے ہین

گل ولالہ کے تختے باغ مین پامال ہوتے ہین
ادہر ٹہلتے ہین چمن جب وہ سہی شمشاد پھرتے ہین

حق یہ گر ہوتا تو یون سولی دیا جاتا نہ وہ | شک مجھے منصور کے دعوی باطل مین نہین

ڈوب مرتا مین بھی اک مہرہ جبین کے ہجر مین | لوگ کہتے ہین کہ پانی چاہ بابل مین نہین

روی روشن پر جو کچھ چھائیان ہین عیب کیا | یون اگر دیکھو تو دھبا ماہ کامل مین نہین

رنج فرقت نے کیا او ترک صید نیم جان | اب تڑپنے کی بھی طاقت تیرے بسمل مین نہین

سنکھیا سو بار کھائی دم نہ نکلا ہجر مین | میری قسمت کا اثر زہر ہلاہل مین نہین

بے خطر راہ عدم مے پاس زاد و راحلہ | اوس پہ کوسون آدمی کا نام منزل مین نہین

ناچے جس بزم مین آیا پری پیکر مرا | پوچھتا ہے کوئی دیوانہ تو محفل مین نہین

یار رسکا کوئی ہوتا ہے عدم کی راہ مین | ساتھ جو آئے تھے وہ پہلی ہی منزل مین نہین

چٹکیان دلمین گلونکے لیتے ہین نالے مرے | کہتے ہین یہہ درد آواز عنادل مین نہین

دو گھڑی بھی ایک جا تھک کر نہین بیٹھے کبھی | پانون دیوانون کے جبتک سلاسل مین نہین

پاشکستہ کو جو گھر بیٹھے ملے احسان ہے | کو بکو پھرنے کی طاقت تیرے سائل مین نہین

پھانکلین سو چشم تر کی گر عدم کا قصد ہے | سنتے ہین آگے کنوان بھی کوئی منزل مین نہین

ناقۂ لیلی کی وحشت کا سبب کھلتا نہین | شاخ کوئی بید مجنون کی تو محمل مین نہین

خوب مین پہچانتا ہون اوس بت عیار کو | پیار کی ظاہر ہین جو باتین ہین وہ دلمین نہین

مین گرفتار بلا سودائے گیسو تک رہا | اب مرے پاد گلو طوق و سلاسل مین نہین

کھیل مین اولجھا لیا ہے یہہ کسی عاشق کا دل | ڈہونڈنا اوس طفل کم سن کے حمایل مین نہین

افعی مردہ ہے جب سے کیا سودائے زلف | نام کو بھی اب کہین جنبش سلاسل مین نہین

وہی ہم ہین جنون مین راتدن صحرانوردی تہی — یہہ عالم ضعف کا اب ہے کہ دو دو گام چلتے ہین

نشانی کے لئے ہاتہون پہ گل کہائینگے تو ستمین — فقط اے گلبدن اسواسطے چہلا بدلتے ہین

یہہ عالم ہے شب ہجر ان مین اپنی چشم گریانکا — کبہی برسات مین جسطرح سے دریا اوبلتے ہین

عجب حسن صفا اللہ نے اوس بت کو بخشا ہے — بہلا ہم رند تو کیا مال ہین زاہد پہسلتے ہین

اثر ہوتا نہین دل مین بتون کے جا ئے حیرت ہے — مرے نالون سے پتہر موم کی صورت پگہلتے ہین

ہمیشہ یہہ زمانہ بہی نیا نقشا دکہاتا ہے — کہ جیسے ہر گہڑی پہر وے بہی صورت بدلتے ہین

لبون کے وصف مین مضمون رنگین ہاتہہ آتے ہین — دہن ہے ہم دم فکر سخن کیا لعل و گلتے ہین

ترے اعجاز کے قابل جو دنیا مین نہین ہے — او نہین کے نقش قالین شیرین بنکر نکلتے ہین

ثمر الفت کا حاصل ہو نہین اے اشک مشکل ہے
درخت خشک بہی غافل کہین دنیا مین پہلتے ہین

سینے مین کیا ستمگر خنجر کہنگو لیتے ہین — دل ہی یہان نہین ہے کسکو ٹٹولتے ہین

کیا بہر غیر جہٹ پٹ دروازہ کہولتے ہین — جب مین پکارتا ہون پہر وہ نہین بولتے ہین

جاتا ہے جسطرف وہ غماز نگری جہان — گہبرا کے لوگ اپنے پہلو ٹٹولتے ہین

قاتل کا نام لیکر ہر اک پکارتا ہے — عیسی وشون کے کشتے مرنے پہ بولتے ہین

منظور قتل کرنا کس بیگناہ کا ہے — ڈورا اولاہتی کا غصے مین کہولتے ہین

رنگین لبون سے اونکے باتین سے تو کوئی — دلکو یہی یقین ہو دو لال بولتے ہین

اے جان ہر کسیکو یون منہہ نہین لگاتے — انسانکو پہلے عاقل نظرون مین تولتے ہین

کیا ساتھ دے سکیں گے مرا راہ عشق میں
طاقت کہاں ہے خضر علیہ السلام میں

یہاں حسرت وصال میں ہی جان پر بنی
وہاں روز اک کام نکلتا ہے کام مین

کیا پر لگا دیئے مری شبدیز عمر کو
طے منزل حیات جو کی ایک گام مین

ساقی نے ہاتھ کھینچلیا واہ رے نصیب
اپنے سرور بھی نہ جے ایک جام مین

اے حور قصر خلد مین پائی نہ وہ شکوہ
جو شان ہے تری در و دیوار بام مین

اندھوں کی طرح ٹاپتے پھرتے تھے گھر مین
تاریکی اسقدر ہوئی فرقت کی شام مین

صیاد ہنسکے کہتا ہے گیسو ٹٹول کر
اک مرغ دل کسیکا پھڑکتا ہے دام مین

دھوکے سے مرغ دل مرا زلفوں مین پھنسگیا
سمجھا نہ یہ کہ خال کا دانہ ہے دام مین

کیا اشک اونسے ترک ملاقات کیجئے
بدنام ابتو ہو چکے ہم خاص و عام مین

مثال سنبل تر گیسوئے خمدار رکھتے ہین
گلابی رنگ نازک پھول سے رخسار رکھتے ہین

بلا کی ناز آتی ہین غضب رفتار رکھتے ہین
پری وش آدمی کو مار رکھتے مار رکھتے ہین

نیا یہ روگ ہے ہمکو عجب آزار رکھتے ہین
خیال نرگس چشم صنم بیمار رکھتے ہین

بلا آتی ہے مشتاقون پر اکدن جو تم ہو سے
ہر اک سے بے نیازانہ صنم گفتار رکھتے ہین

گر دیپر خفا ہو گئے گھر ہوئے وہ زندہ
نہ کپڑے جسم مین نے سر پہ ہم دستار رکھتے ہین

خرید جسکا جی چاہے پسند آئے تو حاضر ہے
یہہ جنس دل اوٹھا کر اب سر بازار رکھتے ہین

نہین پروا شہر و دشت ہم خانہ بدوشونکو
ڈرین وہ گردش دوران سے جو گھر بار رکھتے ہین

جنونمین خانہ دلدار کی حد سے نہین بڑھتی
عیان ہے عکس یون دانتونکا سینے کی صفائی سے

ہمارے پانون گویا گردش پرکار رکھتے ہین
کہ جیسے آئینے پر موتیون کا ہار رکھتے ہین

سمجھتے ہین برابر اشک ہندو و مسلمان کو
گلے مین اسلیے ہم سبحہ و زنار رکھتے ہین

جو مرجاتے ہین دیوانے ترے دشت و بیابانمین
جنون نے خاک چھنوائی ہمین دشت و بیابانمین
پھنسون سوی ہین عشاق اونکے یاد زندانمین
قفس سے صوت بلبل چلیے شوق گلستانمین
طبیعت رہتی ہی مبہوت ہجر زلف پیچانمین
جلا کر خاک کر دین ہڈیان تک سوز فرقت نے
مری تقدیر یاور تھی جو قید ہجر سے چھوٹا
کسیدن آنکلتا ہے اگر وہ فتنۂ عالم
بری ہوتے ہین او فتادین گرفتاران الفت کے
جو دیوانہ ہے اوس گلرو کا اپنے دلمین کہتا ہے
عجب اللہ نے یہہ خاک کے پتلے بنائی ہین
کیا شرمندہ ظالم سے ہماری سخت جانی نے
تصور اوس حسین کا خانۂ دلمین نہین ہتا

پری بن بنکے آتی ہین ملک گور غریبانمین
بہت اچھے رہے وہ جا پڑے جو کوچ جانانمین
رہا ہے موتیا بند ایک مدت چشم گریان مین
نکلتی ہے بدن سے روح پیچھے کوئی جانانمین
بنائین مرغ دل کا آشیانہ سنبلستانمین
جہنم جیتے جی مجھکو ملا عشق حسینانمین
رگڑ کر ایڑیان مر مر گیے ہین لوگ زندانمین
رہا کرتا ہے پہرون تہلکہ گور غریبانمین
جو قید زلف سے چھوٹے گرے چاہ زنخدانمین
نہین یہہ سنگریزے پھول ہین دامان طفلانمین
ہزارون فلسفی حیران ہین ترکیب انسانمین
تڑپنے مین لہو بھر گیا قاتل کے دامانمین
کیا ہے قید ہمنے یوسف کنعان کو زندانمین

اگر طلب کرے وہ شمع انجمن آنکھین
ہر اک نکال کے رکھہ دے سر لگن آنکھین

بڑی بڑی تو ہین نہ تیری سی جانمن آنکھین
رسیلی ایسی کہان پائینگے ہرن آنکھین

کہلیگا غنچۂ گل کیا ہجوم بلبل سے
حیا سے اور نہ کہولے گی یہ دولہن آنکھین

ہوا ہے اس چمنستان دہر کی بہر جای
جو مجہسے پہیرلے وہ یار گلبدن آنکھین

چمن مین کسکے ہے حسن صبیح کا شہرہ
طلب جو کرتی ہے نرگس سے یاسمن آنکھین

نہ سیر باغ کا کر قصد او حیا تمکین
گلون سے ہے ہمہ تن آجکل چمن آنکھین

موی ہین حسرت دیدار یار مین اے دل
کہلی رہین گی ہماری تہ کفن آنکھین

نہ دل سے جائیگا غربت مین دوستونکا خیال
لگی رہین گی ہمیشہ سوے وطن آنکھین

تمہاری چشم سیہ بوی مشک دیتی ہے
بجا ہے سمجھی ہین جو نافۂ ختن آنکھین

اگر ہو نرگس بیمار یار کو صحت
بنا کے دون تجہی سونیکی برہمن آنکھین

خود اپنے صانع قدرت نے ہاتہہ چوم لئے
وہ دلفریب بنائے لب و دہن آنکھین

ہزارہون انہون اشارون سے قتل ہوتے
بنی ہین نام خدا ترک تیغ زن آنکھین

دوبارہ غسل ہوا مجہکو آب رحمت سے
جو بت کی یاد مین روئین تہ کفن آنکھین

بجاے شیر روان آنسوونکی نہرین ہین
بنی ہین کاوش مژگان سے کوہ کن آنکھین

تمہارے کوچہ مین لٹتے ہین قافلے دل کے
بنی ہین جانکو لوگونکی راہزن آنکھین

خدا نے شرم کا پتلا بنایا اوس بت کو
حیا سے اوٹھہ نہین سکتین دم سخن آنکھین

تپے رون سے نکلتے ہین بنکے آگ آنسو
جلائین گی سرا دامن پیرہن آنکھین

۱۹

... جیسے موسی کی دعا سے ہوی دریا مین
صاف دو پہول کنول کے نظر آجاتے ہین
کہولدیتا ہون جو مین دیدۂ تر پانی مین
پاس عزت ہو تو انسان کوئی عجب ... پانی مین
آبرو کے لیے رہتے ہین گہر پانی مین
جوشش گریہ سے ... کیا وحشت ہے
راتدن پہرتا ہون مین ...

یار دریاے فنا سے ہوے ہم مر کر — سخت تر ہوتی ہے ایذاے سفر پانی مین
کیا دکہائی دے او بحر الم مین ہو جو غرق — کام کرتی نہین انسان کی نظر پانی مین
جاکے دریا مین عریضہ یہہ بہا دے قاصد — تا رکیطرح پہنچتی ہے خبر پانی مین
پہلجہڑی کا نظر آتا ہے تماشا شب ہجر — آہ سوزان سے جو کرتے ہین شرر پانی مین
حرص گر چشمہ حیوان کیطرف لیجائے — آب شمشیر کا پیدا ہوا اثر پانی مین
اے سہی قد نہ دکہا پنجہ رنگین اپنا — جہک گئے شرم سے مرجان کے شجر پانی مین
ڈوبنے پر بہی مکافات عمل سے نہ چہٹے — تپش دل سے ہے ایذاے سفر پانی مین

اشک کسطرح نہ بہا گون مین محیط غم سے
خوف سے ہوتا ہے اب آب جگر پانی مین

سچ تو ہے سوداے زلف یار لیکر کیا کرین — سر نہین رکہتے ولا بیگار لیکر کیا کرین
جان دی تہی اس تمنا مین کہ ہونگے دریہ دفن — پہر قد جاپس دیوار لیکر کیا کرین
پہر قتل عاشقان کافی ہے اک برق نگاہ — سچ ہے وہ خنجر چہری تلوار لیکر کیا کرین
ناخن پاے حنائی چومنے کا شوق ہے — بوسہ ہاے ابروی خمدار لیکر کیا کرین
کور آنکہین ہون اگر تجہکو نہ دیکہین جان جان — چشم بینا طالب دیدار لیکر کیا کرین
اے طبیب چاہیے درد جدائی کی دوا — نسخہ اکسیر ہم بیمار لیکر کیا کرین
عکس دندان سینے پر مالا ہے مروارید کا — مول پہر وہ موتیون کا ہار لیکر کرین
نشتر مژگان جنہین تو ذائقہ دلکو ملے — آبلے منہہ مین زبان خار لیکر کیا کرین

91

یہہ باعث ہی جو کان حسن کہتی ہین یا وہ نہین عشق
تکلف مین جواہر پارہ وہ اندام رکہتے ہین

پہرے کعبے سے مفلس ہو کے ہم فصل بہار مین
کسی مغ پاس ہین اب جامہ احرام رکہتے ہین

وہ ہے ترک کرکے اشک گو بیٹھے مرے گہر مین
ابہی تک غیر رسم نامہ و پیغام رکہتے ہین

دل پر آفت آئی عشق زلف عنبر فام مین
قافلہ لوٹا گیا اپنا دیار شام مین

آسمان سے باتین کرتی ہی صنم کی چہت
کسقدر اللہ رفعت ہی تمہارے بام مین

مرتبہ جمشید کا حاصل ہوا مجہہ رند کو
سارے عالم کا تماشا دیکہتا ہون جام مین

عشق کامل ہے جنہین آفت ہی وہ ڈرتے نہین
بلبلین پہنستی ہین خود صیاد کے گلدام مین

میٹہی نظرون سے اشارہ کر تو انکہین چوم لون
ذائقہ شکر سے ہوتا ہے سوا بادام مین

صورت نمرود سب کا ناک مین دم کر دیا
قہر کا پشہ ہے تیری تیغ خون آشام مین

تختہ لالے کا کہلا ہے سنبلستان مین کوئی
یا دل پر داغ ہے اوس زلف عنبر فام مین

بولے سب ہے برج آبی مین نزول آفتاب
غسل کو جسدن قدم رکہا گیا حمام مین

ڈہ گئے قصر و مکان اسطرح سیل اشک سے
جسطرح گرتے ہین گہر برسات کے ہنگام مین

نیک باطن ہی مرا ظاہر مین ہون سب سے برا
شاخ گل کیطرح کانٹے ہین تمام اندام مین

ہجر کے سامان بند ہو را تو نگی نیند ین اور گری
تفرقہ ڈالا فلک نے راحت و آرام مین

جان دیتے ہین مسلمان اوس صنم کے نام پر
آج کل ہے بت پرستی کا رواج اسلام مین

لیجلے دنیا سے ولیکن حسرت بوس و کنار
قاصدون کے پانون ٹوٹے نامہ و پیغام مین

جسم مین پیدا ہی سرسے ہوی تاب و توان
آگئی جب دم شراب روح پرور ہاتھہ مین

فصل گلمین یون نکالین واعظونکو شہر سے
دوش پر ہر اک کے سجادہ ہو بستر ہاتھہ مین

قتل ہوتے ہین ہزارون دیکھکر انگا قصور
اونگلیونمین یار چہلے ہین کہ چکر ہاتھہ مین

گر مجھے کوئی اوٹھا لیتا ہے کہتے ہین لوگ
پیکر تصویر ہے یا جسم لاغر ہاتھہ مین

یہہ اشارہ تہا کفن سے ہاتھہ باہر ہین مرے
دیکھہ لو کچھہ لے نہین جاتا سکندر ہاتھہ مین

بعد مرنیکے ہوائے کبر سے خالی ہین سب
دیکھہ غافل کوئے لیکر کاسہ سر ہاتھہ مین

فی الحقیقت حاجت شمع نہین کیا رقص مین
اونگلیان ہین دس چراغ ای نور پیکر ہاتھہ مین

دست رنگین مین ہمارا یہہ دل پر داغ ہی
یا کوئی پہولون کا گلدستہ ہی دلبر ہاتھہ مین

عشق بازی مین کسیکا زور کام آتا نہین
سیم تن قابو مین ہین جبتک کہ ہی زر ہاتھہ مین

عکس روی آتشین یار سے تزئین کے وقت
آئینہ چاندی کا بنجاتا ہے مجمر ہاتھہ مین

فیض صحبت سے حسینونکے ہنر ہی عیب بہی
بنگیا دزد حنا سر و صنوبر ہاتھہ مین

آئینہ کیونکر نہ سمجہین ہم ہتیلی کو تری
صورت جوہر لکیرین ہین سراسر ہاتھہ مین

یوسف مصری کا ہوتا ہی گمان اوس شخص کو
دیکھتا ہے جو تری تصویر لیکر ہاتھہ مین

شوق مین جلاد کے روز قیامت گر پڑا
یاد ہے مجھکو لیے تہا خون کا خنجر ہاتھہ مین

ہین عجب نیرنگیان صیاد کی ہی حسن کی
بنگیا طاؤس آتے ہی کبوتر ہاتھہ مین

آج تک وحشت سے سودا ہے مزاجونکو ترے
ایک دن لے لی تہی یہہ زلف معنبر ہاتھہ مین

اللہ اللہ کیا بتان نادانکو ہی الفت کا جوش
دل کہلونے کیطرح رہتا ہی دنکا ہاتھہ مین

تپش غم کی حقیقت کوئی ہم سے پوچھے
دل جگر پہلو میں اپنے نہیں انگارے ہیں

سنبلستان کو سمجھا ہوں دھوان اٹھتے ہیں
پھول شاخونپہ دہکتے ہوئے انگارے ہیں

ایسے موذی ہیں کا فسون نہیں چلتا جن پر
سانپ والے بہت اون گیسوؤن کے ہارے ہیں

بار عصیان ہو کوئی مجھ سا اوٹھانیوالا
پیٹ پر نامۂ اعمال کے پشتارے ہیں

جو گرا چاہ ذقن میں نہ ملا اوسکا پتا
ان حسینونکے زنخدان نہیں اندارے ہیں

آہیں کرتے ہیں پس از مرگ تو ملتی ہے یہ
تیرے عشاق کے مرقد نہیں گہوارے ہیں

انگئی گرد کدورت سے موئے پر عاشق
سمجھو مردہ نہ انہیں خاک کے پشتارے ہیں

کاٹ دیتے ہیں ہمیں سر جو نہیں ہو منظور
جان سے اپنی زیادہ وہ ہمیں پیارے ہیں

بعد مردن بھی نہ صیاد اونہیں چھوڑیگا
دام الفت میں گرفتار جو بیچارے ہیں

جان و دل کا جو ضرر ہے کی محبت میں ہوا
وصل ہو جائے تو سمجھوں کہ بھی کفارے ہیں

منہہ پر اب اشک رہا کرتے ہیں زلفونکی نقاب
ابر تیرہ میں نہان چاند سے رخسارے ہیں

حسن کے پر تو سے ہو دریا روان آئینے میں
جوہرونکی بھر رہی ہیں مچھلیان آئینے میں

عکس مژگان سے ہو گویا نیستان آئینے میں
بنگئی ہیں شیر دونون پتلیان آئینے میں

ہے عجب تازہ بہار بوستان آئینے میں
روکی رنگینی سے ہے یہہ گلفشان آئینے میں

روح اسکندر کے صدقے حسن پر ہونے لگے
بن سنور کر اوس نے منہہ دیکھا جہان آئینے میں

رات دن کسکے رخ شفاف سے ہے سامنا
پڑ گئیں خجلت کی ماری جھائیان آئینے میں

بلبل تصویر بھی نالان ہے [illegible] آئینے میں
[illegible] گلستان [illegible] آئینے میں
[illegible]

٩٣

کیا اوتر آیا ہلال آسمان آئینے میں
ناتوان ایسا ہوں دیکھی شکل جو صبح فراق
بن لیا ایک تن کا استخوان آئینے میں
مجھکو بھی کیا چشم سخن گو سے [illegible]
ہیں اشاروں سے جو باتیں [illegible] آئینے میں
[illegible] داغ تجلی کے دم تزئین ہی لطف
جلوہ گر یاقوت سے ہیں چینیان آئینے میں
سانپ پانی میں نظر آنے لگا لہراتے ہوئے
پھول دیکھو زلف بہر امتحان آئینے میں
[illegible] زوال حسن میں موقوف ہے باغ تن
[illegible] خزان آئینے میں
[illegible]

جان دینے کا کیا قصد ترے دانتون پہ
اسکو میری محبت پہ نظر کچھ بھی نہین
راز دان ہیچ ہائی صبح کی رہا کرتی ہے
وہ تجلی ہے کہ خورشید و قمر کچھ بھی نہین
داغ دل دیکھ کے سب کہتے ہین ماشاء اللہ
کیمیا ہین سبزہ کی جا ہم سحر کچھ بھی نہین
وحشت اگر تجھ و حشت جنون سے یہ
ہم آئے ہین زمانے کے ہنر کچھ بھی نہین
تجھ الفت کا جو ہوا تو ہوا تجلی جنون •

کہان ہیمسے کی کبھی ہے مگر کچھ بھی نہین
اشک اچھا کیا تمنے جو نکلی فکر کمال
قدر دان جب نہ کوئی ہو تو ہنر کچھ بھی نہین
جنون کیا آگے ہیست دم گریبان آستین دامن
چڑہانے قہر مجنون پر گریبان آستین دامن
ہےہے وقت جنون اگر گمیان آستین دامن
ہزارون اور کوئی تہمت گریبان آستین دامن
کہ ہے خون سے ہین تر گریبان آستین دامن

۹۴

وحشیون کو خبر شام و سحر کچھ بھی نہین	کام پہرنے سے ہوا آشہہ بہر کچھ بھی نہین
کوئی رہنے کی جگہہ ہے یہہ مکان دنیا	جس خرابی مین نہ دیوار نہ در کچھ بھی نہین
فبح ہوتے ہی مجھے لیگئے جنت مین ملک	کوئی جانان مین نشان تیغ و سر کچھ بھی نہین
دم اولجھتا ہے لحد مین تو یہہ دل کہتا ہے	جسمین انسان کو وحشت ہو وہ گھر کچھ بھی نہین
حور وش کو مری کیون لوگ پری کہتے ہین	نہ تو صورت ہی نہ سیرت ہی نہ پر کچھ بھی نہین
زرد ہو ہو کے موی سبز خطونکے عاشق	اسی بوٹی مین سمجھتے تھے اثر کچھ بھی نہین
خواب غفلت مین ہین کیا شہر خموشان والے	رہ گیا قبر پہ کون آکے خبر کچھ بھی نہین
تجربہ ہو نے برا حوال کہلا سنتے ہین	اس محبت ہی مین سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین
پیار سے مین نہین کرتا ترے دانتونکی ثنا	ہو د صدف منہہ سے کہو آب گہر کچھ بھی نہین
صبح پیری کا بھی کیا نور ہے اللہ اللہ	مرے بول اوٹہہ ین کہ کافور سحر کچھ بھی نہین
ڈوب جائیگی یہہ دنیا نہ رولا اتنا	سب کو کہنے دو مری دیدۂ تر کچھ بھی نہین
ڈر کے بہاگے جو رقیبون کو ذرا للکارا	لطف یہہ ہے کہ یہان تیغ و سپر کچھ بھی نہین
لوگ کہتے ہین کہ ہین موی میان رکھتے ہین جو	تمنے سو بار ٹٹولی ہے کمر کچھ بھی نہین
درہم داغ جنون رکھتے ہین مرنیوالے	کون کہتا ہے یہان زاد سفر کچھ بھی نہین
لطف ہے ہمکو خدا بخشد یہ زاہد دیکھین	ہوا دہر گلشن فردوس او دہر کچھ بھی نہین
نقش بر آب ہین اسباب خرابات جہان	کس طرف بہنے کا ہے قسمت خود ہر کچھ بھی نہین
اب بنا دیگا نشانہ کسے او تیر افگن	دل ہی پہلے سے مرا ہی نہ جگر کچھ بھی نہین

[illegible]

[illegible]

سوا ہی بیکسی اب روکنے والا نہین کوئی
مرے خون سے بھرا خنجر گریبان آستین دامن

صبا زکر نہ ہم دیوانگان کنج عزلت کو
لیئے پھرتی ہی کیون در در گریبان آستین دامن

کچھ ایسے ناتوان ایسے ہوئی فصل بہاری مین
کئے ہین چاک مر مر کر گریبان آستین دامن

ہمیشہ رنج پہنچا ان حسینونکی محبت مین
رہے اشکون سے ہر دم تر گریبان آستین دامن

نہ کا ہاتھہ اپنا گردشت جنون مین ناتوانی سے
لئے کانٹون نے بڑھ بڑھ کر گریبان آستین دامن

ہرا اک بہہ بیٹا ہے تیری دیوانیکی تربت کا
پڑے ہین قبر کے اوپر گریبان آستین دامن

کوئی کرتا پرانا دے کفن کو اپنے لاغر کے
فقط درکار ہین دلبر گریبان آستین دامن

چھٹے قید تعلق سے بھلا ہوا آہ سوزان کا
جلے شب بھر مع بستر گریبان آستین دامن

بچا اس بوجھ سے اے دشت وحشت ناتوانونکو
بہت دینے لگے لنگر گریبان آستین دامن

جنون مین گر کبھی زور ون پر اپنی ناتوانی ہی
بنینگے سد اسکندر گریبان آستین دامن

وہان اے اشک رہے زعیت تھا وہ محو آرائش
ہوئی پرزے یہان دن بھر گریبان آستین دامن

عجب کیا ہے کہ سلطان سے ملے فقر و نگین
نقوش ہین کوئی سنجر کی حصیر و نگین

ہر ایک تخم سے ہے آزاد گوشہ گیر و نگین
ملین گے ہم ہوئی تیری زلف کی اسیر و نگین

ہون بادشاہ اولوالعزم ملک وحشت کا
ہین قیس و کوہکن ادنی مرے وزیر و نگین

نگاہ ناز سے چھلنی ہوا ہے سینہ و دل
یہہ توڑ پھوڑ بتا کہان ہے تیر و نگین

اشارہ کرنے مین چلتے ہین ناوک دستے
شمار ہی تیری ان انکھیونکا تیر و نگین

[illegible]

جانتے ہین تجھکو ہم موجود ہر شئے مین صنم
قدرت سے تیرا شرارہ سنگ خارا مین نہین
موہنی تو ان بتون کی چشم زیبا مین نہین
آجکل ساری خدائی شیفتہ آنکھون کی ہے
سلک مروارید کیا عقد ثریا مین نہین
آئے دانتون سے صنم پانی کی [illegible] آب
دل ہمارا یار کی زلف چلیپا مین پھنس
وار ہم پہ حضرت منصور لٹکائے گئے
کیا خدا ہے کعبہ مین ہے زاہد کلیسا مین نہین
معرفت ہو آدمی سجدہ [illegible] چاہئے کر

سیکڑون زندہ کیے جان بخش سے تو نے ہین [illegible]
اندنون بالکل شفا دست مسیحا مین نہین
ساقی کا عکس عارض تابان شراب مین
گویا کہ آفتاب ہے اک آفتاب مین
پھولون کی آج صاف جھلک ہے شراب مین
کیا گل کھلا رہے ہین ساقی گلاب مین
بگڑی بہت زمین مگر کچھ نہ ہو سکا

تجسس مین زمانہ عاشقون نے جہان پایا ہی
یہہ بت ہرجائی ہین پیمانہ چھوڑا نہ چھوڑینگے
گذرگاہ جہان مین یون بسر کی زندگی ہمنے
ندی جان اپنی ان زہرہ جبینونکی تجسس مین
ہوئی پیہم پہ سنگ آتا ہی گردن جا عبرت سے
لگا ئے زخم کس نازو ادا سے سینہ و دل پر
گذرتا ہی یہان دن مثل مجنون دشت گردی مین

وہ تصویر خیالی کیطرح ہر دل مین پھرتے ہین
کہین آنکھون مین رہتے ہین کسیکے دلمین پھرتے ہین
مسافر جسطرح بھولے ہوے منزل مین پھرتے ہین
فرشتے دیو کیصورت چہ بابل مین پھرتے ہین
پیالے کسکے ہتی کے کف سائل مین پھرتے ہین
ترے خنجر کے حرے دیدۂ بسمل مین پھرتے ہین
او نہین کیا چین سے بیٹھے ہوے محمل مین پھرتے ہین

نظر آتے نہین سے اے اشک ایسا جسم لاغر ہے
برنگ بوی گل ہم یار کی محفل مین پھرتے ہین

غزل

کون تیرے ہاتھ سے ہر وقت ایذا مین نہین
چھو لیا جس قالب بیجان کو تو نے جی اوٹھا
کیا دل عاشق سے نسبت غیر کے دل کو بھلا
درد فرقت سے مری قالب مین گھبراتی ہے روح
چار ہی دن مین زمانے کو ہوا یہہ انقلاب
آجکل دونون پڑے ہین آستان یار پر
حور جنت نے کہان پایا بھلا اونکا سا حسن

کوئی تجھسا بھی بلا کو یار دنیا مین نہین
یہہ کرامت اے صنم دست مسیحا مین نہین
یار کعبے کا شرف ہرگز کلیسا مین نہین
غیر کیا اپنا شریک حال ایذا مین نہین
تخت کیسا بوریا بھی طاق کسریٰ مین نہین
خضر صحرا مین نہین الیاس دریا مین نہین
پائی جو اوس قد موزون نے وہ طوبیٰ مین نہین

[illegible] خراب مین
[illegible] کا عالم [illegible]
نقش حباب زیست کا عالم خراب مین
مین نقش کالعدم ہون جہان [illegible]
[illegible] سلسلہ [illegible] گلاب مین
[illegible] جہان [illegible]
[illegible] دریا [illegible]
[illegible] بیٹھا [illegible]
[illegible] شراب مین
[illegible]

سگ استخوان مرے لیئے پھرتے ہین کو بکو
سودا جو بڑھ گیا ترے حسن ملیح کا
چالاک ہے یہہ توسن عمر روان مرا
انجام کار موت ہے اہل غرور کو

ہر روز انقلاب ہے اک انقلاب مین
نمک کو مزا ملا مرے دل کے کباب مین
بہالون اور ترا قدم جو ہین رکہار کا
ٹھیکا ہوا جو سماوی حباب مین

محشر مین زاہدون سے ہوئی اشک باز پرس
تہے ہم گناہ گار بہلا کس حساب مین

دیا دہو کا چمک کر ابروی خمدار زرافشان
لکہا اپنا حال دل اوس سیم تن کو آج لکھنا ہے
ادہر کہنچا گریبان ہوتے ہم بیگنا ہونکا
ہوا برباد جلکر خرمن ہستی رقیبون کا
قفس سے دیکھیئے فولاد کی کیندن سائی ہو
ہزارون ہی نظر آتے ہین جنگو سنبلستا ہمیشہ
لہو سے میری ہولی کھیلتا ہے روز وہ گلریز
در دندان جانان کا جو دہیان آتا ہی قمر
دکھاتے ہین تماشا خال و ابرو حسن کا اوسکی
گدائی در تری چاندی کو بھی ہتی سمجھتے ہین
سخاوت بھی عمل تسخیر کا ہی اہل دولت کو

مین سمجھا ترک کی تلوار ہین جو ہیری زرافشان
منگا یا چاہیئے بازار سے کاغذ بہی زرافشان
اودہر لی میان سے اوس ترک نے شمشیر افشان
گرے جب برق کہوتی مری آہ شرر افشان
ہوی ہین بلبلو نکے خون سے سنبل بہی افشان
چمکتا ہے جو بالون ہر مرا اشک قمر افشان
نہ کیونکر ہون بہلا سقف و زمین دیوار و در افشان
برستا تی ہے نیسان کیطرح چشم گہر افشان
بعینہ چاند تارے ہنگئی بہر کے اگر افشان
پڑی ہی سینکڑون آو سے میان رہگذر افشان
عزیز خلق ہوتا ہے بہت نخل ثمر افشان

عذر رالو ... آزادہ بادی بہار یار تری ... رفتار مین
نقش پا ہی ہم وہان چھپے ہین جسم زار مین
... ہین صدا مین ... گل ... ساکنان کو دو ... رفتار مین
... شطائی نظر آتے ہین ... ناز بلبل کے ... دیوار مین
... پیا ... سے صفا ہو خانۂ دل ... پیمار مین
... گر ... کی نہ جب طاقت رہی پیمار مین
... پری کو ... کسوقت آمادہ ہے
... صحبت ... رکھہ یا بازار مین
... مین پہلو دل ... نکلا ...

جہان مین اپنا وجود و عدم برابر ہے	عجب نہ ہے کہ ہوی نقش و نگار ہم بھی ہین
صدا یہہ آتی ہے جم کی لحد سے بعد فنا	کہ ایک جام کے امیدوار ہم بھی ہین

تمہارا اشک نہین اونکے عاشقون مین شمار
تم اپنے منہہ سے کہو بار بار ہم بھی ہین

معجزہ یا سحر ہے کچھہ یار کی گفتار مین	ساری تصویرون کو جنبش ہوگئی دیوار مین
وہی خوشی سے جان عشق ابروی خمدار مین	حور کی صورت دکھائی سوتے تلوار مین
خون کے قطرے ہین یا گل زخم دامندار مین	ہے چمن بندیکا جوہر ترک کے تلوار مین
وہ مسیحا آگیا جسدن مرے گھر کی طرف	ساری تصویرین لگین پھرنے در و دیوار مین
اک پری پیکر نظر کے سامنے پھرنے لگا	بند کرلی آنکھہ مینے جب خیال یار مین
یا حسرت ہے مجھے بھی لیلی و مجنون کیطرح	ایک جا میری تری تصویر ہو دیوار مین
دل صنم خانہ تصور سے بتون کے ہوگیا	بنگلے پر یونکی تصویرین در و دیوار مین
کیون نہو اے بت تری ماتھے کا ٹیکا آفتاب	جلوہ تار شعاع مہر ہے زنار مین
محتسب بیٹھا ہو دروازے کا رستہ روک کر	یہان تک دیوار سے پہونچے خانۂ خمار مین
پینے پر مینا بنایا چاہتے ہین مئے پیچ	ریش قاضی کھنچ رہی ہے خانۂ خمار مین
دیکھئے کسدن یہہ شیشے سے نکلتی ہے پری	روح گھبراتی ہوئی پھرتی ہے جسم زار مین
پھول مین پھولا اوسے اٹکل جیسے ...	ہو دل پر داغ کا طرہ تری دستار مین
بعد مرنے کے نہ آیا تو جو لاشے پر مرے	دیکھہ لے آنکھین کھلی ہین حسرت دیدار مین

اوسکی خلوت تک ساقی روح نکلی بعد مرگ
اب تماشا دیکھئے ابدال یار کے دیدار مین
جہان نکلے دیکھا جو اوسکو ... ہم ولیکن کہان
پھول نرگس کے ہرے ہین روزن دیوار مین
اوسکے دانتون کے تصور مین ہین آنکھین ...
اشک ہے موتی کی معدن جسم گوہر بار مین
اک آفتاب ہے پر تو فگن ہالون مین

[illegible]

دیکھے پائین جو پس از مرگ سنگ کوے صنم
بہی دہڑکا وہ نہین رہتا ہی جو ہین اہل کمال

استخوان میری تبرک کیطرح بٹ جائینگے
چاند کیطرح نہ ہم بڑہ کے کہین گہٹ جائینگے

تیغ ابروے خوش اسلوب کہتی ہین یاشک
دیکہکر جسکو سپر زاد بہی کٹ کٹ جائین

دل عجب کیا ہی سبزہ خط سے عذار ہین
چشم سیہ پہ کیا دل عاشق نثار ہین
بورہ روونکو شیر کی آتی ہے صبح دم
سبزہ و چمن کی تمنا مین مر گئے
ہے موسم خزان مین بہی عالم بہار کا
وارفتگی جہنکاتی ہے زندان قدم قدم
دوش ہوا پہ ہونگے جنازے پس از فنا
اپنی سمجھ مین آئین تو سلجہین یہہ گتھیان
دندان و لب ہین لعل و گہر خط زمردین
گل سیر مین چڑہاتے ہین پہولونکی چادرین
پہیلائی پانون سوتے ہین دیوانگان عشق
زانو پہ حسن ہے لب و دندان کے عکس سے
پہانسی ہماری وحشت دل ہو رہی ہے آج

مصحف کے دو ورق یہہ نہ مژدگان ہین
ان آہوونکے شیر نیستان شکار ہین
کیونکر نہو تری شہیدونکے مزار ہین
مرغان باغ کشتۂ فصل بہار ہین
داغون سے اپنے قلب و جگر لالہ زار ہین
گرد و غبار وادی وحشت حصار ہین
وہم و خیال سے بہی سبک جسم زار ہین
باتین بہی گیسوونکی طرح پیچدار ہین
بت اس صنم کدے کے جواہر نگار ہین
دولہا بنے ہوے شہیدونکے مزار ہین
پہولونکی سیج وادی وحشت کے خار ہین
ہیرے کی تختیان بہی جواہر نگار ہین
الجھے ہوے گلے مین گریبان کے تار ہین

دامان و جیب رو کش ابر بہار ہین
ہجر بتان سے دل تہ و بالا ہے اندنون
طوفان مین جہاز سے بے اختیار ہین
سیدہی سڑک تھی خضر جو ظلمات تک گئے
پہ کیو نہ جانے زلف بڑی پیچدار ہین
طاؤس کے شکار کو نکلا ہے آج ترک
ہاتہون پہ عاشقون کے دل داغدار ہین
پیتے ہین تیونکے وصل کی دولت سے ہون غنی

رہے جو یاد زلف میں جنگل جہنک گئے | آنکھیں یہہ اشک سے بر نہیں مشکبار ہیں
زینت پسند ہوتے ہیں ظالم بھی دہر میں | دستے جو خنجروں کے جواہر نگار ہیں

لکھتے ہیں شعر یار کی آنکھوں کے وصف میں
اے **اشک** ہم بھی شاعر جادو نگار ہیں

گئے ہم سوختہ قسمت کبھی گر دل کی الجہن میں | چمن میں آتش گل نے لگا دی آگ دامن میں
خوش الحان چمن کے دیکہنا دم بند کر دینگے | قفس لٹکا دیا جس روز اپنا کنج گلشن میں
ترے دانتوں سے الفت تھی جو ای جان جہاں لگو | ہوا ہوں دفن بھی بعد از فنا مسّی کی معدن میں
سوی زندان مجھے زنجیر پا بڑہنی نہیں دیتی | لئے ہیں سنگ مقناطیس کیا اطفال دامن میں
ہمارے نالۂ رنگین کہاں سے لائیگا کوئی | بھلا پائی ہے کس نے پرورش گلچیں کے دامن میں
نہیں ممکن کہ شیرینی تمہاری سی کرے پیدا | زبانیں ایک کی جا دس اگر ہو جائیں سوسن میں
ہوا ہوں شیفتہ جس روز سے اک سرو قامت کا | پڑا ہے طوق قمری کی طرح اپنی ہی گردن میں
جہپک جاتی ہیں آنکھیں دیکھکر زندان میں کس کے | بہرا ہے تو نے کیا ساقی صراحی دار گردن میں
مجھی پر جب تب یہہ آسمان بجلی گراتا ہے | کوئی پوچھے تو اس ظالم سے کیا آئی ہے خرمن میں
لحد میں جا کے بعد از مرگ عاشق چین سے سوئے | رہے آغوش مادر کی طرح آغوش دشمن میں
نجائیگا مزا بعد از فنا بھی عشق بازی کا | رہیں گے راتدن جو روتے جلتے اپنے مدفن میں
تصدق میں تمہارے مال و زر تھوڑا کمایا ہے | کئی سونے کی دیواریں تو ہیں دیر برہمن میں
ترے گیسوے پیچاں کی محبت میں ہوا ہوں میں | کوئی افعی کا جوڑا چھوڑ دینا میرے مدفن میں

۱۰۱

کیون تماشا ہین لعل و زمرد نگاہ مین
چاک بتانے لگا لوگون سے گریبانون مین
پھول پہنے ہوئے نکلین جو وہ کانون مین
شانہ دشمن پہ بھی شک دست کا ہوتا ہے مجھے
تری آواز بھری جاتی ہے مرے کانون مین
بازار کو آتا ہے جو وہ یوسف حسن
لوگ منہہ دیکھکے رہجاتے ہین دکانون مین
راستہ وادی وحشت کا نہین بھولے ہم
خضر جیسون سے ملے ہین تری دیوانون مین
سرخ ہوتی ہے نہین عکس رخ رنگین سے
لعل و یاقوت سے بندے ہین ترے کانون مین
غم سے زندان مین نہ سر پھوڑ کے مرجائین
دو گھڑی کے لیے جا بیٹھئے دیوانون مین
بادشاہون کے جہان تخت رہا کرتے تھے
آجکل چغد کے مسکن ہین ان ایوانون مین
اک زمانہ مرے محبوب کا وارفتہ ہے
ہین فرشتے بھی ادس شمع کے پروانون مین

١٠٢

نگہہ ناز کا ہے کوئی پوچھے احوال
توڑ جاتی نہین برچھی کی برابر گردن
دیکھیے آتا ہے کب ادہر کا ہنگام
پوچھا جاتا ہے مرے خون کا محضر گردن
روز دو چار لہو ڈال کے مرجاتے ہین
سحر کرتی نہین وہ چشم فسون گر گردن
پیچھے اک روگ لگا ہے جو کہن سالی کا
فلک پیر کو آتے نہین چکر گردن

اشک دم ناک مین ہے اپنے لبِ آتش
غمزہ کرتا نہین بیجا وہ ستمگر گردن

دیوانے لوگ دیکھتے ہوتے ہین راہ مین
جادو بھرا ہے کیا تری چشم سیاہ مین
ہین ناتوان سماؤن بتون کی نگاہ مین
یارب وقار کوہ کا پیدا ہو کاہ مین
پہنچا ہے کون منزل مقصود عشق تک
بیچارے خضر ٹاپتے پھرتے ہین راہ مین
ہم لوگ رہنے والے ہین کوی نگار کے
جنت سمائیگی نہ ہماری نگاہ مین
تہانیون اگر نہ اپنے دل دردمند کو
چکرا کے بیٹھ جاے فلک ایک آہ مین
نازو ادا سے کیا وہ چلے برچھیان چلین
بسمل ہے لوٹتے ہین پڑے لوگ راہ مین
ہم بھی یہان سے کچھ سلامت نجائینگے
لے آئی ہے اجل ہمین اس صیدگاہ مین
کہتا ہون ترک کے صف مژگان کو دیکھکر
کیا کیا جوان تیر فگن ہے سپاہ مین
ابنائے روزگار سے بہاگون نہ کسطرح
یوسف کو بھائیون نے گرایا ہی چاہ مین
رہتی ہے یاد اک بت بالا بلند کی
عالم ہے سرو ناز کا اپنی بھی آہ مین

وارفتہ خط سبز ولب سرخ کا ہون **اشک**

[illegible]

غزل

[illegible]

چھوڑ کے سجادۂ طریقت کا نہین صورت پرست
صوفیانہ وجد ہے ہر نعرۂ تکبیر مین

ناتوانی مانع سیر چمن برسون رہی
مدتون اولجھا رہا طوق گلو زنجیر مین

معجزے ہین او بت کافر تری باتین نہین
لب ہلے جان آگئی ہر پیکر تصویر مین

جیتے جی کیا کیا دل ناکام مین تھین حسرتین
بعد مرنے کے کھلا کچھ بھی نہ تھا تقدیر مین

حلق سے نیچے جو اوتری سر بسمل ہو گئی
ہے اثر آب خنک کا ترک کی شمشیر مین

دام زلف یار مین اولجھا ہوا ہی طفل دل
پانون یوسف کا ہے گویا حلقۂ زنجیر مین

کام اپنا کر گئی اوس ترک کی ترچھی نگاہ
دل جگر دونون نشانہ ہو گئے اک تیر مین

صبح کو ہاتھون سے دل پکڑے ہوئے ہو آمادہ شوخ
کچھ اثر ہوتا جو اپنے نالۂ شبگیر مین

ہے بنے ہی شیرین و شونکی عشق مین کاٹے پہاڑ
دست و پا ماری بہت تدبیر جوئے شیر مین

سرد مہری کا حسینونمین ہوا ہی اب رواج
برف باری ہو رہی ہے آجکل کشمیر مین

دیتی ہی جھنکار بیڑی کی بہار کیا دیان
بیٹھے ہین دولہا بنے ہم خانۂ زنجیر مین

قدرت اللہ ہی حسن بتان نازنین
نور کا عالم سراپا ہے ہر اک تصویر مین

کیا کہون جو آج قاتل سے ندامت ہی مجھے
سخت جانی سے گرہ بل پڑ گئی شمشیر مین

چہرۂ خورشید کا ید بیضا ہی فیض حسن سے
معجزہ موسی کا ہی دست بت بے پیر مین

تاک مین دم صورت نمرود کس کا نہین
قہر کا اثر ہی او قاتل تری شمشیر مین

جو خدنگ آیا ہمارے استخوان مین رہ گیا
ترک نے کیا پر لگائے ہین ہما کے تیر مین

چاندنی بے یار راتونکو جلاتی ہی ہمین
دھوپ کی تاثیر ہے مہتاب کی تنویر مین

١٠٣

دل کو میری کبھی ہوگی نہ تری الفت سے سیر
کیا جو ابرو نے کہا تو نکلنے کا نہین
یہ وہ بیتیشہ ہے گھر سے ہو دو
کون گھر جائیگا باغ سے سحر ہونے دو
اے صنم نام خدا سے ہمین چلنے کا نہین
یار سے ہجر مین روشنی قسم کہا ہے
تم نکلجائیگا اک روز فراق
نکلا تب آج کسی کا حسرت سے
قمری رفعتو کی محبت ہی بنا بیٹھی ہے
میری آہ جو نکلا کبھی رنگ بدلنے کا نہین
دم نکلجائیگا اک روز اسی حسرت مین
تا قیامت قاتل کا تیغ کبھی چلنے کا نہین
اوس سے کہدو تک تو رسائی ہو کسی صورت سے
بدلے وصل کا وعدہ کبھی ٹلنے کا نہین
خوف کیا مجھکو موذن کی فغان سے شب وصل

قاتل کا رقیبون پر کیا رعب نہین چھایا	واں خوف سے سینو نمین ہاتھون ہی وچھلتے ہین
ہے خون شہیدان سے گر رنگ مین گو سوسن	ہولی مین بہلا ایسے کب رنگ اوچھلتے ہین

لاحول ولا قوت تقدیر کہان لائی
ای اشک چلو پہلا اب ہم بھی نکلتے ہین

مر کے بھی کوی صنم سے مین نکلنے کا نہین
دل مرا حور بہشتی سے بہلنے کا نہین

پھر روش مین بہت کام نکلنے کا نہین
نخل امید کبھی پھولنے پھلنے کا نہین

گرد کی طرح مین چکر سے نکلنے کا نہین
چال یہہ ابلق ایام بدلنے کا نہین

رحم آیا بت کافر کو مرے رونے پر
مین تو سمجھا تھا کہ پتھر یہہ پگھلنے کا نہین

ہو رہین سگے چمن خلد کے سیر ایس مرگ
کوچۂ یار سے موقع ابھی چلنے کا نہین

بوے پسینے کی تری بہا گی دیوانون کو
عطر گل اب کوی بہوے سے بھی ملنے کا نہین

آتش ہجر تپان ہے مجھے گلزار خلیل
لاکھ پھونکینگے جلائینگے مین جلنے کا نہین

لے جنون شاد ہو مین جامۂ عریانی مین
روز سودا مجھے پوشاک بدلنے کا نہین

بعد مردن بھی نجائیگا غم ہجر صنم
میری چھاتی سے یہہ پتھر کبھی ٹلنے کا نہین

ساتھ کیا دینگے عدم آباد کے جانیوالے
ملکے دو آدمی یہہ راستہ چلنے کا نہین

منزل گور تک ای یار ہمین پہنچا دو
ساتھ تم ہو گے تو یہہ راستہ کھلنے کا نہین

اپنے ہمراہ اسے بھی کہین لیتے جاؤ
اب یہہ مجھسے دل بیتاب سنبھلنے کا نہین

سرد مہری نے حسینونکی مجھے مارا ہے
مجھکو دوزخ مین بھی ڈالینگے تو جلنے کا نہین

[illegible]

[illegible]

بت ترسا زادکو تمہاری کب ہیچ [illegible]	ہوئی کس دن نصیب ایسے کمر پتلی فرنگن کو
گل و بلبل کے قصے رات دن بیٹھے سنا کرتے	تمہاری سی زبان دیتا اگر اللہ سوسن کو
ہوا خواہی مین اک بحر لطافت کو ہوی گشتہ	ہوئی موج ہوا تیغ جہازی اپنی گردن کو
گلا کٹوا کے عاشق زندہ جاوید ہوتے ہین	عجب اللہ نے تاثیر دی ہے آب آہن کو
مسی مالیدہ ہونٹھونکی ثنا ہرگز نہ ہو سکتی	زبانین اور دس دیتا اگر اللہ سوسن کو
ہوا مجمع جہان گردون نے سنگ تفرقہ ڈالا	لگے چھٹنے احباب دیا چکر فلاخن کو
نہ حسرت دلمین رہجائے کہین پامال ہونیکی	کسیدن قتل گہہ مین لاکے چھیڑوا اپنی توسن کو
گمان ہی منزل خورشید اوس تیکے کمرے پر	سمجھتے ہین شعاع مہر در روزن کی چلمن کو
ترے در کا گدا ایک یک مالا مال ہوا [illegible]	تصدق مین ملی ہے دولت قارون بہمن کو
حسینونکی بھی سج ہی سادگی زیور سے بہتر ہے	تمہارے ہاتھہ کے لیکھی خجل کرتے ہین کنگن کو
گلے پر ہاتھہ خود رکھیرہا مین ذبح ہونے تک	نہ اپنے خون مین بھرنے دیا قاتل کے دامن کو
نہین کچھ مفلسی کا رنج اگر غم ہے تو یہہ غم ہے	ندامت ہوگی خالی ہاتھہ پھیرنگا جو رہزن کو
یقین ہے شرم کے مارے قیامت تک نہ نکلیگا	اگر خورشید نے دیکھا تمہارے روی روشن کو
کوئی عیسی سے کہدے اب غم فرقت نہ اٹھینگے	کہین ٹہوکر لگا بیٹھے نہ ظالم میرے مدفن کو
جو روتا ہوں تو ظالم وجد مین آکے ہنستے ہین	سمجھتے ہین یہہ گل بلبل کے نغمے میرے شیون کو
ستم سہنے کی عادت ہوگئی یہہ عشق جانانہ [illegible]	کہ اب بیداد رسائی کی قسم دیتا ہون دشمن کو
چھری جب تک نہ پھیری حلق پر چھوڑا نہ [illegible]	لپیٹا خوب اپنے ہاتھہ مین قاتل کے دامن کو

١٠٥

[illegible]

[illegible]

دل یون کبھی نہ ہارتے شطرنج عشق مین
مانا کھلاڑی یون نے ہماری ہر چال کو

پگھلا نہ ہے حیف دل سخت یار کا
لوہا گلاتے دیکھا ہے مردیکی کھال کو

آئی بہار میکدے والونکے دن پھرے
پیر مغان بنا کے بٹھایا کلال کو

ہر نقش پا مین اونکے گل تر کی ہے مہک
دیکھے مثال بادہ بہاری سے جال کو

بوسہ جو دے تو افعی گیسو کا زہر جائے
تریاق سمجھے ہین ترے ہونٹھونکے خال کو

بیبو نہ کیا ہے بوقلمون ہین بہار کے
گدڑی نے گرد کر دیا منعم کی شال کو

رفتار کبک دیکھکے بلبل کو سن چکے
پہونچین گے جانور پہہ تری بول چال کو

اللہ رے آتش غم فرقت کی گرمیان
شعلہ بنا دیا ہے ترے پرتگال کو

اک روز پھونکدیگی ہمین آتش فراق
ممکن نہین جو آگ اوڑا دے نہ رال کو

اس دام سے مرا دل وحشی نہ بچ سکا
دہوکا دیا ہے سبزہ خط نے غزال کو

بگڑے غضب بہار مین رندان بادہ خوار
جب تک نہ پی شراب نہ چھوڑا کلال کو

کسب ہنر سے اشک مسیحا رہ وہ ہوئے
سودائے دل پہ کہائے تو پہنچی کمال کو

قید مدت نہین زلفونکے گنہگارون کو
پھانسیان تسبیح ہوئیں تیرے گرفتارونکو

مائل سبزہ خط کرتے ہین بیچارون کو
زہر دینے کا ارادہ ہے ستمگارون کو

فصل گل مین کوئی مرغان چمن کو دیکھے
پیار سے پھولونپہ کہدیتے ہین منقارونکو

مہ و خورشید بھی دیکھکے رک جاتے ہین
شوق دیدار ہے ثابت کیا سیارونکو

[illegible]

پیام اوس تند خو سے وصل کا ہر روز ہوتا ہے
کسی دن یہہ کہی کہلوائیگی یہہ میری زبان مجھکو

خجل ہوکر کہا جب بچگیا مین سخت جانی سے
الہی اسکے وہ قاتل نہ چہوڑے نیم جان مجھکو

سوئی یہہ باوفا سمجہا اگر قاتل تو کیا سمجہا
اوٹھا کر لے گیا مقتل سے بعد امتحان مجھکو

تڑپ جاتا ہے دل جسدم خیال آجاتا ہے غربت میں
یقین ہے مرکے بھی بہولی نہ یاد دوستان مجھکو

الہی اسقدر کیون دشمن جان ہوگیا قاتل
لہو آنکھون مین اوترا سامنے دیکھا جہان مجھکو

فراق یار مین صدمے پہ اک صدمہ گذرتا ہے
ابہی کیا کیا دکہائیگا نہ دور آسمان مجھکو

یہہ چھپانا آتش حسرت کا اک دن رنگ لائیگا
جلا کر خاک کردیگا یہی سوز نہان مجھکو

مٹایا نام ہستی سے مرا اچھا کیا قاتل
لحد پر بھی نہین درکار اب سنگ نشان مجھکو

ابہی فصل بہار آئی نہین یہہ ماجرا کیا ہے
کوئی کہینچے لئے جاتا ہے سوئے گلستان مجھکو

ہر اک شمشاد سے بلبل کے مین پہرون ہی روتا ہون
چمن مین یاد جب آتا ہے وہ سرو روان مجھکو

سپار کیا دکا غلخانۂ زندان مین ہوتا ہے
جنون منت کی پہناتا ہے جسدن بیڑیان مجھکو

کوئی واقف نہین مین یار کی صحبت سے بیزار ہون
کیا ہے لاغری نے سبکی آنکھون سے نہان مجھکو

نہین راحت کسی صورت مقدر سے وہ بلبل ہون
اگر صیاد چھوڑے تو پکڑ لے باغبان مجھکو

تمنا تھی کہ ملک بقا مین دار فانی سے
مقدر بھی کہان سے کہینچ کر لایا یہان مجھکو

نہین ممکن جو ہو دیدار اوس لیلی شمائل کا
قریب ناقہ بھی آنے نہ دیگا ساربان مجھکو

جنازہ کو جو قاتل کیطرف احباب جو لائی
مین یہہ سمجہا فرشتے لیچلے سوی جنان مجھکو

عزیز اگر تہا تکین وہ غریق چاہ آفت ہون
وہ یوسف ہون کہ پوچہی بھی نہ کوئی کاروان مجھکو

ہم عزیزوں کو نہ ترسا و خدا کیواسطے
اسے بتو ملک عدم سے آئے ہیں دیدار کو
عادت جامہ دری باقی ہے بعد از قتل بھی
دست وحشت چھیڑتا ہے زخم دامندار کو
گردن نازک جھکی جاتی ہے ماری بوجھ کے
رشتۂ جاں چاہیے تھا فرق تری زنار کو
موسم گلچیں نے گلگلوں کی بو رہی پھیل

بلبلوں کو ٹکڑے مارا باغباں گلچیں نے آج	آشیانوں پر لگا دیں بیڑیاں صیاد کو
سخت جانی سے جو دی شمشیر قاتل کو شکست	دو ٹکڑے کر غیروں نے خنجر دیدیا جلاد کو
ضعف میں آہ بھی منہ سے نکل سکتی نہیں	درد فرقت میں کلیجا چاہیے فریاد کو
قتل کر کے اپنے دیوانے کو یہ صدمہ ہوا	لوگ کہتے ہیں کہ وحشت ہو گئی جلاد کو
چل نکلے ساتھ دیوانوں کے آئینہ بھی	قافلہ جاتا ہے صحرائے جنون آباد کو
اپنے کوچے میں کیا مدفون جو قاتل نے مجھے	حور جنت آئی مرقد میں مبارک باد کو
جسطرح سے مرگیا میں شوق کو ہے یا میں	حسرت سیر چمن ہوگی یوہیں شداد کو
منتظر کب تک ہے سائل ترا او سرو ناز	حسن کی خیرات کچھ دینا فقیر آزاد کو
خوشنمائی پر قد موزوں کی اللہ غرور	باغ میں چلتے ہیں ٹھوکر مارتے شمشاد کو
آج کیدن موت لکھی تھی مری تقدیر میں	مدتوں اغیار بھڑکایا کیے جلاد کو
عکس دنداں سے تری ہیرا کا سب ٹکڑا گیا	فخر تھا موتی کے دروازے پہ کیا شداد کو
حسن میں اے جان جاناں شیریں پہ تمکو فوق ہے	میں وہ کامل ہوں کہ درس عشق دوں فرہاد کو
کوہ کن کا خون گردن پر ہوا پرویز کے	مرگ شیریں کا غضب ہے ہوگیا فرہاد کو
قید کرنے مجھکو آیا خود بلا میں پھنسگیا	نام گیسو سنکے سودا ہوگیا صداد کو

اشک ہے رنج یتیمی کے مقابل بھی غم
جانتے تھے ہم برابر باپ کے اوستاد کو

شوق اوڑا لیجائیگا مجھ ناتوان وزار کو	اور وہ دو چار رہا تھا اوپچا کر دیوار کو

[illegible]

دم نکلتا ہے مسیحا کو بلالائے کوئی	اے پیام مرگ جب ہچکی لگی بیمار کو

مر گئے اے اشک جتنے تھے رقیب سینہ جو
بعد مدت کے مرا مکتوب پہنچا یار کو

گریاں جو ہجر میں مری چشم پر آب ہو	مثل حباب عالم ہستی خراب ہو
دس بیس کیا کروڑ میں بھی انتخاب ہو	نقش و نگار دہر میں تم لاجواب ہو
محشر میں شعلہ رو جو مرا بے نقاب ہو	دونی یقین ہے تپش آفتاب ہو
کہنے دے کچھ تو حال مجھے آج یار سے	او درد دل ٹھہر ترا خانہ خراب ہو
اپنے نصیب کی ہے جو گردش بچائیگی	دنیا کو لاکھ بار اگر انقلاب ہو
دلچسپ وہ نہیں نہو جسمیں حدیث عشق	توریت ہو زبور ہو کوئی کتاب ہو
نالے کروں جو ہجر میں دل کھولکر کبھی	بنیاد دہر حشر سے پہلے خراب ہو
پیارے رقیب میں تمہیں اور رونق کیا غرض	مرجائے کوئی ہجر میں کوئی خراب ہو

وہ بے ثبات عالم ایجاد میں ہوا اشک
جسطرح موج آب پہ نقش حباب ہو

میں نہ مانونگا خرام ناز آفت ہو تو ہو	آپ گھر چلیے مرے برپا قیامت ہو تو ہو
میکشو پیر مغاں سے لو آخر ہے بہا	اب کہیں پھر سال آیندہ زیارت ہو تو ہو
کوئی جاتا نسے بچاؤنگا کہیں مرنے کے بعد	کون بیٹھا ہے وہاں بیمار تھا مت ہو تو ہو
مجھکو تو آنے نہ آنے کی شکایت ہی نہیں	یار کو وعدہ خلافی کی ندامت ہو تو ہو

109

[illegible]

اوس لب شیرین کا بوسہ لیلیا جب پی شراب
تہوڑی سی یاقوتی بہی کہالیتا ہون ساغر کے ساتہہ

بخش دے محشر مین مجکو اے مرے رب غفور
ہے وہی رحمت رہے جو مجھسے دامن تر کے ساتہہ

بحر ہستی مین حباب آسا ہو نہین ناز کرد ماغ
دم فنا ہوتا ہی موج آب کی ٹہوکر کے ساتہہ

ہیے قاصد سے عداوت غیر کو بہی اسطرح
دشمنی بوجہل کو جیسے تہی پیغمبر کے ساتہہ

صحبت ناجنس کا شکوہ نکرنا چاہیے
بارہا ایسل جواہر ملتے ہین پتہر کے ساتہہ

کیون نہ مین اوڑتا پہرون دشت جنون بغیر بالپر
دستگیری کو ہوا رہتی ہے مجہہ لاغر کے ساتہہ

دیکہنا اک روز غیرونکی نظر ہو جائیگی
نیلے ڈوری ہاتہہ مین باندہا کرو زیور زر کے ساتہہ

بعد حج ہوگا طواف خانۂ پیر مغان
میکدے کو جائینگے احرام کی چادر کے ساتہہ

ہجر مین یہہ آہ سوزان کی اوڑتین چنگاریان
جسم لاغر خاک ہوکر رہگیا بستر کے ساتہہ

سر پہ اک دیو جنون رہتا ہے عشق زلف مین
بیڑیونسے کشتیان ہین زور کے لنگر کے ساتہہ

تہک کے بیٹہا اشک اب گہر مین خدا کیواسطے
کو بکو برسون پہرے ہو اس دل مضطر کے ساتہہ

غزل

کہوئے دلون سے گرد کدورت ہر آئینہ
لطف و کرم سے تیرے ہوا گہر گہر آئینہ

ٹٹی تو اوسکی منہہ کی نہو دن بہر آئینہ
لا دے اوٹہا کے کوئی مجھے پتہر آئینہ

محبوبیت کی ایک بڑی یہہ دلیل ہے
رکہتے تہے اپنے سامنے پیغمبر آئینہ

مرنیکے بعد شکل ذرا اپنے دیکہتا
کیون لیگیا نہ قبر مین اسکندر آئینہ

مرنیکے بعد خلد مین ایسا تو گہر سے لا
جسمین ہو آدمی کی برابر ہر آئینہ

لاتین تو اپنا حضرت اسکندر آئینہ
ہم بہی تمہارے حسن کے صفائے لطافت ... آئینہ

دونون ہتیلیان ہین ستا و پر آئینہ
ایسا ہوگا جسم کا لطیف و صاف

قاتل کا ہاتہہ ... کر خنجر آئینہ
... نظر آگئی ...

دم بہر تو سامنے ... دلبر آئینہ
مشتاق دید ہے ... عشاق ...

توبہ کرین شراب سے رندان بادہ نوش
پیری مین چاہیے عوض ساغر آئینہ

دیکہے نکہر کے شکل جو وہ آتشین عذار
خال سپید سپند سے مجمر آئینہ

ہوتی ہے قدر اونہین اے حسن کی
محو جمال ہوتے ہین تو دیکر آئینہ

یاد آتی ہین جو مجکو سکندر کی حسرتین
...

[illegible]

ساغر شراب صاف کا پی لے جو زاہدا — ہو جام جم کا حال ابھی تجھ پر آئینہ

حسن شباب یار کی دیزرات دید ہے — طالع کا اپنے آج ہے اسکندر آئینہ

حسن صفا وہ تجکو خدا نے دیا صنم — پیر توسے بنگیا ہے تری سب گہر آئینہ

حسن صفای یار کا کسدر جہ تیک ہے — شل حباب رہگیا کہل کہل کر آئینہ

خجلت ہوئی جو عارض روشن سے یار کے — چہرہ پر اپنے ملتا ہے خاکستر آئینہ

آتا ہے یاد چہرۂ شفاف جب ترا — تسکین کو دیکھتا ہے دل مضطر آئینہ

خط سے تمام چہرۂ شفاف چھپگیا — اللہ کسقدر ہے یہ پر جوہر آئینہ

آنکھون کی تپلیان نظر آتی ہین اوس طرف
لے اشک یار کا ہے رخ انور آئینہ

مار ڈالوگے دکھا کر غیظ مین جو تم آنکھہ — تو خدا کیواسطے نیچی کرو اے یار آنکھہ

تہی جو ایک رشک چمن کے مائل رخسار آنکھہ — کی نہ بہولے سے کبہی سوی گل وگلزار آنکھہ

حادثوں نے عاشق و معشوق بہی خالی نہین — ایک بیمار محبت ایک کی بیمار آنکھہ

دوست دشمن دیکھکر پہچان لین ممکن نہین — چشم جوہر کیطرح سبکی ہے یہان بیکار آنکھہ

روز فرقت ٹاپتے پہرتے تہے اندہونکیطرح — سو جہنے سے رہگیا دن بہر رہی بیکار آنکھہ

تا کمر آجائیگا دریا لہو کا دیکہنا — دو گھڑی گر اور فرقت مین رہی خونبار آنکھہ

سننے او سو چشم سخن گو کی بہی نغمہ سنجیان — صورت بلبل اگر رکھتے دلا منقار آنکھہ

بھر دئے ہین صانع قدرت نے موتی کوٹکر — معدن خوبی ہر تو ہے جوہری بازار آنکھہ

سیکڑون مشتاق روے یار کے
اسی دیوار کے
ہین کہین رفتار کے
عاشق جمال یار کے
دیدار کے

پیارے لیجا ہم بھی شائق ہین ترے دیدار کے
بس دلا قربان صورت دار کے
خلد سے کیا کام اونکو بعد مرگ
رہنے والے ہین جو کوے یار کے
دیکھتے ہی دیکھتے اے شمع رو
بجھ گئے تیور ترے بیمار کے
کشتۂ فرقت جو اوسکے جی اوٹھے
سنکے حال خلد کہتا ہون یہی

سا قبا زاہد کی پگڑی کا خدا حافظ آج	سیکدہ مین بیچنے ہے سوی دستار آنکھہ

کسی بت شیرین ادا سے اشک الفت ہو گئی
جو لگی رہتی ہے دن بہر جانب کہسار آنکھہ

جو اپکے در یار پر جا بیٹھیے	جبین رگڑیے جو گہٹ پہ مر جائیے
یہان خون کا کون ہے داد خواہ	اجی آپ بالکل مکر جائیے
ملے گی جزا ویسی ہی بعد مرگ	یہان جیتے جی جیسے کر جائیے
نہ کہیے نہ کہیے کہ جاتے ہین ہم	ذرا دم نکل لے ٹھہر جائیے
نہ آئے نہ آئے کبھی قبر پر	اب آئے تو دم بھر ٹھہر جائیے
یہہ کہنے لگے سنکے احوال دل	خدا کے لیے اپنے گھر جائیے
کوئی دم مین آخر ہے بیمار ہجر	بس اب آپ بھی اپنے گھر جائیے
خیال زنخدان مین کہتا ہے دل	کنوین مین کہین گر کے مر جائیے
بہت ساتھہ غیرونکے بگڑے ہین آپ	خدا ہے جواب بھی سنور جائیے
نہ چہوٹے گا مرنے پہ بھی کوے یار	سوا اوس گلی کے کدہر جائیے
رولائے یہہ تر دامنی کا خیال	کہ محشر مین بھی چشم تر جائیے
زمانے مین تا اپنا جی جائے ہے	مسیحا یہ کچھہ کھا کے مر جائیے

زمانہ پر آشوب ہے اب تو **اشک**
کہان لکھنؤ چھوڑ کر جائیے

[illegible]

بھلا ملک عدم والوں کا تھا کیا کام دنیا میں
نہیں معلوم کسکی حسرت دیدار میں آئے

گریباں چاک ہوتے ہیں ہزاروں دست وحشت میں
پڑی ہو جو تمہاری سایۂ دیوار میں آئے

خجل ہو کر سیہ کاری سے وقت مرگ کہتا ہوں
ترا بندہ یہہ کیشن نہہ سے تری سرکار میں آئے

خیال روئے زلف یار نے کیا خاک جہنوائی
کبھی پہنچے حلب میں اور کبھی تاتار میں آئے

مرض فرقت کا اپنا دم بدم بڑھتا ہی جاتا ہے
توانائی کہاں سے آپکے بیمار میں آئے

صفائی کے اوسکے پھر بھی پیام آنے لگے کیا کیا
ہزاروں بال جب آئینۂ رخسار میں آئے

پڑی مثل زلیخا آنکھہ کیا کیا نہ جینوں کی
ہم اپنا یوسف دل لیکے جب بازار میں آئے

غضب پھر ہی کہ اونکو بھی زنجیر میں جکڑا
جو تیرے زلف کے بند ہوئے تری سرکار میں آئے

خزاں کے دن بھر صورت حرم میں بیٹھکر کاٹے
بہار آئی جہاں ہم خانۂ خمار میں آئے

تماشا ہو بڑا اک شوق فصل بہار میں
کہیں واعظ بھی دست بیعت خمار میں آئے

بھلائی اشک دل سے یاد عارض عشق مژگاں نے
گلستاں چھوڑ کر ہم وادی پر خار میں آئے

بھولے خدا کی یاد تو ذکر بتاں سے ہے
بیکار آدمی کے منہہ میں زباں سے ہے

بزم جہاں میں کسکی نظر سے نہاں رہے
تم مثل آفتاب ہر ایک جا عیاں رہے

پہلو میں غیر آٹھہ پھر جان جان سے ہے
پوچھے کبھی اجل نہ جسے وہ کہاں رہے

اللہ ہے کہ آج دم عرض شوق وصل
اونکا رکے نہ ہاتھہ نہ اپنی زبان ہے

اپنے صنم کی یاد سے غافل ہے نہ ہم
پتھر ہی کے تراش لیے بت جہاں سے ہے

[illegible]

تیر نگاہ ناز سے دل چھد کے رہ گیا
صدمہ ہوا کمال لب از مرگ روح کو
جی بھر کے دیکھنے بھی نپائی گلو نکو ہم
کس کس مصیبتون سے منایا ہے یار کو
چپا لا کیون پر آئین تمہارے جو ناتوان
شمشیر برہنہ رہی پہلو مین رات بھر
کنگھی کی اوس نے بال جو بہنکے لپیٹ کر
بیتاب ہمکو فرقت دلبر نے کر دیا
قاتل نے ٹکڑے کر کے کیا دفن ہے جہہ جہہ
کیا پوچھتے ہو سوزش داغ غم فراق
عبرت جتا کی رہتی ہے قاتل سے بعد مرگ
جلاد رحم دل ہے یہہ خوبی نصیب کی
جہوٹون جو اب بھی نہ کسی نے دیا ہمین
نازک مزاج ہین تری عاشق یہہ اے پری
اسدم دکھا کے گیسوی شبرنگ یار نے
دیکھا جو چشم غور سے گلزار دہر کو
اوالجھا ہوا تھا زلف پریشان مین دل مرا

برچھی لگی چلی جو وہ سینا او بہار کے
لاشے پہ میرے آئی جو وہ تیغہ اوتار کے
یا تو نہین دن گذر گئے فصل بہار کے
پانون پہ رکہدے آج تو ٹوپی اوتار کے
لے بھاگین دیو چرخ کی پگڑی اوتار کے
سو یا وہ ترک ساتھہ جو کپڑے اوتار کے
سمجھا ہر اک کہ نافے ہین مشک تتار کے
پھرتے ہین ساتھہ ساتھہ دل بیقرار کے
ہین جا بجا نشان جو ہمارے مزار کے
پہنک پہنک گئے ہین رات کو بیمار ہجر کے
یہہ استخوان پڑے ہین تری خاکسار کے
بیچین ہو گیا مجھے تلوار مار کے
پھر پھر گئے ہین آپکے در پر پکار کے
غش آ گیا جہان کوئی بولا پکار کے
کیسے دہوئین اوڑاے ہین مشک تتار کے
لوٹے ہوئے چمن ہین سبہی گلعذار کے
بیچین تو نے کر دیا پٹی سنوار کے

ہوئیں یہ قیس رخ و زلف خود ہی منصف ہو
یہہ حال دیکھکے پھر آدمی کو تاب رہے

شب فراق نہ کس مقام پر ڈھونڈھا
بتائیے تو کہان لے فلک جناب ہے

یہہ سچ ہے ہوتا ہے ناداں سے ملکے جی کا ضرر
عدو یہ کیا ہے ترے دوست بھی خراب ہے

بتوں سے کام ہیکو نکلیگی وصل کی صورت
ولا یہ ہین جو زمانے کا انقلاب ہے

چمن مین آتا ہے صید افگنی کو وہ مہوش
پئے شکار مہیا بط شراب ہے

حدیث عشق سناؤں جو واعظو تمکو
بغل مین پھر تو نہ یہہ شرع کی کتاب ہے

گذر گئی جو گذرنا تھی صدمۂ فرقت
اب اشک بعد فنا قبر کے عذاب ہے

فرقت سے غیر حالت مجہہ دل فگار کی ہے
آنکھوں کے نیچے ہر دم تصویر یار کی ہے

الجھن ہے دل کو حسرت تلووں کے خار کی ہے
آثار ہین جنون کے آمد بہار کی ہے

برباد کیسے کی ہے مرنے پہ چرخ دون نے
سمجھا نہ یہہ کہ مٹی اک ذی وقار کی ہے

مانا کبھی نہ کہنا اوس گلبدن نے میرا
قدمو نپہ گر پڑا ہوں منت ہزار کی ہے

دیوانگی نہین یہہ ہے پاس ترک دنیا
مین نے قبا جو پرزہ پرزہ تار تار کی ہے

جوبن برس رہا ہے سبزہ ہر چمن ہے
کیا کیا گلوں کے سر پہ ٹوپی بہار کی ہے

گویا لہو کے قطرے ٹپکا ہی چاہتے ہین
یہہ سرخ سرخ رنگت اوس گلعذار کی ہے

ہر اک بشر کے دلمین یہہ اوس نے گھر کیا ہے
جس آئینے مین دیکھا تصویر یار کی ہے

جیسا کبھی نہ ہوگا مجنون ضعیف و لاغر
دیکھے تو کوئی حالت کیا جسم زار کی ہے

[illegible]

ہائی سکے چراغ عمر جلائین نہ کس طرح
جان آگئی ہے سب مین مرے انتقال سے
مجرم وہ اس جہان سے پہنچے ہم یہیں ازخنا
منہہ پر کفن لپیٹ لیا انفعال سے
فصل بہار مین جو پیتی کو دی شراب
وہ رند ہین کہ چہین لین مہتی کلال سے
حسن طلب جو دیکہے والون سے ہے یہی
مانگین سگے پیالیان تری آنکہین غزال سے
مرنے پہ بہی بجائین گی ساقی کدورتین

رندونکو جہک یہہ سوجہی ہے نشا مین ساقیا
آئیگا بانکپن جو وہ ترک کج کلاہ ہا
دو ایک دن بہی ہو نہ سکا ہمسے ضبط شوق
آندہے چلے یہہ آج کہ گلشن اوجڑ گیا
تہرا رہا ہے بید کی مانند دل مرا
بوتل سے کسنے کاک لیا میکدہ مین آج
ہر ایک درد کے لئے اکسیر ہو گئی
آرام ایک دم کہین لینے نہین دیا
یون آتش فراق سے جلئے تو ہی مزا
می شوق سے پئیو وہ ہے غفار واعظا

آنکہین لڑا رہے ہین کہڑے آفتاب سے
ٹوپی اوتار لیگا سر آفتاب سے
مجبور ہو گئے دل پر اضطراب سے
گل تک بہرے ہوئی تجہے جیب گلاب سے
یارب بچا مجہے تو لحد کے عذاب سے
ساری گلی مہک گئی بوئے شراب سے
مٹی سمیٹ لی جو در بو تراب سے
در در پہرے ہین چرخ تری انقلاب سے
نسخہ یہہ ہمنے سیکہہ لیا ہے کباب سے
اتنا سبق یہہ پڑہ لو ہماری کتاب سے

بس اپنا دین و مذہب و ملت یہی ہے اعجاز
الفت ہے اہلبیت رسالت مآب سے

غفلت رہی کمال ہے اپنے مآل سے
غافل ہین واعظا آپ تو اپنے مآل سے
رخصت عروس گل کی جو ہے باغ دہر سے
کسطرح ایک شب مین مرا دل ہو تمسے صاف
پیری مین بہی وہی ہین جو انکے ملولے

ہے تر بتر کفن عرق انفعال سے
ہمکو ڈرا رہے ہین حرام و حلال سے
رل مل کے رو رہے ہین شرابی کلال سے
شیشہ بہرا ہوا ہے یہہ گرد ملال سے
اوبجہے ہوئے ہین ایک صنم خردسال سے

[illegible]

عالم بہی ہین گرمی چشم پر آب سے — نقشے مٹے وہرے ہین جہان خراب کے
طوفان اگر دیکھاؤ نہین چشم پر آب کے — بہجائین دو و آہ بہی لگے سحاب کے
مشتاق دید رہگئے مارے حجاب کے — آنکھین ہوئین نہ سامنے اوس آفتاب کے
نقش پر آب سارے بشر ہین جہان مین — اوترے ہوئے ہین صاف یہہ خاکی حباب کے
قصہ دوئی کا میرے تیرے درمیان نہو — اوٹھہ جائین بیچ سے جو یہہ پردے حجاب کے
جہونکے خزانکے آئے جو فصل بہار مین — کیا کیا اولٹ پلٹ ہوئے تختے گلاب کے
ہین گال پہول سے جو پسینے مین تربتر — قطرے ٹپک رہے ہین زمین پر گلاب کے
ڈرتے ہین محتسب سے کہین رند ساقیا — کنتر دبے ہوئے ہین بغلمین شراب کے
جو چاہتے ہو دل سے بناتے ہو واعظو — قائل نہین ہین ہم تو تمہاری کتاب کے
اک دورۂ فلک مین نہ اونکے نشان رہے — چرچے تھے جنکے دم سے شراب و کباب کے
ہے کشودہ ہون کہ سب مری تربت پہ بعد مرگ — پہولونکے جا چڑہاتے ہین شیشے شراب کے
ہوتی ہے قدر نعمت دنیا پس از زوال — پیری مین یاد آئینگے یہہ دن شباب کے
ہے موسم خزان بہی ونزرات شغل ہے — ہم بادہ کش تو بنگئے پتلے شراب کے
قاصد بھی میری طرح سے بیتاب ہو گیا — مضمون خط مین لکہدئے اضطراب کے
ونزرات یہہ ہین لئے پہرتا ہے کو بکو — قابو مین پہنسگئے دل خانہ خراب کے

اے اشک ہے خمیر مین اپنی فروتنی
ذرے ہین آستان در بوتراب کے

پہر وہی وحشت ہے عشق جی کو ہی سودا ہوا
پہر اوبہی بیٹہا مرا دل گیسو خمدار سے
ہین وہ بیکس ہون کہ میخانے کی مٹی ہو گیا
مرکے بہی نکلا نہ مردہ خانۂ خمار سے
بے سر و سامان نہ تہا مرتے ہی وہ رند ہون
وہ ہجوم سے نکلا جنازہ خانۂ خمار سے
اس مرض سے آدمی جان بر نہین ہوتا کبہی
یا الہی تو بچانا عشق کے آزار سے
مین شب فرقت مین جب تنہا ہی بیکس مر گیا

نہ کہنے پای کچہہ بہی حال دل اوس مہر تابان سے
بیان حال دل بیتاب کا کیونکر کرے کوئی
خدا وہ دن نہ لای جو کرین تقلید زاہد کی
نہ آئے ایک دن بہی وصل کے وعدے کئے لاکہون
بہلا کیونکر سمائی جہہ گدا کی آنکہہ مین منعم
غم فرقت مین اک بحر لطافت کے بہہ گیا ہون

غضب بگڑی ہی شب وصلت مین وہ میرے جگانے سے
اونہین چہٹی نہین ہوتی کبہی گانے بجانے سے
کہ ہم رندونکو نفرت ہی بلکہ منہہ چڑہانے سے
یہہ داغ دل مٹین گے آپکی باتین بنانے سے
زیادہ فقر کی دولت ہی قارون کے خزانے سے
ملائین جوہری آنسو مرا موتی کے دانے سے

در مقصود رونے سے کہین ابر اشک ملتا ہے
نہ ہوگا فایدہ کچہہ آب نیسان کے نہانے سے

جنونکا موسم گلین قیامت جوش ہتا ہے
خوشی ہوتی ہے کیسی کیسی شونکو موسم گل کی
نزاکت سے وہان تیغ اوٹہہ نہین سکتی ہے قاتل سے
عجب فصل بہار ہے یہی دن ہوتے ہین ای واعظ
اوہر یا تہو نہ پہ سر شوق شہادت میں لئے ہین ہم
اونہین دیکہو کہ دردتہ نشین بیٹھے ہوئے ہین ساقی
سے جام و سبو کو دیکہکر کہتا ہے ای زاہد
صدا کا شوق کانونکو تو شوق دید آنکہون کو
مجہے تیغ نگاہ ناز سے جب سے کیا زخمی

کہان ہم وحشیونکو تن بدن کا ہوش رہتا ہے
جنہون بیشتر سے شعل نا و نوش رہتا ہے
یہان سر ناتوانی سے وبال دوش رہتا ہے
سحر سے شام تک کیا شور نوشا نوش رہتا ہے
اودہر خنجر بکف ترک گلابی پوش رہتا ہے
یہان تو رات دن شوق می سرجوش رہتا ہے
کہ کچہہ وا رہے حرم بہی کوئی مے نوش رہتا ہے
عجب کچہہ آجکل تو حال چشم و گوش رہتا ہے
وہ خونی کی طرح ہر ایک سے روپوش رہتا ہے

پوچھے گا جو کہون گا یہہ محشر مین بر ملا
کیا میرے لڑکہڑانے پہ ہنستا ہے واعظا

ہیچ ہے ہوا و حرص بری ہے بشر کے ساتہہ
مجہسا سیاہ کار کنوین مین جو بند ہو

بخشا علی کے وصف مین روح القدس ہے جب
جو صاف دل مین بہاتی ہے اونکو فرو تنی

پیرو علی کا ہون مجھے نعمت سے کام کیا
اہل قریش نے نہین کی کس سے سرکشی

آتا ہون می پیئے ہوئے خم غدیر سے
ہون چور نشار می خم غدیر سے

کیا بہر گئے ہین بیعت خم غدیر سے
نکلے بجائے آب دہوان زمہریر سے

نکلے زبان صاف مرے ہمصفیر سے
خالی خدا کا گہر نہین کوی حقیر سے

منعم مرا خمیر ہے نان شعیر سے
ہان اک ولی سے ہے تو شہ قلع گیر سے

لے اشک جو ہے دلین ترا وہ یہ ہی عیان
کیا عرض حال کرتا ہے روشن ضمیر سے

خوابگاہ اپنے آہی کوچۂ قاتل سے بنے
بنگئے ہم سر و چراغان زینت محفل سے بنے

جا تری کعبہ سے اعلی ہو نہ کیونکر اے صنم
بے اجل مارا ہمین فرقت مین اپنے یار نے

پردہ پوشی یار کی کرتا ہے لے دست جنون
بعد میرے فاتحہ کو آئیگا وہ بحر حسن

ہم خدا سے ہی نہین کچہہ مانگتے اس شرم سے
سامنے در کے مزار عاشق بسمل بنے

یون جلے کوئی تب اونکا عاشق کامل بنے
عرش کے پائے سے کچہہ بڑہکر مکان دل بنے

دوست جنکو جانتے تھے ہم وہی قاتل بنے
پیرہن یون چاک ہو جو پردۂ محمل بنے

مقبرہ کی جا کوئی کمرہ لب ساحل بنے
کیون دعا مین ہاتہہ شکل کاسۂ سائل بنے

119

دکھین رہتے ہین مرے دل کے دکھانے والے
روح اپنی ترے کوچے مین رہا کی پس مرگ
اور ہی لوگ ہین وہ خلد کے جانے والے
چشم امید قبولی نے کرے ہاے اے دل
اور یہہ آگ مین ہین آگ لگانے والے

جان شیرین صفت کی شیرین سے ہم عشق شیرین
ظاہر الفقیر ایسی نہ تھی فرہاد کی
لاکھ تھا دام ... نہ ہم ہوسکے اسیر
الفت گل سے ... پڑی صیاد کی
بدلے کے بدلے عداوت ہو گئی بلبل سے یار
کیا ہوا اس گلشن ایجاد کی
ذرقت ابرو قاتل سے ... خنجر جلاد کی
شاد و شاد آئی اجل لیکر ...
خنجر قاتل کے تلے ...
تا سر ہم جلے ہیں سے تڑپا نہ مین ...
میکدہ مین لگا ڈرتا تھا ساقیا مجھے ...
وقت ... مین کی ... جلاد کی
مر کے قید ہجر سے ... مری برباد کی
حلقہ گرداب ایک ... تجھ آزاد کی
کیا پڑھے ... لیلی و مجنون حدیث عشق
خوب ہی تعلیم پائی ... استاد کی
ہم ... عشق مجازی سے حقیقی پاگئے

برسون ہی گذرے مگر ہنستے نکل گیا	رنگ و رو دو نمین جلاتے ہین جانیوالے
راستہ ملک عدم کا نہین سنتے دیکھا	روز و چار چلے جاتے ہین جانیوالے
رو کے فرماتے ہین وہ شب کو جو ہم یاد آئے	گوشۂ قبر مین سوتے ہین جگانیوالے
وون ہما کو نہ سگ کوی صنم کے ہوتے	ستخوان نکے سلامت رہین کہانیوالے
دہوکا دیتی ہین مگر کا شب وصلت کیا	شام سے اوٹھتے ہین نوبت بجانیوالے
دیکھئے حسن و جمال آج تمہارا صاحب	نہوے کیا کہین یوسف کے زمانیوالے
اک ہین پیچھے سے جاتے ہین افسوس چلے	قافلے لیکے روانہ ہوئے جانیوالے

اس زمین مین نہ تجھو اشک غزل کہنا تھا
خوب فرما گئے ہین اگلے زمانے والے

کوچۂ قاتل ہین سب بے تربت نہ مجھ ناشاد کی	ہوا ہے گردون دون تھی مری برباد کی
کیا بگڑتا ہے جو اوس قد پہ کہے شمشاد کی	ہین مری باتین بھی اب تبیتیان آزاد کی
کون سنتا ہے شکایت اوس ستم ایجاد کی	خود ہوئے مجرم عدالت مین اگر فریاد کی
بوسہ شیرین لب دندان جانان کے لئے	رات بہر لوٹا کئے دکان ہم قناد کی
ڈہا دیا ہوگا کسیدن دیکھنا اک آہ میز	کیا حقیقت ہے بہلا اس چرخ بے بنیاد کی
راستی پر اکدن اوسکا نہین پایا مزاج	خون ہی ٹپکا کیا شمشیر سے جلاد کی
کوئی تو مارا گیا کوچے مین اوس سفاک کے	چار سو سے جو صدا آئی مبارکباد کی
ذبح تیغ ناز سے قاتل مجھے جب کر چکا	کان مین جھک کر صدا دی خود مبارکباد کی

[illegible]

دیدۂ قاتل کی اسی حیلے سی شاید ہو نصیب
حشر میں جا بینگے اپنے خون کا محضر لئے

فصل گل کیا آئی دیوانوں پر آفت آگئی
کوہ و کان شہر آئے ہیں بیون پتھر لئے

حشر میں بھی کیا اسی صورت سی آئیگا وہ بُر
سر مرا اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں خنجر لئے

اک ہمیں ترسا کئے ہیں ساقیا اک جام کو
میکدے میں اپنے لوگوں نے گھڑے بھر بھر لئے

آج قتل عام پر قاتل نے باندھی ہے کمر
غیر جو ہمراہ آئے ہیں کئے خنجر لئے

مائل رنگ حنا یہہ ہے کیا مجھکو جو قتل
خون میں قاتل نے دونوں ہاتھ اپنے بھر لئے

ساقی کوثر بچائینگے جہنم سے ہمیں
حشر میں اے اشک جائینگے جو دامن تر لئے

121

نشانی کوچۂ قاتل سے اپنی ہے مجھے پر کی
شانے لائی ہے باد صبا میرے کبوتر کی

مثل ہیچ کے جیتے جی کے سب ہوتے ہیں دنیا ز
کسی نے بات پھر پوچھی نہ جمشید و سکندر کی

ہوا محشر میں اپنا خون عابد اپنی گردن پر
نصیب اوج اُلٹا کہ اولٹی ہو گئی تحریر جوہر کی

دیا خالق نے تمکو حسن یوسف معجز عیسیٰ
علامت اور کیا ہوتی ہے دنیا میں پیمبر کی

سگ جانان لئے پھرتے ہیں میری استخوانوں کو
نہیں جاتی ہے بعد از مرگ بھی گردش مقدر کی

میں وہ ہوں تارک دنیا کہ کوسوں بھاگ جاتا ہوں
جو پاتا ہوں کہیں صحرا کے ذرّوں میں چمک زر کی

حرم میں واعظوں کو دیکھکر یہہ رند کہتے ہیں
الٰہی خیر کرنا مسجد و محراب و منبر کے

دہڑکتا ہے کلیجہ شام سے اپنا تو فرقت میں
بہری رہتی ہے کانوں میں صدا اللہ اکبر کی

عجم فرقت میں او سنگ کی بھی سکتا سا رہتا ہے
خدایا بنگئیں کیا پتلیاں آنکھوں میں پتھر کی

انسان خدا ہو کہ بتون ہی پہ مرے
اسے وہی پسند ہے جو ایک سو سے ہے

اے آسمان جو آہ کرون جلکے ہجر مین
آتشکدہ جہان ہو نہ ہین موم نرخ تو سے ہے

سب مشکلین بھی سہل ہین اے خالق کریم
ہر امر مین شریک جو بندہ یکا تو سے ہے

اے اشک دل نے لطف اوٹھاے ہین تیغ سے
راضی ہون عمر بھر نہ خنجر گلو سے ہے

کوٹھے پر آکے چاند سا چہرا دکہا گئے
یون عاشقون کو حسن کا جلوا دکہا گئے

ناز و ادا اشارہ و غمزہ کیا کیا دکہا گئے
آنکھون مین پتلیون کا تماشا دکہا گئے

دو دو پہر رہا ہے قیامت کا سامنا
بوٹا سا آکے قد جو وہ اپنا دکہا گئے

یہہ بھی بہت ہے طالب دیدار کے لئے
دیوار و در کی آڑ سے دیکہا دکہا گئے

کہلاتے ہین جلانیکو فرمان قتل غیر
جعلی کبھی بنا کے مچلکا دکہا گئے

رقصان ادہر جو آئے کہا اوسنے شوق وصل
تالی بجا کے مجھکو انگوٹھا دکہا گئے

زلفون پہ لوٹ پوٹ ہی کل تھے یہہ طفل دل
ناحق وہ اسکو سانپ کا جوڑا دکہا گئے

کرتے ہو تم جو آج مرے حال زار پر
پہر کیون نہ اپنا گل رخ زیبا دکہا گئے

تسکین کیواسطے وہ مجھے اپنی زلف مین
اولجھا ہوا مرا دل شیدا دکہا گئے

غم سے تڑپ کے آہ جو کی وہ اوچھل پڑے
یہہ مرتے مرتے رنگ ہم اپنا دکہا گئے

پر تو فگن یہہ تھا رخ روشن تہ نقاب
ذرے سے جو آفتاب کا جلوا دکہا گئے

اے اشک ہے تون نہ وبال ارباب دل

غزل

[illegible]

دونون جہان نے ہین دونون کھو دیا
سویا ہون نیند بھر کے اگر تا سحر کبھی
افشا ہوا نہ راز دہان و کمر کبھی
میری غضب وصال کی فکر مین کٹی
ڈھونڈا کبھی دہن تو ٹٹولی کمر کبھی
کیا بیقرار یان کہین اپنی شب فراق
دلکو دبا دبا کے تھما جگر کبھی
ساقی سے بعد مرگ بھی کی بیمروتی
اک جام بھی دیا نہ مرے نام پر کبھی
قاتل یہہ کس کے خون مین اپنا نہا گیا

[illegible]

[illegible]

جیسے جہان مین وحشت دل سے ہوے خراب
کاہیکو یون پھرتے تھے بہلا دربدر کبھی

ای اشک گردش فلکی اسکا نام ہے
سیدھی ہوئی نہ یار کی مجھسے نظر کبھی

لحد بنے تو بنے زیر آستان میری
خراب کیجئے مٹی نہ مہربان میری

تپ فراق کی یہہ چشم مین حرارت ہے
چٹاک کے اوڑ گئین جو ساری ہڈیان میری

جہان مین ایسا ہی بیقدر رہا کہ بعد فنا
جو سونگہتے نہین کتے بہی ہڈیان میری

بتونکے زلف معنبر کا پیچ گیا سودا
جلین تو عود کی بو دین یہہ ہڈیان میری

نہ جوش نشا ہی مجھکو نہ جوشش وحشت
یہہ کیا ہوا جو بہکنے لگی زبان میری

غضب ہے چھیڑنا وصلت مین شمعرونکا
جلین ہین صورت گلگیر چٹکیان میری

نہ دل سے شکر کبھی اوسکی نعمتونکا کیا
قفا سے کہنچی کسی نے نہ کیون زبان میری

خدا گواہ کہ مجھکو یقین ہے واعظ
بتونکی ہاتہہ سے ہونگی خرابیان میری

پس از فنا نہ چھٹا زلف پرشکن کا اسیر
نہ اوترین پانو سے الجھین یہہ بیڑیان میری

بلائین لیکے جو اوس شمعرو کی مر گیا مین
ہین دس چراغ لحد مین سر انگلیان میری

عجب کہانی ہے او ظرفہ قصہ دلچسپ
کسی دن آپ بہی سنئےگا داستان میری

تمہاری زلف کا قیدی یوہین ہو مدفون
نہ آئے لاشے پہ کٹتین جو بیڑیان میری

وہ کون ہے جو مرے در سے نہین آگاہ
سنے کوئی گل و بلبل سے داستان میری

لپٹ کے لاشے سے کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے
او نہین سمجھے تھے رہوگی بعد امتحان میری

صاحب کا گہر بھی ابتو طلسم فنا ہے
سرخی تھا ورنہ عارض گلگون ترین ہے
بالکل ہوئی جو زرد [illegible] کا رنگ ہے
کیا ہاتھ نامہ بر کے ہوئے [illegible]
مہندی مین صاف خون کبوتر کا رنگ ہے
سچ تو یہہ ہے کہ اس دل بیتاب کے سبب
مین بھی ہون اک عذاب مین وہ بھی تنگ ہے
طفلی مین حال یہہ ہے تو قیامت کا ڈھنگ ہے
وہ عہد شباب مین [illegible]

[illegible]

١٢٤

سوز دروں نے میری مجھہ ہی کو اوڑا دیا — کیا جانتا تھا خانۂ دل میں تفنگ ہے

سچ ہے کہ قدرداں سے ہی عزت کمال کی — گر جوہری نہ ہو تو جواہر بھی سنگ ہے

جاں پر یہ ہو کسطرح کرے دریائے عشق سے — اس قلزم حبیب کی مچھلی نہنگ ہے

پانی میں پھول تیر رہا ہے گلاب کا — یا آئینے میں عکس رخ لالہ رنگ ہے

لکھہ دینا بعد مرگ یہہ لوح مزار پر — عشق بتاں میں دیکھہ لو جاتی یہ ننگ ہے

قصر و محل کو دیکھکے خوش ہو نہ منعمو — گھر مل گئے وسیع تو کیا گور تنگ ہے

جاتا ہوں گھر میں یار کے دیوار پھاند کر — یہہ آجکل بڑھی ہوئی شوق شلنگ ہے

زلفوں کے بکھرے ہوئے بال رخ صاف پر نہیں — گھیرے ہوئے حلب کو سپاہ فرنگ ہے

رفتار ناز ہے یہہ پری میں نہ حور میں — سب سے نرالا یار کے چلنے کا ڈھنگ ہے

حیرت فزا ہیں مہر و محبت کے راستے — کہتے ہیں خضر عقل ہماری بھی دنگ ہے

حاصل ہے وصل اک بت عالی دماغ کا — عرش بریں سے آج برابر پلنگ ہے

ہوتا ہے دلکو وجد صدائے شکست سے — کاسے حباب کے یہہ نہیں جلترنگ ہے

مر جائیے سوال کسی سے نہ کیجیے — اللہ سے بھی مانگنا یہاں عار و ننگ ہے

دوزخ ہے خلد بعد فنا تو اگر نہ ہو — آغوش حور بھی مجھے قید فرنگ ہے

فرقت میں ایک بحر لطافت کی ہے یہہ چال — دریا میں گاہ گہہ لیٹ رہا پلنگ ہے

عاشق میں دل جگر کے یہہ تیر نگاہ کیا — پیوست ہے رگوں کی طرح جو خدنگ ہے

جو دیکھنا تھا دیکھہ چکے انقلاب دہر

ہوا اٹکڑے جنون کے ہاتھ سے گمیا پیرہن جاکے | خراش ناخن غم سے ہوئیں تل پھر بدن جاکے
عروس مرگ لیکر سوئیں اب کوئی تربت مین | ہوئے رخصت براتی رہگئے دولہا دولہن جاکے
اوڑھنی بوسی نصرت ہے پہن لیتے ہین کہنے سے | فقط ہاتھوں مین کنگنا باندہ سہرا نورتن جاکے
عجب رنگین او ابانع جہاں سے اوٹھتے جاتے ہیں | گلوں نے کیا ابھی ہو جائیگا سارا چمن جاکے
تماشا آج پروانون کا ہی شمع دیکھو | سنگا کر اپنے پہلو مین کوئی رکھدو لگن جاکے
سزا اچھی نکالی عاشقان خال ابرو کی | نہیں رحم و نسے الیقاتل کہیں تن سے بدن جاکے
بنا ہے جسم لاغر روح کا سایہ پس از مردن | لحد مین سم دنیا کے لیے رکھدیں کفن جاکے
بھرا ہے دل مین شوق دید شمع تجلی کا | مگر دیکھی ہمنے پروانون سے کوئی انجمن جاکے
یہان پر اک نہ آنکھوں کا اندھا آپہی رستا ہے | رہا کب یوسف دل سے ترا چاہ ذقن جاکے
حرم مین دخل گر نہ سے نہیں ہے مدین زاہد | ہمارے کعبہ دل مین ہے جا بہ ہمن جاکے
کسی دن وصل ہی ہو گر حقیقت مین محبت ہے | کہا کرتے ہو مجھکو پیار ہے کیا جانمن جاکے
متاع دل کو کس کس کے نہ لوٹا گیسوؤں نے بھی | جدھر جاتے ہیں پھرتے ہیں بہت رہزن جاکے
زمانہ جانتا ہے شادی و غم ہوتی ہین توام | مری تقدیر مین لکھا ہے کیا رنج و محن جاکے
رقیبوں کا بھی کدن دیکھنا دم نا گمین ہوگا | نہ جائیگا کبھی ای گل مرا دیوانہ پن خالی
تصدق اسقدر ہوتی ہوئی ہین انکی دانتوں | کہ پھر آتے ہین دریا عدن سے غوطہ زن جاکے
لگا بیٹھو اوٹھا کر تیغ کیا باتین بناتے ہو | جتایا کیجے جھ پہ اپنا بانکپن خالی
کوئی بھی تیر جذبہ لیسے مرے چوکنے پایا | کئے ترکش کے ترکش تونے او ناوک فگن خالی

صفحۂ دل پر مرے تصویر ہے [illegible] کھینچ لی
نقش عالم سے مٹانے مانی و بہزاد کے

گل بہت مشتاق ہیں [illegible] میری فریاد کے
نغمۂ بلبل سے اپنے نالۂ دل کم نہیں

نالۂ پر درد دل میں ضبط کر کے رہ گئے
منہ نہیں کھولا قفس میں خوف سے صیاد کے

[illegible]

گر یہی ہے ضعف تو بازار محشر میں ولا	جنس عصیاں کون لیجائیگا سر پر لاد کے
جو گدا پابند الفت ہے تر اوہ شاہ ہے	نام سے مجھکو تو نفرت ہی فقر آزاد کے

دیکھتا ہی یار کا منہ فصد کھلتی ہے **اشک**
دیدۂ بینای آگہی کو رہون فصاد کے

مٹ گئے نام و نشان تک بلبل ناشاد کے
بزم ہے ماتم کدہ ہر شے سے مجھ ناشاد کے
صبح سے بیٹھے ہیں عاشق منتظر جلاد کے
بزم میں اونکے کوئی عاشق ہوا پامال ہائے
کوہ غم کاٹے سے کٹتے ہیں کہیں عشق میں
موسم گل میں ذرا شوق اسیری دیکھنا
ہے یہ کس ناشاد کے مرنیکی عالم میں خوشی
خوب ہے ویو نہیں ولا بو باس الفت کی نہ ہو
خوش قد ونکے عشق میں ہیں دوستو مر تے ہیں ہم
گند خنجر ہو گئے تجھ سخت جان کے حلق پر
دید کی حسرت میں اپنی سیکڑوں ہی مر گئے
دل دیا ہے جسنے تجکو وہ دیوانہ ہوا
ایک دن میں سنگ پہ لے ہیں زمانے ہزار

باغ میں جس روز سے آئے قدم صیاد کے
نالہ و فریاد ہے بدلے مبارکباد کے
آج جوہر دیکھنے ہیں خنجر فولاد کے
شور گھنگرو کے نہیں غل ہیں مبارکباد کے
ہوت سر پر کھیلتی ہے رات دن فرہاد کے
پیچھے پیچھے پھرتے ہیں مرغ چمن صیاد کے
غلغلے پہنچے ہیں گردوں تک مبارکباد کے
پھول سب دیکھے ہوئے ہیں گلشن ایجاد کے
چاہئیں تختے ہماری قبر کو شمشاد کے
کیا رگیں اپنے گلے کی تار ہیں فولاد کے
کوی جانان میں اثر ہیں گلشن شداد کے
بھیس میں پریاں رہا کرتی ہیں آدم زاد کے
دل تماشے دیکھتا ہے عالم ایجاد کے

دشت غربت میں نہ پوچھو عاشق مضطر کا حال	پاؤں میں چبھ چبھ گئے ہیں خار اٹھتے بیٹھتے
خلد میں بھی یاد آئے جس گھڑی تم بعد مرگ	ساتھ حوروں کے نہ ہم ای یار اٹھتے بیٹھتے

ناتوانی میں نکالی ہے جنون نے چھیڑ چھاڑ
اشک چلئے اب سوی گلزار اٹھتے بیٹھتے

اک تیر نہ گذرا جگر و دل کی طرف سے	ترکش کئے خالی ہوئے قاتل کی طرف سے
ڈر ہے نظر بد کا بدن ڈھانک کے بیٹھو	مونہہ پھیر لو آئینہ کامل کی طرف سے
لیلی جو غم قیس میں بھرتی ہے دم سرد	کیا ٹھنڈی ہوا آتی ہے محمل کی طرف سے
تھا کون ترا تیر نگہہ روکنے والا	آیا نہ ہمارے جگر و دل کی طرف سے
محروم ہے دیدے عشاق دم ذبح	جلاد کئی آئے ہیں قاتل کی طرف سے
رو یا کئے ہم یاد میں اک زہرہ جبین کے	گذرے جو کسی دن چہ بابل کی طرف سے
صدقہ کرے عیسی پہ کوئی مجھکو پس مرگ	زلفوں کی بلائیں لی مری دل کی طرف سے
قاتل سے بھی دیکھا نگیا میرا تڑپنا	مونہہ پھیر کے رونے لگا بسمل کی طرف سے
کیونکر نہ ہو ڈر ملک عدم کے سفری کو	کھٹکا ہے بڑا قبر کے منزل کی طرف سے
جیو جو کشیدہ نہیں رہتا ہے سر اگل	بھرتا ہے کوئی کان عنادل کی طرف سے

سچ کہتے ہیں ای اشک کہ گھٹ جاتی ہے توقیر
بڑھتا ہے کبھی ہاتھ جو سائل کی طرف سے

چلتے چلتے اور اک خنجر لگاتے جائیے	میں نہ مانونگا بس اب جھگڑا مٹاتے جائیے

اب جو آئے پھول بھی میرے اوٹھا جائیے
آپ سا خوشتر و زمانے میں نہیں پیدا ہوا
لاؤں تصویریں میں صورت سے ملاتے جائیے
پھر بنارس اوس صنم کے ساتھ جائیں یا خدا
پھر کہیں سب گھاٹ پر گنگا نہاتے جائیے
سانگ بنکر سوز دل اظہار کیجے یار سے

اب بجا ہنسکے کہین ہم ہو تو دامن گیر ہے — عاشقو نکے قتل کی ورونہ تدبیر ہے
اے صنم جلوہ سے تیرے حیرتی ہر اک جہان — جس جگہ جو آدمی دیکھا گلی تصویر ہے
دل مرا مدت سے ہے وابستۂ زلف دراز — یار کا گیسو نہین یہہ عرش کی زنجیر ہے
پھوڑتے ہین اپنا سر شیرین ادا ونکے لیے — خون کی دھارین نہین ایک ایک جوہر شیر ہے
قید کی ایذا کو بھولین کس طرح تیرے اسیر — پانو مین اب تک نشان حلقۂ زنجیر ہے
دام گیسو سے وہ چھوٹین دل مرا ممکن نہین — رات سے تو اور کچھ الجھی ہوئی تقریر ہے
چھوٹتے ہین جب خنجر ابرو سے قاتل پیا ہے — ہنسکے کہتا ہے تمہاری موت دامن گیر ہے
مل گئی رحمت سے خاک آستان بو تراب — دونون ہاتھون سے سمیٹا چاہیے اکسیر ہے
سبزۂ خط یار کے روئے کتابی پر نہین — ایک صفحہ مین یہہ سبق آنکی تفسیر ہے
فصل گل مین چین بعد از مرگ بھی ملتا نہین — پھر مرا دست جنون گل سے گریبان گیر ہے
قید ہی زینت کوئی کوئی گرفتار بلا — طوق گردن مین ہان پھان پانو مین زنجیر ہے
اوسکی رحمت پر تو ہی دعوی نہین ہی جلد کا — باغ جنت زاہد ونکی کیا کوئی جاگیر ہے
دلین اونکے ناز باطن مین نہان ہے نیاز — آج آپس مین زبان حال سے تقریر ہے
قتل ہوجاتا ہون جب چڑھتے ہین ابرو ناز — یار کی چین جبین مجھکو دم شمشیر ہے
حال کھلجائیگا اوس گل کو دل پر داغ کا — خط مرا بالکل خط گلزار مین تحریر ہے
قتل عالم کو کریگی اوسکی چشم سرمگین — آنکھ گردش مین نہین ہے سان پر شمشیر ہے
خاکساری سے فقط پایا نبی آدم نے فخر — عرش سے تا فرش روضہ کی مری جاگیر ہے

اس تلاطم جہان مین کیا ہے ثبات ہمکو
مثل حباب دریا اکدم کے میہمان تھے

اے **اشک** کیا بتائین دلپر جو کچھ گذری
ہم نیم جان ہوئے تھے اغیار شادمان تھے

بسمل ہوا ہے قتل نہ خنجر اوٹھائیے
اتنا نہ اب تو بہر خدا سر اوٹھائیے

قاتل یہہ کہکے پاس سے بسمل کے ہٹ گیا
ایذا ہی جانکنی بہی تو دم بہر اوٹھائیے

پاس ادب تو نکا جنون نہین ہی دلا
ٹھوکر لگے تو چوم کے پتھر اوٹھائیے

مارا ہے ہمکو آپکے گیسو کے ہجر نے
لاشہ اوٹھائیے تو کھلے سر اوٹھائیے

مچلا ہوا ہے دیبا نہین نہ لفونکے طفل
آپ ہی کسیطرح سے مناکر اوٹھائیے

اب ناگنی سی لوٹ رہی ہے زمین پر
اے رشک حور زلف معنبر اوٹھائیے

کہدو یہہ واعظون سے کہ فصل بہار ہے
اب مسجدون سے آپ بہی منبر اوٹھائیے

کعبہ ہو یا کہ دیر غرض بندگی سے ہے
کسواسطے یہہ راہ کے چکر اوٹھائیے

اب زندگی سے **اشک** بہت تنگ آگئے ہین
کب تک جفائے ترک ستمگر اوٹھائیے

غیرت سے کٹے جاتے ہین اغیار کے آگے
گالی نہ دیا کیجئے دو چار کے آگے

شربت نہ دم نزع دیا ہاتھ سے اپنے
رو یا کئے بیٹھے ہوئے بیمار کے آگے

قامت مین کبہی حور بہی ہمسر نہین ہوتی
شمشاد تو کیا ہے قد دلدار کے آگے

مدت سے مریض غم فرقت ترے ہیں
مردے سے پڑے ہین در دیوار کے آگے

اٹھتا جہاں نہیں وہ سر اک گلعذار ہے | لوٹتا ہوا ترا چمن روزگار ہے
انگل یہہ دل جلوں کا نشان مزار ہے | بالین پر ایک خشک درخت چنار ہے
سوز فراق وصل میں جو آشکار ہے | عیسیٰ بھی پوچھتے ہیں یہہ کیسا بخار ہے
بیمار ہجر کا جو دم آنکھوں میں رہ گیا | بولی اجل کسیکا اسے انتظار ہے
دندان کا عکس سینۂ شفاف پر نہیں | بتیس جو تیسوں کا گلے میں یہہ ہار ہے
اچھی نہیں یہہ صحبت اغیار جانجان | سمجھا دیا ہے آگے تمھیں اختیار ہے
کی عرض میں نے شب کو رہوں یا کہ جاؤں میں | بولے وہ مسکرا کے تمھیں اختیار ہے
گھل کر ہوا ہوں ہجر میں مژگان یار کے | کانٹا ہے یا کفن یہہ مرا جسم زار ہے
دست جنوں رکا نہ پس از مرگ بھی مرا | اک جیب کیا تمام کفن تار تار ہے
جلتا ہوں رات دن تپش ہجر یار سے | شعلہ بغل میں ہے کہ دل داغدار ہے
کیا پوچھتے ہو حال مریض فراق کا | شدت سے درد ہے خفقان ہے بخار ہے
وحشت برس رہی ہے پس از مرگ بھی وہاں | جس دشت ہول خیز میں اپنا مزار ہے
دن رات تیری زلف کا سودا تو آ بری | آسیب کی طرح مرے سر پہ سوار ہے
اک دو سبو سے گرد کدورت نجائے گی | ڈھیروں ہی ساقیا مرے دل میں غبار ہے

رکتا نہیں جو آنکھ سے آنسو کسی طرح
اے اشک کسکے ہجر میں دل بیقرار ہے

منہ نہ پھیروں حشر تک ورس سے و آتشناک سے | کوئی انگارے بھی برسا اگر افلاک سے

موت آئی مجھکو ہجر میں خالق کی شان ہے
گر دوست ہے خفا تو عدو مہربان ہے
حسرت سے اک حسین کے دانتوں تلے دبا ہے
پہلو میں اپنے دل نہیں ہیرے کی کان ہے
اور لٹ ہوا پڑا ہے جہان جو مکان ہے

[illegible]

ہنس ہنسکے مجھکو قتل کیا بات بات پر	میٹھی چھری یہہ آپ کی میٹھی زبان ہے
پیسا ہزار طرح سے اس چرخ پیر نے	بندے کی آج تک تو وہی آن بان ہے
قاتل کو اپنے خون سے کیونکر بچائیے	کہتے ہین لوگ ہمکو اونہین پر گمان ہے
قصے سنے ہین ہمنے بہت حسن و عشق کے	وہ سب کہانیان ہین مری داستان ہے
ہم جلتے لحد کا پتا کیا تمہین بتائین	شعلے نکل رہے ہین بڑا یہہ نشان ہے
باتون سے اشتیاق ٹپکتا ہے وصل کا	مین پیر ہوچکا ہون مگر دل جوان ہے

ہو کیون نہ خوف وصل بت سبزہ رنگ کو
اے **اشک** وہ تو آپ ابہی وہان پان ہے

رحم کی جا ہے نہ قاتل کو ترس کیونکر آئے	مین جو قدمون پہ گرا اوسکے ابہی آنسو بہر آئے
عشق مژگان مین نہ آرام مجھے کیونکر آئے	نیند وہ شے ہے کہ انسان کو سولی پر آئے
عرس ہے دہوم سے کس کشتۂ حسرت کا ہلو	سنتے ہین خوب ہی بن ٹھن کے پری پیکر آئے
ہجر مین جسنے سنا نالۂ پر درد مرا	دل پر اک چوٹ لگی آنکہون مین آنسو بہر آئے
قتل منظور ہے صاحب کو تو حاضر ہون مین	اپنے دامن مین چھپای ہوی کیون خنجر آئے
سخت جانی مری مشہور ہے یہہ عالم مین ہوئی	ذبح کرنے کو ولایت سے کئی خنجر آئے
محتسب کا ہو برا جسسے تو دیکہا گیا	سامنے ٹہوکرین کہاتے ہوی جب ساغر آئے
بعد مرنیکے مری روح کو صدمہ ہوگا	بال کہولے ہوئے گر آپ جنازہ پر آئے
اوس پری حسن کے دانتون سے کبہی مل نہ سکے	لاکہہ بحرین سے حسن چنکے یہان گوہر آئے

پریون کے جھمگھٹے ہین شہید کی قبر پر
جو نامہ ہین جل کے تپ ہجر یار سے
معلوم ہوگا تجھکو بھی اے چرخ کینہ جو

لوح طلسم ہوگئین لوحین مزار کی
کیا بڑہ یان اوٹھائینگی ایذا افشا کی
پڑ جائے گی جو آہ کسی بیقرار کی

بیٹھے ہین بادشاہ سے شاہد چمن
اے اشک سر پہ ٹوپیان کہین بہار کی

جیتا ہون سونگھ سونگھکے بو زلف یار کی
پائی ہے دفن کو جو زمین کوی یار کی
زلفین قریب خال ہوا پر ہین یار کی
مکتوب شوق طائر بسمل سے کم نہین
دشت جنون دیا ہے اجارہ مین قیس نے
سودائی اونکے تارک دنیا کا نام ہے
امرت کیطرح کہا گئین مرنے پہ چوٹیان
دہوکا اوسے بھی سرو چراغان کا ہوگیا
کیا کیا مری لحد مین اوٹھائی پس از فنا
انجام کار صبح قیامت سے مل گئی
کانٹو مین چہد کے رہ گئے دیوانگان عشق
پائی پر آبلہ سے ڈہونڈینگے دشت مین

راس آگئی ہے آب و ہوا کنگبار کی
حورین بلائین لیتی ہین دن بہر مزار کی
یا بیر قین کہلین سر پہ زنگبار کی
کچھ کیفیت لکھی جو دل بیقرار کی
فرہاد سے ملی ہے سند کوہسار کی
زربفت کی قبا جو ملی تار تار کی
شکر سمجھ کے لیگئین ہنٹی مزار کی
تصویر کھینچ دی جو تن داغدار کی
تھین لذتین فشار مین آغوش یار کی
کتنی بڑہی ہے دیکھنا شب انتظار کی
حاجت ہوئی جو وادی وحشت میں ... کی
ابتو لہو لگا ہے زبانون کو خار کی

سنتا ہے کون اشک دل بیقرار کی
دل ہی مین بس آرزوے دل رہی
شمع کی چھاتی پر ہمیشہ بسمل رہی
صبح پیری آئی کہتا ہے کوئی
ہے بہت نزدیک اب منزل رہی

[illegible]

نرگس کی طرح وار ہیں آنکھیں مزار پر	بعد از فنا بھی حسرت دیدار میں رہے
پھنکا ہے کیسے روح نے پیرہن جسم	اب کون روز روز کی بیگار میں رہے

اے اشک دل نہ شاد ہوا وصل یار سے
محروم دور چرخ ستمگار میں رہے

کل تو آؤ گے مری لاش اٹھانے کے لئے	زہر تک پیس کے رکھ چھوڑا ہے کھانے کے لئے
غیر سے ہنستے ہیں وہ میرے جلانے کے لئے	روز اک بات نکلتی ہے ستانے کے لئے
خال عارض پہ ہے جس طرح یہ دام گیسو	طائر دل کہیں پھنس جائے نہ دانے کے لئے
حکم ہے پھینک دو کھدوا کے ابھی لوح مزار	یارہ آندھی ہے مرا نام مٹانے کے لئے
مجھ سے برگشتگی چرخ کا عالم ہے جدا	یوں تو ہے گردش افلاک زمانے کے لئے
اونکی زلفوں میں یہ خوشبو ہے کہ سارے عطار	مشک لے جاتے ہیں بالوں میں بسانے کے لئے
فقط اک مجھکو مناہی ہے وہاں جانے کی	گھر میں آنے کی اجازت ہے زمانے کے لئے
بھول جاتے جو پس از مرگ تو میں کیا کرتا	پاس آئے وہ مری لاش اٹھانے کے لئے
خوش دماغی کوئی اوس رشک چمن کی دیکھے	چاہتا ہے کہ گلا آئے نہانے کے لئے
تجھکو پیدا کیا اللہ نے او ترک حسین	بیگناہوں کا فقط خون بہانے کے لئے
خفقان ہے میں یہ سمجھا شب تنہائی میں	دوڑتی ہیں در و دیوار بھی کھانے کے لئے
گھر میں اپنے جو خفا ہوتا ہے وہ طفل حسین	ہم طلب ہوتے ہیں باہر سے منانے کے لئے
پاؤں پر گر کے میں کہتا ہوں کہ مر جاؤں گا	دور بیٹھے ہیں وہ مچلے ہوئے جانے کے لئے

[illegible]

اللہ رے نازکی نہ اوٹھا تھا ابھی قدم | ہاتھو نسے رکھئے وہ کمر کو سنبھال کے

ای دل سمجھ کے رکھنا قدم راہ عشق مین | رستہ بہت کڑا ہے ذرا دیکھ بھال کے

کیون ان نے وال حسن مین مونہہ دیکھتے ہین یہ | یہہ نفرت آئینہ سے ہوئی خط نکال کے

مرکر بھی عاشقو نکلے نہ دل سے تنا عبث | مرقد نہین یہہ ڈھیر ہین گرد و ملال کے

ایسا کیا ہے تنگ ہمین ہجر یار مین | پہلو سے اپنے پہینکدیا دل نکال کے

پردہ اولٹ کے حسن کا جلوہ دکھائیے | مشتاق سب کھڑے ہین تمہارے جمال کے

یون تو کبھی یہہ دید کا لپکا نہ جائیگا | جی چاہتا ہے پہینکدین آنکھین نکال کے

ناز و ادا سے تو جو کبھی باغ مین چلے | طاؤس و کبک سیکھ لین انداز چال کے

دینگے سوال کا یہہ نکیرین کے جواب | ساقی کے ہم غلام ہین بندے کلال کے

دندان پر ضیا کا ذرا فیض دیکھنا | تارے شعاع بن گئے ڈورے خیال کے

آیا کبھی خیال جو اعمال زشت کا | دریا بہائے عرق انفعال کے

بچ بچ گیا ہون گو تہی بخت شوم سے | رہ رہ گیا ہے ہاتھ وہ قبضے پہ ڈال کے

دم پر بنی ہے افعی گیسو کے عشق مین | جھگڑے مین جان پڑگئی موذیکو پال کے

روز حساب دیکھئے کیا انکا حال ہو | جو لوگ قرضدار ہوے ہین کلال کے

کہیلا جو آکے باغ مین بوٹہ وہ گلعذار | غنچے بھی قمقمے نظر آئے گلال کے

چشم سیاہ یار جو آنکھون مین چہپ گئی
وحشت مین اشک پاس نہ پھٹکے غزال کے

جو بڑھین تو سنگ کوئی یار لیکے چلے [illegible]
کوئی گلاب کے شیشے ہزار لیکے چلے
وہ گلعذار جو پہولون کے ہار لیکے چلے [illegible]
گلون کی بو نہ چمن کی بہار لیکے چلے
مثال شیشہ ساعت غبار لیکے چلے [illegible]
سنا تو ہے کہ ارادہ ہے سیر گلشن کا
رقیب کو نہین ساتھ یار لیکے چلے
جو وہ ہمارا دل داغدار لیکے چلے [illegible]

[illegible]

سن ترانی کی جو لی وہ بت مغرور مرا
کہین موسے بہی کا انداز سخن اچہا ہے

چاندنی ماہ سے مرنے پہ جو ہاتہہ آجائے
ناتوانون کی لئے یہہ ہی کفن اچہا ہے

جانتا ہے تجہے لیلی سے حسین مجنون بہی
کوہکن کہتا ہے شیرین سے دہن اچہا ہے

منعمو فایدہ کیا بعد فنا زینت سے
شامیانہ ہے تکلف کا کفن اچہا ہے

تو ہی منصف ہو بہلا کس سے کوئی دے تشبیہ
سارے میوون سے ترا سیب ذقن اچہا ہے

اپنی تعریف جو فرماتے ہین کیا نادان ہین
آپ بو دیگا اگر مشک ختن اچہا ہے

رنج راحت ہے کسی جا پہ کہین راحت رنج
سارے شہرون سے بیابان وطن اچہا ہے

سیر گلزار کیا کرتے ہین ہم گہر بیٹہے
دل پہ جو داغ ہے یہی کوئی چمن اچہا ہے

ایک عالم پہ کسی کی نہ گذرتے دیکہی
ایسی شادی سے مجہے رنج و محن اچہا ہے

ایک دل کا مرے سو بار نشانہ جو کا
لوگ کہتے ہین کہ وہ تیر فگن اچہا ہے

جوہری وصف جو کرتے ہین بڑی جہوٹے ہین
تیرے ہونٹون سے بہلا لعل یمن اچہا ہے

کون کہتا ہے اسے چشمۂ خضر اے یوسف
ڈوب مرنے کو ترا چاہ ذقن اچہا ہے

یاد احباب مین رو رو ہی کے ہم مرجاتے
رنج غربت سے جو بہولے ہین وطن اچہا ہے

بوے الفت کسی گلرو مین نپائی ای اشک
خاک تہہ چمنستان دکن اچہا ہے

سنور جاتے ہین بگڑی کام جب تقدیر لڑتی ہے
لگاتے ہین وہ تلوارین کہڑی جو زنگ ہوتے ہین

کسی کی لاش اس دم کوچۂ قاتل مین گڑتی ہے
ہٹین پیچہے قدم کیونکر قضا دامن پکڑتی ہے

عجیب حال رہا ہے فراق گیسو مین
حضور نے کبھی جو ہوتون خبر نہ لی دل کی

عدم کا راستہ کن کن مصیبتون سے کٹا
پہنچکے گور مین راحت ملی ہے منزل کی

پس از فنا بھی جلائینگے ہے یقین دلکو
بنائی جائیگی تصویر گر مری گل کی

مرونگا اوس یم خوبی کے ہجر سے اگر مین
خرید یکھون ابہی سے زمین ساحل کی

وہ ترک یاد جو کرتا ہے اب بھی روتا ہے
نگاہ یاس کہین دیکھہ لی تھی بسمل کی

پس از فنا نہ پڑی آنکھہ حور جنت پر
کبھی تھی دل مین یہہ صورت پری شمائل کی

بچا نہ وہ جسے افعی زلف نے کاٹا
اسیر اسکے زہر مین تاثیر ہے ہلاہل کی

تمہارے عشق مین کس نے نہین لہو تھوکا
تمام شہر کو بیماریان رہین سل کی

جنون مین لوگ عبث مجھکو قید کرتے ہین
اسیر زلف کو حاجت نہین سلاسل کی

گلون کے شوق مین نغمہ سرا جو ہوتے ہین
تو بھول جاتے ہین منقار سے عنادل کی

پڑا تھا کام کسیکو ایسا کبھی تباہی مین
تمہارے ہاتھون سے مٹی خراب ہے دل کی

نہ ڈر کے طائر رنگ چمن پریدہ ہو
یہہ سیٹیان کہین موقوف ہون عنادل کی

کوئی نظر مین سماتا نہین حسین اوسکے
تمہین سے بہتی ہے لو آنکھہ ماہ کامل کی

عدم سے آکے لیا دم نہ ملک ہستی مین
لحد مین سو رہے کشتی چڑہی یہہ منزل کی

جو ایک زہرہ جبین کا ہوا ہے شیفتہ دل
تو جان لو مری مٹی ہے چاہ بابل کی

ستم پہ اشک ہو مظلوم آہ نہین کرتے
یہہ راہ دیکھہ رہے ہین امام عادل کی

١٣٦

کیا نحیف [illegible] ہے تیرے ناتوان کی آہ نے
خاک ہی [illegible] نہ آیا جیخ بیداد سے
کر دیا بیتاب یہہ شوق شہادت نے مجھے
خود گلا کاٹا ہے اپنا خنجر فولاد سے
فصد کہلتی ہے جنون مین عاشق نالان کی جب
کیا لپٹی ہے رگ جان نشتر فصاد سے
کسکو دنیا مین ہمارے قتل کی شادی نہین

[illegible]

۱۳۷

وجد میں احباب کو اے اشک لایا چاہیے		نشائگان میں اک غزل سکو سنایا چاہیے
انکی وحشت میں ولا وہ رنگ لایا چاہیے		نام مجنون کا زمانہ سے مٹایا چاہیے
آسمان پہ تیر آہون کے لگایا چاہیے		آفتاب چہا نشانہ ہے اوڑانا چاہیے
چرخ کو تاثیر آہون کی دکہایا چاہیے		اسمن پرانے سنکہنڈہ یکو آج ڈہایا چاہیے
لے پری دیوانگان عشق سارے جمع ہین		بیڑیان منت کی پاؤن سے بڑہایا چاہیے
اونکی صحبت مین جو الفت کا مری ہوتا ہے ذکر		ہنسکے کہتے ہین کسی مین آزمایا چاہیے
کی سزا تجویز شیرین نے یہہ جرم عشق کی		کوہکن کے سر پہ اک تیشہ لگایا چاہیے
ہر قدم پر یا تو چلنے مین اولجہہ جاتے ہین آپ		یار اتنا بہی نہ زلفونکو بڑہایا چاہیے
فصل گل ہے آج کل زور و نیہ ہے دشت جنون		دہجیان دامان صحرا کی اوڑایا چاہیے
ان حسینان پریوش کو بہی رہتی ہے فکر		آدمی کا دل کسی صورت دکہایا چاہیے
ہے اگر او لٹی خدائی سے ہر اک صنم بتان		برہمن رہون فن مومن کو جلایا چاہیے
قتل کروایا ہے او قاتل مرے دلنے مجھے		تان کر پہلو مین اک برچھی لگایا چاہیے
یار سے وصلت مین باتین بیجا بانہ رہین		آج اٹھ پھر کر نقاب رخ اوٹھایا چاہیے
وصل مین اوس حور وش کے منہہ سے ہو ہمکو لگے		حوض کوثر پاس ہے غوطے لگایا چاہیے
یا ہمین ہمسایہ کرینگے کچہہ نہ کچہہ پیرمغان		بہٹیون کے پاس کوئی گہر بنایا چاہیے
ہم فقیر ونکو بہلا ظل ہما سے کام کیا		اوس شہ خوبان کے دیوار دکہایا چاہیے
خاک آوارہ ونکی گردش میں ہے مرنے پہ بہی		اے فلک اب چاک ہوا کر پہر اڑایا چاہیے

باعث فتنہ ہوا یار ترا حسن شباب
رنج ہیں کافر و دیندار میں آتے جاتے

خط صفائی کا مجھے آپ ہی اب لکھینگے
مو ہیں آئینہ رخسار میں آتے جاتے

چال چلتا ہے بناوٹ کی جو وہ طفل حسین
کبک کے ڈھنگ ہیں رفتار میں آتے جاتے

کم سنی ہے جو ذرا ہوش اوسے نہیں آجاتا
شوق سے محفل اغیار میں آتے جاتے

اشک دولت جو قناعت کی ہمیں ملجاتی
ان حسینوں کے نہ دربار میں آتے جاتے

کب غیر محبت سے پکارے نہیں جاتے
ہم کو تجھی سے کس پہ وزاوتاری نہیں جاتے

حسرت سے یہی بلبلیں کہتی ہیں قفس میں
صیاد یہ صدقے بھی اوتارے نہیں جاتے

روتے ہیں وہ مجھہ کشتۂ حسرت کے الم میں
گیسو بھی کبھی ان سے سنوارے نہیں جاتے

او فتنۂ عالم وہ بتا کونسا دن ہے
اس کوچہ میں دو چار جو مارے نہیں جاتے

اس درجہ خجالت ہے گناہوں سے پس از مرگ
محشر میں بھی جو شرم کے مارے نہیں جاتے

ان موذیوں سے جان بچائے کوئی کیونکر
گیسو یہہ وہ کالے ہیں کہ مارے نہیں جاتے

آتے ہو تو غیروں کو نہ لایا کرو صاحب
اس روگ سے ہم گھر میں تمہارے نہیں جاتے

پہاڑیں گے کفن بعد فنا ہو کے ہم گل ہیں
وحشت کی تو یہہ جوش ہمارے نہیں جاتے

کیا جائیگا دل سے یہہ بخار غم ہجران
مرنے پہ بھی اس تپ کی حرارے نہیں جاتے

کی دلمیں نہ اوس نے ذرا آہ نے تاثیر
کیا عرش پہ یہہ تیر ہمارے نہیں جاتے

گو تاق ہیں اے ترک ہم از داد الم سے
ہمت تو کسی بات میں ہارے نہیں جاتے

کسی کا رشک فلک بانکپن نہ دیکھہ سکا	ہزارون خاک کے پیوند کجکلاہ ہوئے
لقب ہوا مہ کنعان اگرچہ یوسف کا	وہ حسن آپنے پایا کہ رشک ماہ ہوئے
چہ ذقن مین جو پہنچا ہمین مقدر نے	عزیز کہتے ہین یوسف غریب چاہ ہوئے
جنہین ہے عشق وہ محروم وصل ہین پر	جہان مین عاشق و معشوق کے تباہ ہوئے
فلک کے سات توے دم مین توڑ جائینگے	کہین بلند ہمارے جو تیر آہ ہوئے
کریگا عذر قیامت کو کیا بت خونریز	خدا ہی جانتا ہے قتل بیگناہ ہوئے

خدا کے سامنے کس منہہ سے جائینگے اے اشک
کہ تھوڑی عمر مین ہمسے بہت گناہ ہوئے

فایدہ کیا ہے جو چند سینکڑون گھر گر پڑے	لطف ہے گر قصر گردون اڑ اڑا کر گر پڑے
منہہ جو غرفہ سے دکھایا تمنے اے رشک پری	سینکڑون انسان غش کھا کھا کے باہر گر پڑے
رعب جو ڈالا ذرا دیوانگان عشق نے	ہاتھہ جلادونکے یہہ کانپے کہ خنجر گر پڑے
قتل مین انکار کچھہ بھی گر ذرا اٹکت ہے کیا	پانون پر اوس ترک کے دو ایک جا گر پڑے
شعلہای داغ ہجران سے ہو خالق کی پناہ	خاک ہوجائے اگر اوڑ کر سمندر گر پڑے
باغمین آیا جو بہر سیر وہ خوش قد مرا	کٹ گئے شمشاد خجلت سے صنوبر گر پڑے
عطر کی بو سے معطر ہوگئے سبکے دماغ	گر کہین وہ موے گیسوے معنبر گر پڑے
موسم گل مین جو بلبل قید سے چھوٹی تو کیا	کشمکش ایسی قفس مین تھی کہ سب پر گر پڑے
جھلک اک آئینہ رو کے ہجر مین کرتے ہین آہ	کیا تماشا ہو اگر سد سکندر گر پڑے

تماشا تا کیوں نشان صیاد و بلبل کا گلستان سے
عدو جب باغبان ہوتا ہے تب کاشانہ جلتا ہے

موئی پر بھی حسد باقی ہے اتنا غیر کے دل میں
کہ سن میں گر ہمارے عشق کا افسانہ جلتا ہے

تپ غم کی حرارت ابتو دل سے روح تک پہونچی
تماشا ہے مکان کے ساتھ صاحبخانہ جلتا ہے

خجل ہوتا ہوں کیا کیا دل میں اپنی سخت جانی کی
جو بزم شمع رویاں میں کبھی پروانہ جلتا ہے

دہواں کیونکر نہ سمجہیں زلف کو ہم آتشیں رخ پر
سپند آسا اثر خال سیہ کا دانہ جلتا ہے

اوتار یکی جگہہ پر یونکے پہونکی آتش غم نے
دوہائی ہے مری دل کا مسافرخانہ جلتا ہے

تصور اون لب و دندان کا ہوا آتش حسرت
یہہ دل جلتا نہیں اپنا جواہرخانہ جلتا ہے

تری زلفوں میں جو الجھا مشاطہ نے کنگہی کی
جلایا ہے تو عنبر کیطرح وہ شانہ جلتا ہے

ڈرے کیونکر نہ آہ رند تر دامن سے زاہد بہی
نہ اوٹھہ بہاگے تو سارا دلق سالوسانہ جلتا ہے

ہر ایک میخوار کا دل بک گیا ساقی کی خست سے
بجھانے بہی نہ جائیں گر سنیں میخانہ جلتا ہے

نہوگا اشک سیر غم کبھی اوتنا لگانے کو
خرابی پر مرے جتنا دل بیگانہ جلتا ہے

یار شانہ وہ تم یقین ہو بہلانے آسکے
سو گیا ہوں مجھے کا ہیکو جگانے آئے

نزع میں غیر جو آیا مرے بالین کیطرف
میں یہہ سمجھا ملک الموت سرہانے آئے

کیا آوارہ وطن مجھکو بتوں نے پس مرگ
گومتی چھوڑ کے گنگا میں بہانے آئے

گہر میں جانے پہ بگاڑ آج ہو اور بانسے
سگ جانان تو مجھے پہاڑ ہی کہانے آئے

دیکھنا اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤں گا
محفل غیر میں جسوقت وہ گانے آئے

یار کعبہ سے ہے مطلب نہ کلیسا سے غرض
گہر ترا چہوڑ کے ہم لوگ کدہر جاینگے

بعد مردن نہین درکار ہمین شمع و چراغ
قبر مین ساتھ لیئے داغ جگر جاینگے

صفت شانہ ہو صد چاک بلا سے مرا دل
یہہ پریشان ترے گیسو تو سنور جاینگے

فصل گل باغ مین آنے دے ذرا اے گلچین
روز پہولون سے ترے ٹوکرے بہر جاینگے

معترف اپنے ستم پر وہ بہلا کیا ہونگے
دیکہنا ذکر جب آئیگا مکر جاینگے

لاش تیرے گی صنم بعد فنا اشکون مین
قبر مین لیکے جیسے دیدۂ تر جاینگے

ناتوان ہون مگر اتنا وہ سمجہہ لے دلمین
آسمان تک مری آہونکے شرر جاینگے

یہہ ضعیفی مین رہیگا نہ بہونکا کس بل
چلّے ترکون کے کمانون کے اوتر جاینگے

ایک اک دیکہنا مشتاق شہادت ہوگا
باندہ کر آپ جدہر تیغ و سپر جاینگے

اون سے چہٹ کر نہ جئینگے کبہی عاشق اونکے
سیکڑون اپنا گلا کاٹ کے مر جاینگے

حشر کو خلد کے رستہ پہ محب ہونگے اشک
دشمن آل نبی سوے سقر جاینگے

بہار آئی الٰہی چمن چمن پہولے
روش روش گل و نسرین و یاسمن پہولے

ہزار رنگ کی بو دیتے ہین گل مضمون
ہو رق نہین مرے دیوان کے ہین چمن پہولے

نہ دیکہین سبزۂ خط سادہ رو کبہی یا رب
ہمیشہ لالہ ہی گرچہ ذقن پہولے

ہزار رہے گا وہ عاشق سے جو حسین ہوگا
ہین عندلیبون سے غنچونکے کیا دہن پہولے

سوال وصل کرون کیا مزاج نازک ہے
عجب نہین کہ کوئی گل دم سخن پہولے

[illegible]

اثر رکھتی ہے آب تیغ قاتل آب حیوان کا
بنے گی لال مچھلی قطرہ خون شہیدان سے

نہ رہنے پائینگے جنت میں ہم اولاد آدم ہیں
زبردستی نکالیں گے شیاطین کو جنان سے

چراغ اگر جلاتا کون تجھ حبشی کی تربت پر
سحر کرتی ہے شب بھر روشنی غول بیابان سے

چھری سے ہاتھ ہم پھر اوا اپنا کاٹ ڈالینگے
اگر تصویر یوسف نکلی تصویر جانان سے

کبھی قید محبت سے وفا پیشہ نہ بھاگینگے
سوئی پر دیکھنا مر رہ بھی نکلے گا نہ زندان سے

پس از مردن گھسیٹا کوی جانان کی محبت نے
اوڑا کر خاک دیوانو کی لے آئی بیابان سے

بنایا ہے زمین کو آسمان عشق مہ رو نے
ستارہ ہے ہر اک ذرہ شعاع مہر تابان سے

غزل کا ایک ک مصرع ہے یا شاخ گل تر ہے
مشابہ ہے مرا دیوان سعدی کی گلستان سے

نشانی دے کے چھلا لے لیا اس ماہ طلعت نے
پری نے چھین لی انگشتری دست سلیمان سے

اوٹھائے ہیں پری پیکر جنازہ دوش پر اپنے
مرا تابوت بھی کچھ کم نہیں تخت سلیمان سے

چھپا لیتے ہیں شرما کر رخ روشن جو زلفوں میں
چمک جاتے ہیں گورے گال دونوں ماہ تابان سے

کلیجہ میں کوئی رہ رہ کر اک برچھی چبھوتا ہے
مرے دم پر بنی ہے الفت مژگان جانان سے

بلاے ناگہانی سے خدا محفوظ ہی رکھے
بڑی مشکل ہے قاضی کو نکالا بزم رندان سے

تمنا ہے شہادت دیکھنا قاتل سر میدان
لپٹ جائیگا ایک اک قطرہ شمشیر عریان سے

اسیر ناتوانی رات دن فریاد کرتے ہیں
دہائی ہے گھٹا جاتا ہے دم طوق گریبان سے

مری ایذا رسانی سے مزہ ملتا ہے قاتل کو
چھڑکتا ہے نمک زخموں پہ لے لیکر نمکدان سے

زلیخا بھیک مانگے کیا خدا کے کارخانے ہیں
عزیز مصر یوسف نکل کر چاہ کنعان سے

حشر ہو جائیگا دم مین ہاتھ اوٹھا او ظلم سے
منھہ برستے ہین نکل آیا جو باہر نازنین
ہجر کی شب نے کہیا تھوڑیسی کہا کر سو رہین
آسمان حسن کہتے ہین تجھے سب ہنیا قی
ناتوان ایسے ہی ہوتے ہین کہین آفاق مین
کیا وطن مین جی لگے دیوانگان عشق کا
روح کہتی ہی شب فرقت نکل جاؤنگی مین
لوٹ دو دونون ہو گئے ترکشین کو دیکھکر
جانتے ہین واجب التعظیم اوسے سارے فریق
اب تو کج بحثی کی عادت ہو گئی اوس ترک کو
ہر قدم پر سنگپا دشت جنون مین ناتوان
ہجر مین سامان عشرت ہی مجھے سامان حشر
گہر دو آبہ ہے اپنا چشم تر کے ہاتھ سے
آتش غم نے جلا کر دل سبک کر دیا
لو لگی تھی جب خدا سے دل لگی عشق بت نہ تھا
فصل گل مین دشت تک آ نکلی نہین طاقت مجھے
غیر بھی آیا جو وہ آئے عیادت کے لئے

اے جنون نالہ ہمارا صور اسرافیل ہے
بوندیون کی چوٹ سے سارے بدن مین نیل ہے
موت کو عرصہ ہے آنے مین یہان تعجیل ہے
قطرے ہین یہہ نا کہین الماس کی جو کیل ہے
ایک اک جوتی مقابل مین ہمارا فیل ہے
عیش باغ اوجڑا پڑا ہے خشک سوتی جھیل ہے
وصل جانان مین ابھی سو عیب نکلی جو برے
مین ادہر غش ہون ادہر بیہوش عزرائیل ہے
مصحف رخ کو فرنگی کہتے ہین انجیل ہے
گفتگو ہر امر مین ہر بات مین تاویل ہے
راہ مین کانٹا نظر آیا تو سمجھا میل ہے
دشت مطرب مین نہین نغمے صور اسرافیل ہے
داہنی جانب ہے گنگا بائین جانب نیل ہے
اب کہین گے لوگ کعبہ صورت قندیل ہے
عرش مین لٹکی رہی برسون یہہ قندیل ہے
اے جنون صحرای وحشت تو ہزارون میل ہے
روز بالین پر مری موجود عزرائیل ہے

خنجر ابروی قاتل حلق پر چلتا ہے آج
دم نکلتا ہے مگر آنکھیں سوے قاتل ہیں لگا
دولت دنیا سے ہے کس درجہ مستغنی مزاج
جب نظر کاسہ پہ کی منعم کے دم پر بن گئی
صورت کافور اوڑجاتا یہہ گورا رنگ بھی
وہ ہتیلی ہے کہ جسکو دیکھکر سب محو ہین

ناوک مژگان تو مدت سے ترازو دل مین ہے
کوئی تو حسرت ابھی باقی دل بسمل مین ہے
یہہ تو کہلے بھی ابھی تیرے سائل مین ہے
وا دہان اژدہا گویا کف سائل مین ہے
خال مین ہے وہ اثر جو دانۂ فلفل مین ہے
یا کوئی لوح طلسمی یہہ کف عامل مین ہے

انبیا و اوصیا کی اشک جینے کی مدد ہے
ہم غریبون کا وہی حامی ہر اک مشکل مین ہے

کہین دولت سراے یار سے اغیار اوڑ جاتے
صدای لن ترانی بام سے سنتے جو بس ہوتا
کہین جلجل کے رند بادہ کش یہہ جو اگر جاتے
کسی صورت سے یہہ آپس کا جھگڑا پاک ہو جاتا
نہ قیدی زلف کے ہوتے نہ بنتی گو وہ مجکو بیچ
گلاب ایسا کہان ہوتی رسائی گر تری گھر مین
نہ نکلے خانۂ صیاد سے وحش و طیور آ کر
کبھی ناحق دیا جاتا نہ سولی حق پہ گر ہوتا
نہ دیتا فصل گل مین مے اگر زندان مفلس کو

تماشا تھا اگر اس گلستان سے خار اوڑ جاتے
لگا کر پر تمہارے طالب دیدار اوڑ جاتے
تو گولے رال کے بنکر خم خمار اوڑ جاتے
و یا دنیا سے سارے کا فرو دیندار اوڑ جاتے
ہوا جس سمت کی ہوتی تمہارے زار اوڑ جاتے
بھی منہہ کا عرق لیلے سے عطار اوڑ جاتے
اگر نہ چھوٹ کے وحشی بھاگتے پر دار اوڑ جاتے
فرشتے تسبیح منصور لیکر دار اوڑ جاتے
ہزارون ہی خم میخانۂ خمار اوڑ جاتے

او سدن نثار کرکے یہ دل ہم بھی پہنچے ہیں
انجام کا خیال دلا جاہیے ضرور
ہم ہر طرح حسینونکی صحبت مین ملگئے
اللہ کیا تصور گیسو کا ہے اثر
پہنچے ہے ضرر نہ شمع سے قسمت ہو گر رسا
غربت مین ہون پہ چین نہین لگے اہا ہے

جسدن تمہاری زلف شکن پر شکن بنے
قطع لباس بعد ہو پہلے کفن بنے
سید کہین بنے تو کہین برہمن بنے
آنکھون کے ڈیلے نافہ مشک ختن بنے
پروانو نکو جہاز دخانی لگن بنے
یہان بھی عدو جان مرے اہل وطن بنے

عشق بتان سے پہلے مسلمان ہون تو ہو
پہرتے ہین **اشک** اچھے بھلے برہمن بنے

تلوار پہ قتل تو سو بار نکالی
دیوانون کے اب قتل پہ باندھی کمر او نے
یاد آگئی یوسف کی ہر اک شخص کو صورت
پیدا ہوئی تیزی شش تری ابرو کیطرح سے
ہر وقت مرے قتل پر آمادہ ہے قاتل
منہہ پہیر کے قاتل نے چھری حلق پہ پہیری
آنکھون سے قیامت مین مین دیکھون اوسے انداز
لپٹا کے گلے پیار کیا خوب شب وصل
گردون نے کیا تجربہ پہر پہر کے مجہی پر

حسرت بھی کوئی آپ نے او یار نکالی
پوشاک پہنے کو جو گلنار نکالی
تصویر جو اوسکی سر بازار نکالی
خنجر کی بھی ترکیب جو خمدار نکالی
شب کو بھی کئی مرتبہ تلوار نکالی
کیا خوب مری حسرت دیدار نکالی
جس شخص نے یہ اوٹ کی دیوار نکالی
جی بہر کے تمنائے دل زار نکالی
صورت جو پئے ذلت اغیار نکالی

١٤٥

خالق نے یہ دل سے خلش خار نکالی
چتون تری آنکھون مین وہ جادو سے بھری ہے
اس بزم خرابات مین ہین کوئی بری ہے
یہ زیست کا عالم ہی چراغ سحری ہے
آنکھین ہین تری ... سینہ دو سے قاتل نے مری ...

١٤٦

نادان نہ غفلت مین گنوا عمر دو روزہ — پچہتائیگا اکدن جو یہی بیخبری ہے

کیا راحت و آرام سے کام اہل فنا کو — کچہ مصلحت اسمین ہے جو یہ بیخبری ہے

رو نیکی جو طاقت ہو تو عالم کو بہا دو — باقی ابہی آنی مری آنکہو نمین تری ہے

عشاق پہ کیا غیر کے بہی کٹتے ہین چہرے — جو سامنے اوس چہرے کے آیا نظری ہے

کام آئیگی ہر شخص کے اللہ کی رحمت — وہ کون ہے دنیا مین جو عصیان سے بری ہے

اللہ سے ہم دیکہنا فریاد کرین گے — اے دل جو بتون کی یہی بیدادگری ہے

دوری سے تمہاری ہے یہ غم اہل وفا کو — ہر بزم مین نغمہ کے عوض نوحہ گری ہے

دلچسپ ہے کس مرتبہ عکس قد موزون — ہر آئینہ مین لطف عقیق شجری ہے

کس نے تری فرقت مین نہین داغ اٹہائے — جو دل کا نگینہ ہے عقیق شجری ہے

سویا کبہی عریان جو وہ قاتل تو یہ سمجہا — شمشیر برہنہ مرے پہلو مین دہری ہے

خالی نہین دنیا مین غرض رنج سے کوئی — طفلی مین بہی کتنون کو غم بے پدری ہے

کوہ الم اے ثانی شیرین نہین کٹتا — فرہاد یہی کہتا ہے بڑی دردسری ہے

پتہر مین شرارے نہین ہین طور کے شعلے — ہر چیز مین اے یار تری جلوہ گری ہے

کل ٹہوکرین کہائیگا ہی دیکہنا غافل — جس سر پہ ترے آج کلاہ چتری ہے

شعر اپنے جو دیکہے کہین بیٹے تو کہا اشک
اولاد کے جیتے جی مری دربدری ہے

گریبان چاک گل نکلے تڑا آتی ہی گلشن سے — تڑپ کر بلبلین گر گر پڑین اپنے نشیمن سے

[illegible]

نکلجاتے ہیں اپنے گہر سے لوگ یا تو نکو
ره الفت میں سر کٹ کر سبکدوشی ہوئی حاصل

یہ تنگ آئے ہیں ہمسا مری افغان شبون سے
بڑا یہ بوجہ قاتل نے اوتارا میری گردن سے

ہمارے زخم کاری دیکھہ کر جراح کیا رویا
گریبان کون پکڑیگا مرے قاتل کا محشر میں

لگا ہے آنسوؤنکا ایک ٹپکا چشم سوزن سے
خدا کے سامنے کہدونگا میں بیاضی ہو دشمن سے

کیا دیوانہ اک دہقان بچہ کے عشق نے مجھکو
لئے جو اوس لب رنگین نے بوسے آج غنچے میں

بدن کے استخوان سب چور ہیں سنگ فلاخن سے
نگین یاقوت کے ہاتھ آگئے ہیں سیب کی معدن سے

بلا ہی جان عاشق ہے تمہارا عشق گیسو ہی
نزاکت کہتی ہے ہو لونگا کہنا چاہئے تجھکو

شب فرقت میں تنگ آگیا ہوں زلف کی اولجھن سے
کہیں یہ پیارے پیا رہا تہہ جیل جائیں گلشن سے

ہزاروں الفت ہیں تیر نگاہ ناز کے زخمی
لگا تا ہے نشانے ترک دیوار دل کے روزن سے

جلائیں مار ہو الیں جسکو جی چاہے زمانہ ہے
طلب میری لئے قمچی ہے گا ہے تازیانہ ہی

بتوں کے گہر میں ان روزوں خدائی کارخانہ ہے
مقدر میں یوں ہیں لکھا تھا الفت کا بہانہ ہے

ہزاروں درہم داغ جنون کتیا ہون شیشہ سے
چمن میں سنکے ہر گل ہوتا ہے وجد میں گر

مرے قبضہ میں گویا آج قارون کا خزانہ ہے
ہمارا نالۂ دل یا رہ بلبل کا ترانہ ہے

ہزاروں آدمی کرتے ہیں سجدہ ہی اسکو
نکلیوں مثل ہوا یہ تو سن عمر روان بہاگے

بڑا حاجت روا ہے خلق بت کا آستانہ ہی
نفس کی آمد و شد دمبدم اک تازیانہ ہے

عروس مرگ ہم بیاہ کر لئے جاتے ہیں گہر اپنے
مبارکباد نوحہ شور ماتم شادیانہ ہے

جمن ... زلف پیچان تازیانہ ہے
چمن ہے بزم ساقی پھول ہیں جام ... نگین
... قلقل مینا کہ بلبل کا ترانہ ہے
لب رنگین کی باتوں سے یہی ثابت ہوا ہمکو
دہان تنگ اونہیں لالون کا گویا آشیانہ ہے
تمنا ہے ذرا دیکھے سب اہل نظر دیکھیں
غزل جو ... دیوان میں سے عاشقانہ ہے
کسطرح ... یار میں عاشق کو کل ...

[illegible]

ولا ہے کوچہ گیسو مین خوف سے لٹکا
یہان خطر ہو مسافر قدم اوٹھا کے چلے
وہی ملا جو مقدر مین لکھہ گیا اے ہوت
بہت سی ہم بھی زمانہ کی خاک اوڑا کے چلے
نگاہ پڑتے ہی عشاق تاڑ لیتے ہین
ہزار کوئی دوپٹہ سے منہہ چھپا کے چلے

جس جا کے مانگتا ہون دعائین یہ ہجر مین
میرے سوا جو اوسکو چھوئی ہاتھہ گل پڑے

نالہ ہمارا صور قیامت سے کم نہین
ڈر ڈر کے خفتگان لحد بھی اوچھل پڑے

اسدرجہ غم ہوا مرے مرنے کا یار کو
پردے سے روتے پیٹتے باہر نکل پڑے

گریان مین بے سبب نہین بزم شراب ریز
دیکھا جو آفتاب کو آنسو نکل پڑے

رفتار ناز سے نہ قیامت بپا کرو
مردے کئی مزار سے باہر نکل پڑے

شکل حباب بحر نظر آئے آسمان
جسدم ز چشم تر سے کوئی اشک ابل پڑے

کہتا ہے یہ تڑپ کے شب ہجر دل مرا
دشمن کی چین مین نہ الہی خلل پڑے

اولجھن دل حزین کو سوا ہو نہ کسطرح
زلفون مین اونکے اور سلجھنے سے بل پڑے

دیکھا جو اونکے افعی گیسو کو دور سے
آنکھون سے طفل اشک مچلکر نکل پڑے

اے اشک تمیہ مصرع آغا یہ ختم ہے
جس جا کوئی حسین نظر آیا پہسل پڑے

جو کوے یار سے ایذا و رنج پا کے چلے
اجل پکارتی کہان بستر اوٹھا کے چلے

دل حزین کو وہ زلف رسا دکہا کے چلے
بلا مین طائر وحشی مرا پہنسا کے چلے

نہ ٹھہرا پاؤن دم امتحان جو غیرونکا
ادہر سے ناوک مژگان بھی اوٹھا کے چلے

ہوا ہے غم سے ترا ناتوان یہ کاہیدہ
مجال کیا جو ذرا سامنے ہوا کے چلے

مرض ہے وحشت نوردی کا ناتوانکو
نہ اوٹھہ سکے تو وہین مثل آسیا کے چلے

جہ ذقن ترا خسپوش خط سبز سے ہے
دکھائی دے تو کنوان آدمی بچا کے چلے

دہیان نہیں اوس قد دلجو کے رہا کرتے ہین
منہہ سے نالہ بہی نکل آئے تو موزون ہوجائے

بعد مردن بہی دہر کا رہا مجہہ مجنون کو
ہڈیان کہا کے سگ یار نہ مجنون ہوجائے

تا نہ بہجانہ اوٹہینگے ستم ایجادون کے
اجی پتہر کا کلیجہ بہی ہو تو خون ہوجائے

چار دن لالہ رخونکے جو رہے صحبت مین
الفت خال سیہ نشۂ افیون ہوجائے

ہون تری خال کے بالفرض جو دونون عاشق
مجہکو تریاق بنی غیر کو افیون ہوجائے

موسم گل مین نظر آئے خزان کا عالم
میری تقدیر سے پانی مے گلگون ہوجائے

رنج دوری نہین اک لحظہ گوارا دلکو
مال کے ساتہہ نہ منعم کہین مدفون ہوجائے

چار دن جاکے جو سیکہیں ہین خمخانہ مین
کوئی جمشید بنے کوئی فلاطون ہوجائے

وہ پریرو مرے بالین پہ جو آئے دم نزع
دیکہتے ہی ملک الموت بہی مجنون ہوجائے

ہجر ساقی مین اگر قصد ہو مے پینے کا
گردش جام مجہے گردش گردون ہوجائے

باز آتا نہین یہ تفرقہ پردازی سے
یا الٰہی کہین غارت فلک دون ہوجائے

ہون وہ بیمار فراق ایک پری پیکر کا
دم عیسیٰ بہی مرے واسطے افسون ہوجائے

یاد مین فصل بہاری کے لہو روتا ب
دامن دشت جنون اشک سے گلگون ہوجائے

اشک انسان تو نہین اوس پہ جبین مائل
ہے تماشا جو فرشتہ کوئی مفتون ہوجائے

دیکہا ہمین جو یار نے مردہ پڑے ہوئے
دوڑے جنون مین اپنے برہنہ سر کہڑے ہوئے

آنکہون مین اشک بہر کے الگ جا کہڑے ہوئے
دو دو دو مری کمر مین ہین لنگر پڑے ہوئے

رو رو کے اندہی ہوگئین آنکہین فراق مین
دونون مین نام کو یہ نگینے جڑے ہوئے

جان آگئی شراب او ترتے ہی حلق سے
مردہ پڑے ہوئے تہے ابہی وہ جو کہڑے ہوئے

کیونکر نہ مہر و ماہ کے ہون بخت اوج پر
پاپوش یار کے ہین ستارے جڑے ہوئے

خوش فکر بہی سمجہتے نہین اونکو بے تمیز
جنکے شہر شہر مین ہین سکے پڑے ہوئے

اے اشک سچ ہے خاک نہین لطف زندگی
بیفائدہ ہو ملک عدم مین پڑے ہوئے

خدا کرے فلک خانمان خراب اوڑ جائے
جو یہ نہو تو زمانہ سے انقلاب اوڑ جائے

بلای زلف مین کیسا مجہے پہنسایا ہے
خدا کرے یہ دل خانمان خراب اوڑ جائے

نقاب یار اولٹ دو جو رکو روشن سے
مثال کرمک شبتاب ماہتاب اوڑ جائے

جہان مین کون ہے مجہہ رند سا تہی قسمت
ہزار خم مین بہری ہو اگر شراب اوڑ جائے

بہری ہے جی کوئی ساقی کہ روح دم کرے
نہ ہاتہ سے کہین جہٹکر یہ شراب اوڑ جائے

ہوائے کبر سمائی ہے مغز غافل مین
کہین نہ کاسۂ سر صورت حباب اوڑ جائے

جہڑک دو گرمی جان آفرین تماشا ہو
اوتر کے سیخ سے طائر صفت کباب اوڑ جائے

خزان کے آتے ہین جہونکے جو موسم گل مین
کہین اودہر کے چمن سے نہ ہر گلاب اوڑ جائے

ہتیلیان ہین یہ رنگ حنا سے انگارا
لگا دے ہاتہ جو ساقی شراب ناب اوڑ جائے

سنو جو دل سے کسیدن مرا فسانۂ غم
تمہاری آنکہو نسے بہی یار شکر خواب اوڑ جائے

مری بلا سے نہ سمجہے اگر کوئی کج فہم
یہ کچہ ضرور نہین مطلب کتاب اوڑ جائے

بیچین ہون جو زخم جگر مین نہ درد ہو | کافور کے عوض یہان رنگار چاہیے
پہر دیکہو جوش رحمت پروردگار کیا | محشر مین کوئی مجہسا گنہگار چاہیے
رہنے دو گہر مین عاشق حسن ملیح کو | کوئی ضرور پاس نمکخوار چاہیے
بوسہ وہان زخم سے لونگا مین تیر کا | پیوست دلمین تا لب سوفار چاہیے
ہر اک حسین کی چاہنے والے سے قدر ہے | یوسف ہزار ہا ہین خریدار چاہیے
دو دو چڑہائین گل جو شہیدونکی قبر پر | اوسپر بہی ایک پہولونکا انبار چاہیے
موقوف وحشت اپنی نہین کچہہ بہار پر | آباد ایجنون تری سرکار چاہیے
منہہ سے نہین سہی جو کوئی لن ترانیاہ | اک دن تو دیکہنا ترا دیدار چاہیے
ٹے بوجہ سے گنہ کی نہ ہوگی رہ عدم | منزل مین راہرو بہی سبکبار چاہیے
شیرین وشونکے ہجر مین فرہاد کیطرح | رہنے کیواسطے مجہے کہسار چاہیے
دل شیفتہ ہے یار کے ہندو زلف کا | گیسو کے تار کا مجہے زنار چاہیے

معشوق میرزا منش اے اشک کچہہ نہین
طرار شوخ چشم دل آزار چاہیے

غم دور ہی سے ایذا موت کی مر کر اوٹہائینگے | بلا سے صد جہان جانکے دم پر اوٹہائینگے
خدا کیواسطے ای بت نہ ہو وی زلف پیچان کر | یہی ڈر ہے پہ تسخیر جادوگر اوٹہائینگے
اگر مانند قارون تو نے دولت جمع کی تو کیا | یہ منعم مر کے سر پر تو دہائی زر اوٹہائینگے
یقین ہے مر کے ہم بہی جائین گر بیشیرین کی | ہماری خاک کو سب جاکر مشکل اوٹہائینگے

جنون کب سلسلہ جنبان نہ تہا ضعف و نقاہت سے — رہی گردش ہمیشہ صورت پرکار گھر بیٹھے

نقاہت بستر آزار سے اوٹھنے نہین دیتی — چلو عیسے کو چہٹی ہو گئی بیمار گھر بیٹھے

کہین اوس گل کو روز وصل ہم بلبل نہین بہیجتے — رقیبون کو دعا کرتے ہین کیا کیا خار گھر بیٹھے

قناعت سے شکست اب دینگے اپنی نفس سرکش کو — یہ اوج عرش ہے گویا ہمین لو گھر بیٹھے

ترے کوچہ سے جاکے پہر کبھی آئین نہین ہرگز — موے پر بہی نہ نکلینگے اگر ای یار گھر بیٹھے

پے تسکین بیان کرتے ہین جس دم عشق کے قصے — رولا جاتے ہین اوس کا مرے غمخوار گھر بیٹھے

کہان اب بحث مذہب عشق کا بندہ زمانہ ہے — تمہارے عہد مین سب کافر و دیندار گھر بیٹھے

خراب ای بت رہا ہر اک تری گیسو کے سودے مین — نہ زاہد معتکف نے صاحب زنار گھر بیٹھے

پسے جاتے ہین کسکے بار الفت سے سراپا ہم — کہان سے آگئی یہ مفت کی بیگار گھر بیٹھے

شراب مفت قاضی بہی حلال اسکو سمجھتے ہین — گنہ پیتے نہین کیا گو ہین جد خمار گھر بیٹھے

خریدارونکا یہ مجمع غنیمت جان ای یوسف — میسر ہے کسے کیفیت بازار گھر بیٹھے

پے دنیا نہ کیا کیا دست و پا مارا زپی غفلت — ہوے بیحس سب اعضا کو ہم بیکار گھر بیٹھے

ستانے سے وہ باز آتے ہین کب لاکہہ گر بیٹھے — کہ دیجاتے ہین اب بہی گالیان دو چار گھر بیٹھے

بجز ایذا دلا راحت نہین ہرگز مقدر مین — کوئی فتنہ اوٹھے گر وہ غریب آزار گھر بیٹھے

صدا خلخال کی سنکر تہ و بالا زمانہ ہے — بپا کرتی ہے محشر آپکی رفتار گھر بیٹھے

شب فرقت نہایت دلشکن ہے رو کے بچہائی — محلے کے ہزارون ہی در و دیوار گھر بیٹھے

نکل کر پہٹیونکی راہ لی فصل بہار مین — ہوا ایسی نظر آئی جہان میخوار گھر بیٹھے

آئینہ دار نکسا ٹہیں مرقد میں بعد مرگ
ہیں خاک سے عذار سکندر کے بہر ہوئے

کیا کیا ابھی ہے دولت دیدار یار کی
ہیں ال ... سے دہ ... گوہر بہرے ہوئے

ظالم سے نامہ بر کی اٹہنے گئے ہیں فرج
تکیوں میں ہیں کبوتروں کے پر بہرے ہوئے

دستار خوان نعمت خالق وسیع ہے
ہر مور اپنے موند میں ہے شکر بہرے ہوئے

گہبرا ئینگے محاسب اعمال حشر کو
دیکہیں گے جب گناہوں سے دفتر بہرے ہوئے

یاد آئی بزم ساقی مینوش خلد میں
حوریں جو لائیں ساغر کوثر بہرے ہوئے

سمجہا جنوں نہیں رکہے ہیں پہولونکی ڈالیاں
دیکہے کہیں جو آگ سے مجمر بہرے ہوئے

کیا بیان کرن کون ہوا کشتہ ادا
آئے ہیں ... ترک ستمگر بہرے ہوئے

دیکہا ادا سے جسکو وہ دیوانہ ہوگیا
ہیں انکہڑیوں میں سحر فسونگر بہرے ہوئے

وحشت جنوں میں آئے تہے لڑکوں سے بہاگ کر
داماں کوہ میں بہی ہیں پتہر بہرے ہوئے

میں لیطرف سے نحیر سے کیا جانے کیا کہا
اے **اشک** آج دہ ہے دن بہر بہرے ہوئے

عیش دنیا کا ستمگاروں کی تقدیروں میں ہے
سوز جو شمع میں پایا کب وہ گلگیروں میں ہے

دل گرفتار محبت ہے اوسی کی آل کا
ذکر جس محبوب کا قرآن کی تفسیروں میں ہے

موم کی مانند پگہلا مجہپہ زندانیاں کا دل
نغمۂ داؤد کا انداز زنجیروں میں ہے

ختم ہیں اے صانع قدرت تجہی پر سب کمال
نور اللہ تری ہستی کی تصویروں میں ہے

نازکی باتوں پہ گڑی ہوتے ہیں لوگوں کی دل
قینچیوں کا ڈہنگ اوسکی تقریروں میں ہے

جو بہاگا زلف سے بیچہا چہڑا کر دشت وحشت کو
لپیٹا دام گیسو تو رہے مجھے دامان ہاموں نے

سکا فات عمل سے محتسب یا تنا نہ غافل ہو
لیا ضحاک سے جمشید کا بدلا فریدوں نے

نہ تھا دیدار قسمت میں اجل حائل ہوئی در پر
سکان یار تک پہنچا دیا بخت ہمایوں نے

شرارت سے جو عالی مرتبت بن بیٹھے تھے
گرایا قعر دوزخ میں انہیں کو بخت وارونے

سفیدی سحر کو دیکھ کر کیا دم اولجھتا ہے
بہلا دی دل سے شکل صبح یا زلف شبگوں نے

وہی اے اشک پیش آیا علی کو بعد احمد کے
کہ جو امت سے دیکھا غیبت موسیٰ میں ہاروں نے

گذرنا بحر غم سے ہجر کے دشوار ہوتا ہے
یہ بت ہی ناخدا گر ہوں تو بیڑا پار ہوتا ہے

نحیف اس درجہ فرقت میں یہ جسم زار ہوتا ہے
کہ اوٹھنا بیٹھنا ہر دم مجھے دشوار ہوتا ہے

جو حال درد دل پیش صنم اظہار ہوتا ہے
تو کہتا ہے سنا ہے روز تو بیمار ہوتا ہے

یہی ڈر ہے نکل جائے نہ دم اک روز حسرت سے
میسر دیکھئے کس دن ترا دیدار ہوتا ہے

خریداروں کا مجمع اس سر سینے آوس سرکے ہے
ترا کوچہ بھی گویا مصر کا بازار ہوتا ہے

خدا حافظ ہے اب پروینکی بھی جان شیریں کا
کہ خون کوہکن تا حق سر کہسار ہوتا ہے

ہوا ثابت یہ محبوب الٰہی نام ہونے سے
فرشتوں سے بھی بہتر انسان جو دیندار ہوتا ہے

ترے ہر تار گیسو کو خدا نے یہ شرف بخشا
کہیں تسبیح کا ڈورا کہیں زنار ہوتا ہے

گذر جائینگے بیخوف و خطر دریا فانی سے
یہاں بے کشتی و ملاح بیڑا پار ہوتا ہے

رگڑ کر ایڑیاں اک دن گذر جاتا ہے دنیا سے
تمہارے ہجر میں جو دن کا بیمار ہوتا ہے

یاد مین گیسوے جانان کے جو روئے ہین کبھی
شک کیطرح مہکتے ہوئے آنسو نکلے

آج پیتا تو ہون مین ہجر مین ساقی کے شراب
یا الہی کہین ہو ہو کے نہ اچھو نکلے

ڈوبتے ہین جگر و دل مین یہ نشتر کیطرح
کیا ہی او ترک نکیلے ترے ابرو نکلے

کھا گیا ہے غم ہجران ترا اڑوائی بنکر
دل جگر دونون سے خالی مرے پہلو نکلے

وحشت آباد جہانمین مجھے رہنے نہ دیا
شیر بن بنکے مرے سامنے آہو نکلے

دل جگر ناوک مژگان نے برابر توڑے
دونون پہلو مین ترے تیر ترازو نکلے

ی مقدر مین نہین ہم وہ تہی قسمت ہین
خم گردون مین بھی ڈھونڈین تو نہ چلو نکلے

خوب دم دیکے رقیبون کو نکالا گھر سے
فیلسوفی مین تم ای اشک ارسطو نکلے

کوچہ جانا نمین گرنے کی اجازت کب ہوئی
بعد مرنیکے بھی مجھکو جنت کب ہوئی

مثل موسی حسن کے جلوہ سے ہم غش ہوگئے
درد دل اپنا بیان کرنیکی مہلت کب ہوئی

اک صنم کے دہیان مین بیٹھے رہے ہم بیخبر
صور کب پھونکا خدا جانے قیامت کب ہوئی

مرقد قیس آکے یہان تیغ دو ٹکرے ہوا
غیر کی تربت سے ظاہر یہ کرامت کب ہوئی

اسطرف پہنچی اجل آیا ادہر وعدہ پہ یار
آرزو دلکی نکالین اتنی مہلت کب ہوئی

عیش و عشرت ہے اوسکو جسکی قسمت ہو رسا
گھر مین بھی آئے کسیکے وہ تو دولت کب ہوئی

جز پشیمانی نکچھ پیری مین ہم سے ہو سکا
حیف اس دنیائے دون سے دلکو نفرت کب ہوئی

پھونکدیتا خانہ پر ویز جو ایک آہ مین
کوہکن کو عشق مین اتنی حرارت کب ہوئی

۱۵۵

سکندر کی نہ حشمت ہے نہ دارا کا زمانہ ہے
جہان کا سارے دل غافل طلسمی کارخانہ ہے
جو یہان ہین تو ہین وہ بلبل گلزار وحشت ہین
قفس قید بدن سے شوق طوطی آشیانہ ہے
خدا صورت کی الٰہی معشوق دو عالم پر عیان ہے
بنایا صانع قدرت نے تصویر یگانہ ہے
نہ ہو سایہ ... کہین زردرو
روز ہی رات کو دن کو سحری شام ہے
[illegible]

کانون مین آتی ہے نالونکی صدا ہر ساعت	عوض وصل یہان پہلو مین گھڑی رہتی ہے
میرے پاس ہوا ہے کی پاری تھی گئے تیر جگر	وصل جانا نہین ہی کیا دہو کا دھڑی رہتی ہے

اشک بے جان لیے پاس سے لب ملتے ہین
موت سائل کیطرح سر پہ کھڑی رہتی ہے

روز مرنے کی شب ہجر مین تیاری ہے	زندگی سے ہمین اس مرتبہ بیزاری ہے
شب فرقت کبھی سکتہ کبھی غش طاری ہے	جو مرض قیس کو تہا وہ ہمین بیماری ہے
مر ہی جائینگے بت پردہ نشین سے چھٹ کر	وہان شادی کی یہان موت کی تیاری ہے
اک زمانہ کا جو بگڑا نظر آتا ہے مزاج	نیل کا ماٹ کوئی گنبد زنگاری ہے
آجکل ہے تری الفت کا مرض عالمگیر	عشق کا میری طرح سیکڑون آزاری ہے
اک خدائی نظر آتی ہے جو دیوانہ عشق	چشم فتان صنم کی یہ فسونکاری ہے
اوسکی الفت مین جو بیخود ہے وہ دانا ہے	جسکو سب کہتے ہین غفلت وہی ہشیاری ہے
روح جمشید کی دیتی ہے دعائین ساقی	آج وہ فیض زمانہ مین ترا جاری ہے
دہر کی گرد کدورت سے بھلا کیا رکہتے	کہ طبیعت مری دریا کیطرح جاری ہے
کوئی بچتا نظر آتا نہین تا صبح فراق	آجکی رات مریضونپہ تری بھاری ہے
مجرم زلف ہین جکڑے ہوئے زنجیرونسے	قابل دید ہماری بھی گرفتاری ہے
تیر مژگان کا جو پیلا نہین بچتے دیکہا	زخم اس تیر کا برچھی سے سوا کاری ہے
اشک ہے گریہ جہنم کا گمان لوگونکو	آجکل یہ مری آہونکی شرر باری ہے

۱۵۶

[illegible]

[illegible]

کچھ آسمان سے لے ہی گرا دینگے مرتے دم
کیا ان بتوں سے بھی یہ زیادہ بخیل ہے

سدرہ سے نخل قامت دلدار کم نہیں
ہر گیسوے دراز پہ جبرئیل ہے

آمادہ ہے ہر ایک ستمگار قتل پر
دنیا مین خون عاشق صادق سبیل ہے

بیٹھا ہوں کب سے در پہ شہا دیکھئے تو پھیر
اس کی طرف سے قتل مین عاشق کی ڈھیل ہے

ہے آسمان جو درپے آزار غم نہیں
ہر حال مین غریب کا خالق کفیل ہے

صورت کہاں یہ حور و پری کو ہوئی نصیب
تو ماہ بدر سے بھی زیادہ شکیل ہے

دیکھا جسے وہ قالب بیجان نظر پڑا
تیغ نگاہ ناز کا عالم قتیل ہے

ایسا کیا ہے زار مجھے ہجر یار نے
ہر موے ناتوان مری نظرون مین فیل ہے

رونے کی اپنے یار حقیقت نہ پوچھیے
ایک ایک اشک دیدۂ تر رود نیل ہے

کعبہ کا نام گو ہے بڑا آج زاہدا
اوس بت کا آستان بھی [illegible] ہے

سلطان ہو کہ یا فقیر ہی چکھتے ہیں نعمتیں
ہر اک شریک حصۂ خوان خلیل ہے

برسون سے ٹالے جاتے ہیں وعدہ وصال کے
حیلہ ہے روز روز طبیعت علیل ہے

سو سی کے ساتھ کیون نہ کرے لن ترانیان
لے اشک بے نیاز ہے وہ جو شکیل ہے

زوال حسن سے چھوڑ دیں یہ باتین لن ترانی کی
عیان ہے صبح پیری کٹ گئین راتین جوانی کی

ہوئی وصلت گئین باتین وہ ذہنی بدگمانی کی
پڑے چت سو رہے ہین آج غفلت مین جوانی کی

سوا گالی کے موہنہ سے عاشقوں کو کچھ نہ فرمایا
بڑی تعریف سنتے تھے تری شیرین زبانی کی

۱۵۷

[illegible]

پردہ ہے کاکب تک اور ترک ناز ہم سے	پھیریگا حلق پر جب تلوار دیکھہ لینگے
صیاد فصل گل ہے لے چل ذرا چمن کو	چاک قفس سے بلبل گلزار دیکھہ لینگے
غیر دن ہی کی جو تمکو منظور پرورش ہے	ہم اور کوئی جاکر سرکار دیکھہ لینگے
تا زندگی جو ٹھیری احسان کیا یہ کم ہے	مرنیکے بعد اپنی غمخوار دیکھہ لینگے

کہتے ہین اشک سنکر شکوے دل حزین کے
عرضی مین لکھہ کے لاؤ اکبار دیکھہ لینگے

سراسر موج بحر نور ہین جبینین جبینونکی	کوئی شے حسن سے خالی نہین عزت حسینونکی
ثنا لکھی جو مین نے مہر وین کے مہ جبینون کی	فلک سے بڑھ گئی دوبالا رفعت ان زمینونکی
مثال گل ہے شادابی مری اشعار رنگین مین	فلک جنت کو لیجائینگے مٹی ان زمینونکی
مرے اشعار کی ہر بیت گویا بیت جنت ہی	سراسر مشک و عنبر بیز ہے مٹی زمینون کی
حجاب عرش سے رکہتی ہے کیا چشم حقیقت بین	یہ وہ عینک ہے جسسے قدر کہودی دوربینونکی
ازرتے ہین زمین و آسمان نالے جو کرتے ہین	ہلا دیتی ہین آہین عرش کو تیری حزینونکی
گرے قصر و محل مٹی ہوئے خود بعد مرنیکے	مکانون کا وہ نقشہ ہے یہ صورت ہے مکینونکی
کبھی بام بلند یار تک ہم جا ہی پہنچینگے	حقیقت کیا ہے اس افلاک کی سات آٹھہ زینونکی
مکدر تھی طبیعت خوب موقع پر اجل آئی	غبار تن سے نکلی جھاڑ دی گرد آستینونکی
ہر اک سفلہ ہلال اب ناخن پا کو سمجھتا ہے	بڑھی یہ چرخ دونکے دور مین عزت کمینونکی
نہین مضمون پا بینہ گرد ہم مرد اکھڑتے ہین	اکڑ یا ندہی ہے اب لوگون نے چوری پر زمینونکی

جو تم تھی سخت باتین کلام کر جاتی ہین
ہو دل نازک ہین اوسمین خاصیت آبگینونکی
سناہے پہلے وعدہ کو وفا کرتے وہ آتے ہین
یہان ہی آرزو مین اشک بہتے ہین
دیناتمام کسی کی داد فریاد سخن ہے
سنبل یہ یار طرہ گیسوے پریشان ہے
سیچی بی تون دل سے کہتے یہ وہ چمن ہے
سو با لباس ہیگے ہر شاخ چمن ہے

[illegible]

پیچھے مین ہو لوگ گئے کپڑے بدل بدل کر	اپنی ہی بزم ماتم شادی کی انجمن ہے
نالان ہین کسکی خاطر یارب تمام بلبل	یہ چاک کس کے غم مین ہر گل کا پیرہن ہے
لاکھون ہی راستہ مین بیجان پڑے ہین عاشق	رفتار مین تمہاری تلوار کا چلن ہے
یعقوب کیطرح مین جیتا ہون سونگھ کر بو	مجھکو مراد و بیٹا یوسف کا پیرہن ہے

اے اشک اپنے رتبے محشر مین ہونگے ظاہر
خود کبریا کہینگے مداح پنجتن ہے

تھلکے اک حشر کے سے بحر و بر مین پڑ گئے	دو شرر جو آہ سوزان کے سقر مین پڑ گئے
وقت رخصت پیچ سن لینا سفر مین پڑ گئے	ہاتھ جسدم سیکڑون اونکی کمر مین پڑ گئے
نیم بسمل قتل گہ مین آج پھر چھوڑا مجھے	ہاتھ سے جلاد کے چھالے جگر مین پڑ گئے
درد کا نبس ہو چکا جو کچھ کہ ہونا تھا علاج	اب تو کیڑے بھی مرے زخم جگر مین پڑ گئے
وحشت گرد مین عجب او لٹا رحن پیدا ہوا	آبلے تلوؤن کے بدلے اپنے سر مین پڑ گئے
کام آئیگا پس از مردن نہ اسباب جہان	اسقدر کیون لوگ حرص مال و زر مین پڑ گئے
بس دلا ایسی نزاکت کے بھی صدقے جائیے	بوجھ سے زلفو نکے سو سو بل کمر مین پڑ گئے
کیا نجم فرقت سے تن گھل گھل کے لاغر ہو گیا	کسقدر حلقے ہمارے چشم تر مین پڑ گئے
توڑتے ہین کسقدر رجھتا تو انکی تیر آہ	سیکڑون رخنے تری دیوار و در مین پڑ گئے
چار ہی دن یار حسن عارضی کی ہی بہار	جھائیان گالون پہ کیا دیتیم و قمر مین پڑ گئے
شعلۂ رخسار جانان سے سرکنا ہی محال	آبلے ابتو مری پائے نظر مین پڑ گئے

۱۵۹

بوی گلاب لیکر دوڑی ہوا چمن کی
چالاکیون سے دل کی ساری ہوس نکالی
سوتے مین چھپان ہین کیا کیا لب و دہن کی
تقدیر سے ہمین ہی کیا قدر دان ہے بین
کوڑی کی ہی نہ سمجھے جو آبرو سخن کی
[illegible]

گردون پہ مہر تابان آیا رکیا ہے جہپا
ٹوپی پہن کے نکلے جس روز تم کرن کی

ہے صحن مین آگئی کچھ یہ بہی پریوشون کے
جلاد کی طبیعت شرم و حیا دلہن کی

ہو گی زیادہ اس سے کیا عشق کی علامت
کیسر سے کم نہین ہے زردی مرے بدن کی

سفر سر اپنا ایدل بس بس گیا جنون مین
پتہر کی تہین وہ چوٹین ضربین تہین یا گگہن کی

جس دن خدا نے چاہا آ **اشک** چہن ہی دینگے
ہمکو نہ راس آئی آب و ہوا دکن کی

ٹہرا یہ دختر کا زندگی پہر دیکھیے اب کیا کرکر
ہے وہی غم مرگئے پر دیکھیے اب کیا کرے

اک نگاہ ناز سے پہلے ہی دیوانہ کیا
یار کی چشم فسونگر دیکھیے اب کیا کرے

سیکڑون سٹے ہی بوسے جنکے تہا کوئی زیبا
یار رو نہ سفر دیکھیے اب کیا کرے

ہو کے اٹہے تہی وہ ادنے کی مین آنکہون لیا
آسمان سفلہ پرور دیکھیے اب کیا کرے

آنکہین ہم حسرت زدونکی جو نکلوائی گئین
دل سے کہتے ہین ستمگر دیکھیے اب کیا کرے

جب سے جرم عشق مین اونکے کیا ہمکو اسیر
ہے یہی کی زبان پر دیکھیے اب کیا کرے

جاکے ٹکرا ہی ہین گردون سے ہر سیل سرشک
بڑہ کر آب دیدہ تر دیکھیے اب کیا کرے

گہر سے اونکے حسرت دل نے نکلوایا ہمین
روز دروازہ کا چکر دیکھیے اب کیا کرے

ٹہوکرین کہلوا چکا گردون دون غربت مین
جہہ گدا کا کاسہ سر دیکھیے اب کیا کرے

کوئی پہلو ظلم کا چہوٹا نہ اوس جلاد سے
لاش تو جلوا چکا سر دیکھیے اب کیا کرے

تکرین صیاد مدت سے مرے قاصد کے تہا
کہا گیا پہندا کبوتر دیکھیے اب کیا کرے

سو قوت کی جو یارے مشق شناوری	الیاس غم میں بیٹھے ہیں ساحل اوداس ہے
دل کی مراد آج نہیں کل حصول ہے	ہے وہ کریم کس لیے سائل اوداس ہے
سچ ہے بہت عجیب ہے ملک عدم کی راہ	سب سے زیادہ گور کی منزل اوداس ہے

جس دن سے عشق زہرہ وشان ترک کر دیا
اے اشک دل یہ کیا چہ بابل اوداس ہے

اب گھر تو یار کے دل مضطر نجائینگے	وصلت نہ ہو نہیں سہی کچھ مر نجائینگے
بپھرے ہوئے کھڑے ہیں یہیں کرتا ہون منت	کہتے ہیں ہم تو آج ترے گھر نجائینگے
محشر میں دینگے ظلم و ستم کی گواہیان	تیغیں طلب ہونگی کہ خنجر نجائینگے
ہیں جیسے تجھ کی ساری یہ نازکر اجیان	مرقد میں ساتھ پھولوں کے بستر نجائینگے
داغ غم فراق ہزاروں ہی دل میں ہیں	گھر سے مرے گلی یہ کبوتر نجائینگے
ہم وحشیوں کے سر سے یہ سودا نجائیگا	شریان تک مژہ کے جو نشتر نجائینگے
وحشت دکھائیگی ہمیں اشعشہ بہت کی سیر	او جا کہ کہان کہان ترے لاغر نجائینگے
جلتے ہیں نامہ بر کو مری دیکھکر رقیب	جنت میں یہ عدو سے پیمبر نجائینگے
ان داغ دلوں کا ہوگا نہ قصہ کبھی تمام	جب تک کہ مسجد و فتنے یہ محشر نجائینگے
روز جزا سے توف کرا و ظالم اشقی	یہ ساتھ روم و شام کے لشکر نجائینگے

ہیت کو دفن کر کے نہ پوچھینگے یار اشک
اک دن بھی لیٹے پھولوں کی چادر نجائینگے

١٦١

غربت زدون کا اہل وطن کو کہاں خیال
خط ہی کبھی لکھا نہ کسی مہربان نے
اے عشق بربلا ترا خانہ خراب ہو
جب سے رواج پایا اس اردو زبان نے

عرق جو پھول سے چہرہ پہ یار کے آیا
گلاب ہو کے ٹپکنے لگا عذاروں سے

ہوئے ہین جمع وہ اختر ہمارے طالع مین
چھپا نہین سارہ فلک نحوست ہی جن ستارون سے

گیا نہ جان گئے پر بھی زلف کا سودا
بلا یہ رد نہین ہوتی کبھی اوتارون سے

اوٹھینگے صدمہ جانکاہ کس سے تیرِ نگہ
ہین تیر جادہ جو ٹھہرے چھری کی دھارون سے

تہمتنون کا نہ مرنے پہ زور کام آیا
لحد مین ٹھہر یہ ہین بیس گئین فشارون سے

چلین بدن سے جو روحین بگڑ گئی طلسم
صدا شکست کی آنے لگی حصارون سے

عوض زمین کے دم فرح آسمان ہوا
گر شب ہے بنا تے ہزارون لہو کی دھارون

شب وصال بھی وہ دور دور رہتے ہین
دھوئین سے ہوئے ہین مری آہ کے شرارون سے

جو ہمکو بخشدے محشر مین وہ بعید نہین
قریب ہوتی ہے رحمت گناہگارون سے

تمام عمر رہے ہم بے دشمنون کے ستم
ہمارے نازاٹھائے گئے نہ یارون سے

تمہارے عاشق مژگان لہو نہین روتے
فگار رہتے ہین پاؤن نگاہ خارون سے

غم والم مین ہین آخر رخ سودائی
نہ اٹھا کیجیئے زلفون کے سوگوارون سے

نہ آیا ہاتھ مین زر اشک ہمو ہم نہ سہی
کسی دن آنکھ تو چھپی نہ مالدارون سے

جو عالم کو کیا حسن بت بے پیر نے
سحر یون کی صفت اولٹ دی یار کی تصویر نے

منہہ جو دیکھو نقاب اولٹی بت بے پیر نے
آنکھ جھپکا دی رخ پر نور کی تنویر نے

خفتگان خاک یہ سمجھے قیامت آگئی
غل کیا ایسا ہمارے پاؤن کی زنجیر نے

ہر ایک شے مین ہے وہ یار ظاہر و باطن
یقین ہے مین کسی شیرین ادا کا کشتہ ہون
محال ہے گذر اس تنگناے عالم مین
نظر پڑے جو کسی دن جھپک گئین آنکھین
کہانی اپنی زیادہ ہے الف لیلہ سے
گھٹی نہ تب بھی نہ کسیطرح یہ علامت عشق
پس از فنا جو تمہارا خیال بہتا ہے
نہ بے ستون مین کیا دفن او بت شیرین
پھنسا کوئی دل مجروح اونکے بالون مین
سخن ان سیہ گلستان ہے لکھنؤ اب بھی

نہان ہے سنگ مین جیسے عیان شرار مین ہے
کہ جوی شیر کا عالم لہو کی دھار مین ہے
لحد کیطرح بدن جیسے جی فشار مین ہے
چمک دمک عجب اوس آتشین عذار مین ہے
ہزار قصۂ غم عشق زلف یار مین ہے
سوی یہ بھی ہی نہ ردی مرغبا مین ہے
وصال حور بہشتی ہمین مزار مین ہے
کہ ہم شہیدونکی ٹہر و اڑ کو بسا مین ہے
کہ آج خون کی بو زلف مشکبا مین ہے
عجب بہار اوس ابر طرح ہوی دیار مین ہے

کہیگی خلق موی پر کہ **اشک** کا فرتھا
بتون کا ذکر زبان پہ جو احتضار مین ہے

الفت اوس بت سے نباہی بڑے زور و شور سے
کف رنگین صنم رشک ید بیضا ہے
لیگئے داغ جدائی ترے عاشق دل مین
رہتی ہے اندوہ شد بعد فنا جو رون کی
لوٹ کر لیگئے دین و دل و جان ترک جیسے

دم یہ بن بن گئی ہے روز کے گلکتو دو رشتے
لو نکلتی ہے چراغونکی طرح پورون سے
اتنک آہونکے نکلتے ہین دہوئین گورون سے
راستے گلشن فردوس کے ہین گورون سے
گھر کے اسباب ہین تنکا نہ بچا چور دنے

۱۶۳

روشنی بہاگتی ہے اپنی سیہ بختی سے
کچھہ کچھہ آئی بلا اندہون ہر کار وہ نیر
ہم ابہی سے کہے دیتے ہین بگڑ جائیگا
رحم کہا کر مجھے صیاد نے کیا چھوڑ دیا

گھر بجا جاتا ہے پیر اقہر آتے آتے
رُک گئی اونکے محمل کی خبر آتے آتے
آ گیگا صحبت بد کا اثر آتے آتے
نوچ ڈالے ہین مری بال و پر آتے آتے

لیگیا ساتھہ وہ بینائی چشم تر ای اشک
رہگیا سوجہنے سے کچھہ نظر آتے آتے

کیا فصل بہاری کی چمن مین خبر آئی
خوشبو سے مہکنے لگے سے تید ہر آئے
اب حور کوئی سنکے بہی آئے تو نہ پوچھین
اللہ رے تیری نگہہ ناز بتان کی
تڑپا کیا مچھلی کی طرح بستر غم پر
کسکو نہین ایدل الم مرگ جوانی
بوسے لب شیرین کے دیے مجھکو اوسنے
اے یار بچیگا نہ ترا عاشق دندان
مرنے نہ بہی رستہ نملا ملک عدم کا
معلوم نہین یار وہ نہ کیا گذری عدم مین
دیتا ہے خدا ظرف بہی رتبہ کے موافق

ہنستی ہوئی گلشن مین نسیم سحر آئی ٭
پہولون مین بسی آج نسیم سحر آئی
کم بخت طبیعت سدہر آئی اودہر آئی
برچہی کی آنی تہی کہ جگر تک اوتر آئی
فرقت مین ترے نیند کسے تا سحر آئی
ماتم مین مرے چاک گریبان سحر آئی
ہر مرتبہ کہل کر مرے منہہ مین شکر آئی
ہیرے کی کنی تہی کہ کلیجہ مین در آئی
کہوئے گئے جب یاد تمہاری کمر آئی
پہر کر کوئی آیا نہ کسی کی خبر آئی ٭
افلاک سے جو آئی بلا میرے گہر آئی

١٦٤

مجھکو ہوا ہے گرانی نشۂ جوانی میں — نہ بیخودی میں ہے یاد راستے گھر کے

ثبوت خون قیامت میں اشک کیا ہوتا
گواہ مل گئے قاتل سے میرے محضر کے

مری بغل میں جو وہ شاہد ستمگر ہے — لباس گل کیطرح پیرہن معطر ہے
جہاں محو رخ باصفاے دلبر ہے — یہ آئینہ جسے ملجائے وہ سکندر ہے
ہاے قتل سے کیا شاد وہ ستمگر ہے — خوشی میں تیغ بہی جامہ سے آ باہر ہے
ہمیشہ سر میں ہواے عذار دلبر ہے — مرا دماغ بہی گل کیطرح معطر ہے
ہماری گور پہ آنسو بہا رہا ہے صنم — بجاے چادر گل موتیوں کی چادر ہے
میں ذبح ہوتا ہوں جلاد وحشت دلسے — مرے گلے کو گریبان تنگ خنجر ہے
یہ نامہ بر نہو میرا کہیں خداوندا — بہت دنوں سے تباہی میں اک کبوتر ہے
سنا کہ لکہی ہے خط میں جو دل کی بیتابی — اوسی گھڑی ہے یہ بجلی مرا کبوتر ہے
تمہارے عشق کا بہرتا ہے دم مرا دل زار — سنا جو تو کبھی پالا ہوا ہی کبوتر ہے
جو مجھسے اس دل ویران کو چہپا کر کوئی — تو اوس سے کہتا ہوں کہ یہ دوست کا گہر ہے
نہ اپنے خانہ بدوشوں کا پوچھیے احوال — فقیر بیٹھ گئے جس جگہہ وہی گھر ہے
بہار گل یہ ہے کیا قطرہاے شبنم سے — عروس پہنے ہوے موتیوں کا زیور ہے
بغل میں اک بت عالی دماغ سوتا ہے — پلنگ آج مرا عرش کے برابر ہے
کیا ہے سیمتنوں کے فراق نے کشتہ — ہماری خاک بہی اکسیر کی برابر ہے

قدم زمین پہ نہ رکہیں اگر یہ چالاک ہے
جو اپنے منہہ سے کہیں جذب میں وہ ہو جائے
یہیں کہیں نہ نظر ایسے با کمال سے
خرام ناز سے کسکی یہ حشر برپا ہے
ہزاروں دل ہیں رستے میں پایمال سے
عجب یہ نور قد دراز آسمان سے نہیں
کہ ... نہ چمن میں ہی دو نہال سے
سفر عدم کا مبارک ہوا ...

گدائے در کو ترے مانگنے سو لقمے ملے
خرید نیکو مین موجود جنس حال یہ حسین
فلک سے چاند زمین پر ابھی اوتر کے
سوے پہ شہر خموشان کا کھل گیا احوال
جنون مین بھی ادب آموز عشق چشم رہا

جو نصیب کا اپنے وہ بے سوال ملے
گرا پڑا جو کہین مفلسون کا مال ملے
بھکو رکو جو پری پیکر ونکی چال ملے
جو بادشاہ تھے وہ بھی شکستہ حال ملے
سلام کر لیا جھک کر جہان غزال ملے

اشک

کھوگئے بیٹھے ہوئے اونکی دیکھکر ابرو
کئے ہین نقش مصور نے دو ہلال ملے

مائل ایذا رسانی چشم و ابرو ہوگئے
چھاگئی بدلی پریشان جب وہ گیسو ہوگئے
وادم صید انگلی اونکے جو گیسو ہوگئے
توڑ رہنے کو دیا صیاد تنگ ایسا قفس
دلمین کیا خال حسینان چھا گئی چاہ ہوئی
ساتھ غیرونکے سنا جسوقت مل بیٹھے وہ
کھینچتا ہے تیر چٹکی سے جو ترک گلبدن
کھل گیا جوڑا جو بالون کا اندھیرا ہوگیا
یاد ابرو مین ہوا جب قتل اللہ رے اثر
سوز غم سے خشک ہوکر رہگئین چشمان تر

یہ جو بند انگئے کا فرد ہ بچھو ہوگئے
نتھ کے موتی پر تو عارض سے جگنو ہوگئے
قیدی دام بلا کتنے ہی آہو ہوگئے
جا رہی دنیا مین مرے بیکار بازو ہوگئے
خانہ کعبہ مین سب ہندو وہی ہندو ہوگئے
تیر غم میرے کلیجہ مین ترازو ہوگئے
غنچۂ گل کیطرح سوفار خوشبو ہوگئے
ذرے افشان کے شب تیرہ مین جگنو ہوگئے
خونکے قطرے زمین پر گرکے بچھو ہوگئے
تھی جو طوفان خیز دریا اونمین ٹاپو ہوگئے

بوستان عشق غم اسکو کہتے ہین جو ر و تحریر مین
بڑھ کے غم کا برابر چار آٹھ سو ہوگئے
کر دیا گستاخ نالے بت بے نیازی نے تری
اب شکایت کو بہت سے ہمکو پہلو ہوگئے
بس گیا گھر رات کو آیا جو وہ رشک چمن
گیسوے پر پیچ بھی گلہاے خوشبو ہوگئے
دیکھکر غیر اونکے پہلو مین جو مین رونے لگا
جھاڑ فوٹی بزم مین سرو لب جو ہوگئے
رابطہ دل سے بڑھا یاد اونکی زلفون ... ہوگئے

[illegible]

گنبد گردون سے نکلا اشک خواجہ کے بقول
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گرد شین ہے

اٹھا لیا ہمیں چمن روزگار سے
محشر بپا ہے آج تو رفتار یار سے
چپک گیا ہے آہ دل بیقرار سے
دلمیں رہا جو شوق ہم آغوشی صنم
سودا مرے مزاج میں نازک مزاج وہ
شادی سے باغ باغ ہیں ہم وحشیونکی دا
ثابت ہوا چلی تن خاکی سے جبکہ روح
دولت زوال حسن سے ہاتھ آئی یار کی
زلفو نسے یار کے دل وحشی چھڑا لیا
گلفام و گلعذار و گل اندام و نازنین
کشتہ رقیب ہو گری جا کے برق آہ
آگے صدف کے رکھے جو دندانکی یاد میں
دشمن ہے آسمان کی طرح کچھ زمین بھی
بھر بھر کے خوب جام سبوحی پلا مجھے
رو یا جو ڈار ہیں یار کے مژگانکی یاد میں

اچھا ہوا جو مر گئے پہلے بہار سے
مردے ہزار ہا نکل آئے کہار سے
دبتا ہے آسمان بھی جھہ خاکسار سے
نکلیں گے ہاتھ بعد فنا بھی مزار سے
بنتی ہے روز روز بگڑتی ہے یار سے
آتی ہے بو دولہن کی نسیم بہار سے
نکلا اک آفتاب رخشان غبار سے
موی سفید کم نہیں چاندی کے تار سے
آہو پکڑ کے لائے ہیں ملک تتار سے
اک پھول چن لیا چمن روزگار سے
اوٹھی بہت چمک کی دل بیقرار سے
آنسو بدل لئے گہر آبدار سے
اللہ کی پناہ لحد کے فشار سے
مر مر گیا ہوں رات کو ساقی خمار سے
بھاگینگے ڈر کے شیر نیستان کچھار سے

ذریت کا نہ وطن کا نہ نشان زیور ہے
حاصل ہے وصل اک بت عالی دماغ کا
ہر وقت شکر نعمت خالق ضرور ہے
مرتے ہیں عشق جو ہوئے اتنا
جب تک ہے اتحاد عناصر فتور ہے
مرنا ہے ایک روز مقدر میں ڈوب کر
دشوار زخم غم سے ہمارا

کوئی کشتہ ہے ابرو کا کوئی بسمل نظر کا ہے
ہمارا دل تو دیوانہ تری پتلی کمر کا ہے

محبت مین دلا ساری خدائی چین کرتی ہے
ہمین پر قہر نازل اوس بت بیداد گر کا ہے

گنہگار محبت ہین کسی کے ہم جو مرنے پر
ہر اک داغ اپنے سینہ پر بھی انگار اسقر کا ہے

قناعت کی مجھے دولت خدا نے آج بخشی ہے
مری آنکھون کے آگے خاک تو دہ مال و زر کا ہے

زیادہ کاوش مژگان جانان او کیا ہوگی
کہ ابتو ساتھ ہر آنسو کے اک ٹکڑا جگر کا ہے

چھری صیاد نے پہلے ہی سے تیز کر رکھی
خدا ہی فصل گل مین بلبل بے بال و پر کا ہے

بلانے کی وہان گو سے آواز آتی ہے
بدلنا ہی ترے بیمار کو منظور گھر کا ہے

دیا زہر الم تمسے چھڑا کر پیر گردون نے
یہ پیس ہو یا ہوا سارا اوسی بیداد گر کا ہے

گرفتار محبت ہون کسی بحر لطافت کا
بجای طوق گردن مین مرے حلقہ بھنور کا ہے

کہان رگو ہنین جا کر نجم دوری جانان سے
سمندر بھی کوئی سوتا ہماری چشم تر کا ہے

پتا کس سے ملے ایدل کوئی جا کر کدہر ڈھونڈے
خدا جانے کہان گھر اوس بت بیداد گر کا ہے

خدا جانے عدم کو قافلہ کسدن روانہ ہو
یہان کہتا ہے دل چلے ارادہ گر سفر کا ہے

جو غم کہانے سے پیر یار خوش مین کبھی ملتی ہو نسا
یہ میٹھا زہر ہے ایدل مزہ اسمین شکر کا ہے

ترا پیکر خود چلے آتے اگر تاثیر کچھ ہوتی
حقیقت مین قصور اپنی ہی آہ بے اثر کا ہے

ادا اک یہ بھی ہے ماتھے پہ جو صندل لگا ہین
کرینگے قتل عاشق کو بہانہ درد سر کا ہے

گرین کیونکر نہ دنیا دار ز پر جوتی بجا ہے
سٹری پھرتے ہین ہم جبسے عشق ایک سیمبر کا ہے

ترے دامن سے جو دہوئے یہ بھی قاتل نہین چھٹتا
پیمبر کا لہو ہے یا کسی کے نامہ بر کا ہے

باغ سے آتے ہین بازار مین گل بکنے کو بحر الفت مین قدم رکھ نہ کسی کا ٹھیرا	ایک صورت پہ گذرتی نہین زردارونکی آشنا تیرے خبر لاتے ہین منجدھارونکی

اشک ادس گل نے دیا خار جدائی ہمکو
خاک جی چاہے بھلا سیر کو گلزارون کی

بلبل ہماری زمزمہ پردازیان سنے
دیر و حرم مین کون مری داستان سنے
صیاد ہم چمن کو عنادل کے بہولجاے
پہرتے ہین خضر وادی الفت مین پاپیے
آفت زدون کا پوچھنے والا نہین کوئی
تاراجی چمن ہے ستم عندلیب پر
کیا کیا گلون کی یاد مین کرتا ہے شور شیر
مرنیکے بعد خلد مین حورون نے راہ کی
واعظ بہی ناز کرتا ہے گلزار خلد پر
کنج قفس مین وہی ہین ہم وہ ذہین
آتی نہین صدا کبھی ناقوس کے سوا
سب بیوفائیان مین گلونکی بیان کرین
رتبون سے انکے خاک بہی واعظ خبر

اپنا بہی دل کہلے جو کوئی قدردان سنے
ہندو یہان سنے نہ مسلمان وہان سنے
اک دن مرے گلے کی جو رنگینیان سنے
تجھکو ہمین نے ڈہونڈ لیا بے نشان سنے
دل کی لگی سنا مین اگر آسمان سنے
گلچین کے کان ہون تو کسیکی فغان سنے
فصل بہار مین کوئی دل کی فغان سنے
کیسا خفا ہو دل مین جو وہ بدگمان سنے
اک روز ہم سے مدحت کوئی بتان سنے
صیاد سے بگاڑ ہو گر باغبان سنے
عشق بتان مین ہوگئی مدت اذان سنے
صیاد گوش دل سے اگر داستان سنے
ہم سے ثنا ہی حضرت پیر مغان سنے

١٦٩

سوای مرگ کچھہ چارا نہین دو بیماری کا | یہی بیماریان اپھی نہین ہوتین مسیحا سے

کسیدن اشک کو بھی دار پر کھینچ ای بت ہرجا
محبت دل نو پیدا کی تری زلف چلیپا سے

بوچاہین ظلم کرین آج کل زمانہ ہے | بتون کے گھر مین خدائی کا کارخانہ ہے
ثنای شاہ ولایت مرا ترانہ ہے | بغل مین طبل سدرہ کے آشیانہ ہے
کمر کسے ہوئے آمادہ سفر رہیئے | رواروی کا زمانہ مین کارخانہ ہے
نہ کام آئیگی اوس شوخ کی مسیحائی | تپ فراق اجل کے لیے بہانہ ہے
گلون کو وجد مین لاتے ہین موسم گلین | فغان یہ مرغ شب آہنگ کا ترانہ ہے
مزار کوئی بنا دے درخت کے نیچے | یہی لحد کا غریبون کے شامیانہ ہے
بہار گل مین سنے کوئی چہچہے دل کے | بغل نہین مری بلبل کا آشیانہ ہے
ہوا سے بال جو اڑتے ہین گیا کوچہ تا | سمند ناز کو گیسو بھی تازیانہ ہے
کسی طرح نہین صیاد قید رکھہ سکتا | نصیب مین جو گلستان کا آب و دانہ ہے

جو اشک مرگئے غربت مین غم نہین اسکا
ہمارے حصہ کا زیر زمین خزانہ ہے

بن رہی ہے شام سے زلف دوتا کسکے لیے | ہوتی ہے تیار یہ کالی بلا کسکے لیے
خوب ہی رنگین ہین مہر خونسے قاتل کے ہاتھ | یون پس زمردن ہوئی نشو و نما کسکے لیے
سلطنت کرتے ہین اپنی بوریای فقر پر | سو کہے ٹکڑے ونمین ہے نعمت کا مزا کسکے لیے

یون تو بیمار محبت ہین ہزارون آپ سے
زہر ہوجاتی ہے وقت مین دوا کسکے لیے
چاہیے والا جہان سے کون اوٹھا اوٹھ گیا
مغفرت کی مانگتے ہین وہ دعا کسکے لیے
کیون نہ دعوای سلیمانی ہوا الی اک مور کو
سایہ اوس قد کا ہین ظل ہما کسکے لیے
زندہ جیسا ویرانہ ہم ہوے مرنیکے بعد
ہیت عشق بجز تم سب آشنا کسکے لیے
صاف چہرہ سے نمایان ہے علامت عشق کی

نہ ہوتے تم اگر ہوتا گلزار جنت کا بہی مردانہ	جو ہوتے ہم کہیں کوئی صنم کے ہنسنے والونسے
حساب روز محشر سے کسیکو بھی ہو جھٹکارا	یہ نان خشک بہتر منعمون کے ترنوالونسے
بٹھایا اکھیدن صحرای وحشت خون کا دریا	لہو اتنا ٹپکتا ہے مرے تلوونکے چھالونسے
دل و جان دین و ایمان اسی عشق بازیچہ	رہ و رسم محبت کم نہیں ہے سر کی چالونسے
غرض کچھ اہل دولت سے نہیں رکھتے گدا تیرے	ہماری کملیان بہتر ہیں منعم کے دوشالون سے
تصور میں کسی بد مست کی رہتی ہیں تر آنکھیں	نہیں آنسو جی الفت چھلکتے ہیں پیالون سے
دل پہ داغ کیا مارا ہوا چشم سیہ کا ہے	ہزارون شیر صیاد سے کیے بلان غزالونسے

کسی کو داغ سے خالی نہ پایا اس زمانہ میں
ہمیں صحبت رہی ہے اشک اکثر باکمالونسے

غم حسن ملیح نازنینان کاہش جان ہے	دل مجروح ہے آٹھون پہر میں ہم نمکدان ہے
گلستان جہان بیرنگی گردونسے زندان ہے	جو حلقہ ہے مری زنجیر پا کا چشم حیران ہے
مرا وادی وحشت میں بھلا مجنونسے کیا ہوگا	جدہر دیکھو اوٹھا کر آنکھ کو سونا بیابان ہے
پڑا ہے بعد مدت سابقہ ہم سخت جانونسے	تری تلوار کا جلاد اللہ ہی نگہبان ہے
تمہارا سبزہ خط دیکھکر ہم لوگ جیتے ہیں	یہ سبزے کا پیالہ عاشقونکو آب حیوان ہے
ذرا ٹھیرو عدم کے جانیوالو ہم بہی آتے ہیں	یہان اسباب لیناہے نکچھ درکار سامان ہے
رہیں پابند وہ شرم و حیا کے دیکھیے کب تک	ہماری یار کی خلوت سرا یوسف کا زندان ہے
حسینان پریوش آکے ہیں بستی کے جلسے میں	سنا ہے خانہ باغ یاران ہو رہی پرستان ہے

ہیں اگر کہو آگ ولا لیکر کہیں چون شہیدان ہے
[illegible]

١٧١

دل اپنا جل گیا اے اشک بازیچۂ طفلان ہے
دید کی حسرت ہے باقی گو چھری گردن پہ ہے
پھر کہیں آنکھیں لگی ہیں نشہ سا قاتل پہ ہے
سوئی رنگین اوسکا چشم نرگس کی گلشن پہ ہے
آج کل حسن جوانی یار کا جوبن پہ ہے
اوس سراپا ناز کے جلوے کہاں ہیں جو گل
تیری تصویر ایک اک داغ اپنے تن پہ ہے
کوئی دم جامہ دریدے سے
خواب میں بھی دست وحشت جیب پر دامن پہ ہے
[illegible]

دیکھیے کیا رنگ لاے بلبلوں کی آہ و شور
جسطرح یہ شور باسی راتدن گلشن پہ ہے

کوئی تو پوچھے کا محشر مین یہ اور کہہ چین
خون کسکے پہ کہتا ہو نہکا تری گردن پہ ہے

ذکر جب آتا ہے محفل مین تو رو دیتا ہو وہ
نقش الفت کا مرے اتنک دل دشمن پہ ہے

گرم رفتاری مین آتی ہو وہ جب لے کے لگ
شک مین یاد بہار یکا ترے سوسن پہ ہے

بات کرنے مین جہ پڑتا ہے در دندان کا گمان
سو نیچونکی بیل مین سمجھا ترے دامن پہ ہے

خوش ہوا دلمین اودہر وہ لڑکی پہ ہم
بار اپنے دوش کا اب گردن ہرن پہ ہے

مرگیا فصل بہار مین جو پیاسا بادہ نوش
ابر رحمت راتدن چہایا ہوا مدفن پہ ہے

محرم اونہ جانے کا ہے اپنا حرم سے دیر مین
آشنا رفتہ یہ دل ہی اک بت پرفن پہ ہے

کسکو یہ امید تھی اوسکے ہوا تیر سے
دل مرا اوسکا نشانہ ہو گیا تقدیر سے

یہ بہی قسمت کی رسائی وہ جو آنکلے ادہر
اپنے گھر کا راستہ بہولے مری تقدیر سے

مار ڈالا اس موذن نے شب وصل صنم
جہلگئی دل پہ چہری سی نعرہ تکبیر سے

مین وہ گریان ہون کہ نقشہ بھی کہینچے میرا
تار آنسو کا نہ ٹوٹے دیدہ تصویر سے

کیا چمن بندی کے جوہر آئین اپنا اوڑھ کر
بو مجھے پہولونکی آتی ہے تری شمشیر سے

اسقدر مجھکو جہکایا ناتوانی نے مری
ہتکڑی اولجھی ہوئی ہے پاؤنکی زنجیر سے

اندنون یہ آتش گل تیز ہے تام خدا
پہول گلچین توڑتا ہے روز آتشگیر سے

ہے مجھے سیمین تونکے عشق نے کشتہ کیا
کم نہین یہ جوہر اپنا تو دہ اکسیر سے

[illegible]

ابھی اے جان تمنا تھی یہان کچھ دم گرم
شوق پابوسی دلدار رہا جاتا ہے

وصل مین بھی نہ تنہائی یہ رقیب تھا
آج پہر وعدۂ دیدار رہا جاتا ہے

نرگسی چشم کی الفت نہ تہمیگی اے دل
کس سے برسون یہان بیمار رہا جاتا ہے

گل ہی کچھ دور نہین حل اگر ہے منظور
آج عاشق پس دیوار رہا جاتا ہے

دیجے چشم و لب ندا کے تو بوسے تم نے
یاد رکہیگا یہ رخسار رہا جاتا ہے

وادی قیس کو سب جہان چکے وحشت میں
جیسے فرہاد کا کہسار رہا جاتا ہے

عاشقون مین نہ مرا نام لکہا او یوسف
فرد مین ایک خریدار رہا جاتا ہے

کس سے سیکہا ہے پریزاد یہ انداز خرام
کبک پیچھے دم رفتار رہا جاتا ہے

ایسے برگشتہ مقدر ہین کہ اوس گل کے حضور
مطلب دل دم گفتار رہا جاتا ہے

آئی فصل بہاری ہے چلو دیوانو
کہین اب بے گل و گلزار رہا جاتا ہے

مست ہے بادۂ گلگون سے ہر اک محفل مین
ساقیا اک ترا میخوار رہا جاتا ہے

نذر قاتل نہوا سر یہ کسی دن لے اشک
اپنی گردن پہ بڑا بار رہا جاتا ہے

زمانہ یار کا دار رفیق زلف معنبر ہے
جسے دیکہو وہی آجکل جامہ سے باہر ہے

خرابات مغان جنت تو ساقی حور پیکر ہے
مرے جام و سبو مین ہی نہ سمجھو آب کوثر ہے

اثر رکہتا ہے یہ مضمون ہمارے دل اپنا
بعینہ مرغ نامہ بر مرا الوشن کبوتر ہے

چلے جاتے ہین یہ کہتے ہوے شوق شہادت مین
نہین معلوم کتنی دور اب جلاد کا گھر ہے

فراق یار مین گلبرگ تر جیسے آب خنجر ہے
خرابی کیا ہوئی ان سے نہ کی بہار سے کیونکی
اتنا ہی کوئی سمجھا کہ یہ اللہ کا گھر ہے
مسخر ہے زمانہ حسن عالم گیر کا اوسکے
تبسم زلف سے چین و ختن سارا معطر ہے
فلک پہ ہے دماغ اوس [illegible]
درد دل [illegible] اے یار پر جس دن سے [illegible]
ہماری لوح تربت [illegible]

[illegible]

ستم ایجاد کیے سب سے نرالے تمنے	پیٹ سے پاؤں جوان ہو کے نکالے تمنے
اغنیا سے پس مردن کوئی اتنا پوچھے	کیا کیے لیکے مکانوں کے قبالے تمنے
چشم نم سے مرے یون اشک برسنے لگے ہین	کبھی دیکھے ہون جو برسات کے جھالے تمنے
رہی دن بھر دل عشاق کی ہیپکا پہاکی	خوب گیند ہو سوی افلاک اوچھالے تمنے
ہوگا انگور کے خوشے کا گمان صاحب کو	میرے دل کے ابھی دیکھے نہین چھالے تمنے
رنج و غم ہجر کے تقدیر مین کیا لکھے تہے	زہر کے مجھکو کھلائے ہین نوالے تمنے
دل پکڑ لیتے ہین اس راہ کے چلنے والے	ایسے پر درد سنے ہین کبھی نالے تمنے
الفت چشم مین کیا دل یہ بنی تمکو کیا	کر دیا ترک ستمگر کے حوالے تمنے
کیا کہین دشت نوردی مین جو کچھ عالم تہا	ابتو دیکھے ہین یہ پہوٹے ہوے چھالے تمنے
ہون روان اشک مسلسل تو کہو نگا اونسے	موتیو نکے کبھی دیکھے تہے یہ مالے تمنے
کم سنی تک رہین الفت کی نگاہین ہم پر	ظلم ہونے لگے جب ہوش سنبھالے تمنے
اک نظر دیکھہ لیا رنج و الم دور ہوے	میری چھاتی سے پہاڑ آج یہ ٹالے تمنے
یہہ ادائین تہین بہلا لیلی و شیرین مین کہان	ناز و انداز نکالے ہین نرالے تمنے

منہہ یہ کہدو نگا ابکی **اشک** مروت کیسی
دل اوڑا یا ہے مرے گیسوؤن والے تمنے

اونکے جاتے ہی اجل کے سب حوالے ہو گئے	زیست بیمار و نکو دم بہر کے سنبھالے ہو گئے
گرد کا نونکے نقاب اوٹہتے ہی ہالے ہو گئے	پرتو رخسار جہرا فروز بالے ہو گئے

قتل صحرای جنون جل جل کے کالے ہو گئے
رنگ لائی کاوش مژگان جانان ہر ہن
موسم گل مین جگر کے زخم آلے ہو گئے
اسقدر رویا ہون اک رنگین ادا کی یاد مین

ہمکو منظور رہائی ہو اگر او دربان
ابھی چھوٹا تر اقفل در زندان ہوجائے

روشنی کی ہو جو غربت زدہ کا نکو خواہش
غول صحرا سے مزار و پہ چراغان ہوجائے

خنجر تیز کا عالم نظر آے سبکو
آستین سے کہین وہ ہاتھ جو عریان ہوجائے

دل وحشی ہو جو زلفو نسے مرُہ کا مائل
آہوے دشت ختن شیرنیستان ہوجائے

و نکے دانتو نکا جو دہیان آئے دم فکر سخن
آپ سے آپ طبیعت گہر افشان ہوجائے

مجہہ گدا کے ہو بغل مین جو وہ بلقیس اقا
بوریا رشک وہ تخت سلیمان ہوجائے

نظر لطف سے ہوتے ہین گدا استغنی
آپ جس مور کو چاہین وہ سلیمان ہوجائے

رات دن جوشش وحشت مین یہی ڈر ہے مجہے
تنگ ہو کر کہین پہا لنسے نہ گریبان ہوجائے

کلمہ کیون نہ پڑہہون اوسکا مین دنرات امیر
رخ وہ کافر بہی جو دیکہے تو مسلمان ہوجائے

بتون کے عشق سے دل و اغدار رہنے دو
یونہین مجہے مرے پروردگار رہنے دے

ادا و ناز و کرشمہ نگار رہنے دو
کسی کے دلپہ تو کچہہ اختیار رہنے دے

جفائین سبکے سہے باغبان خدا حافظ
او ٹہار کہہ اپنا چمن یہ بہار رہنے دے

فراق یار مین خود زہر کہا کے مر رہتے
لحد مین جب یہ دل بیقرار رہنے دے

نہ مل کے ہو سکے کمظرف کی نظر مین سبک
نہ اوٹہہ کے جا کہین کچہہ تو وقار رہنے دے

بہی حفاظت جان لگیا ہے قلعہ جسم
مگر جو سیل فنا یہ حصار رہنے دے

چہڑی گلاب کی بنجاے گیسوے مشکین
یونہین گندہے ہوے پہولو نکے ہار رہنے دے

ہجر میں سینے تصور سے اوتارا نقشہ / صفحۂ دل پہ رقم یار کی تصویر ہوئی
دعوی حرب زبانی تھا بہت موسی کو / اوسکے آگے جو گئے خاک نہ تقریر ہوئی
زندہ پاؤگے نہ بیمار غم ہجران کو / اے مسیحا نفس آنے میں جو تاخیر ہوئی
جیتے جی داغ غم ہجر دیئے کافر نے / بعد مرنیکے جلا دینے کی تدبیر ہوئی
ظلم صیاد سے ڈرتا نہیں وہ بلبل ہون / خندۂ گل مجھے آواز پہ تیر ہوئی
قتل ہونیکی تمنا میں کھڑے رہگئے ہم / میان سے ترک کے باہر ہی نہ شمشیر ہوئی
زعفران زار ہے عشاق کے چہرے نہیں زرد / کوی جانان کی زمین خطۂ کشمیر ہوئی
کس سے اوٹھتے شب تنہائی کے صدمے تو بہ / موت میرے لئے سچ پوچھو تو اکسیر ہوئی
خوب رو پشت ہے خون شہدا سے رنگین / سرخ تاب آج تو قاتل تری شمشیر ہوئی
ہجر اوس بت سے ہوا دیکھکے رویا وصال / یہ تو برعکس مرے خواب کے تعبیر ہوئی
فیصلہ گیسو و دل کا نہوا آپس میں / کچھ عجب طرح کی اولجھی ہوئی تقریر ہوئی
رحم عاشق پہ دم نزع او نہیں آہی گیا / آپ بھی رو دئے جو حالت مری تغییر ہوئی
شیشۂ دل مجھے بخشا جو مرے ساقی نے / میں یہ سمجھا کہ پری آج یہ تسخیر ہوئی
ہے غبار شہدا غازۂ رخسار بتان / خاک ہوجانے پہ اللہ یہ توقیر ہوئی
رہگئے وصل کی حسرت میں ہم او آئینہ رو / بیچ میں سد سکندر تری شمشیر ہوئی
ولسے نجو و نکے وہ اوترے ہو اسبزہ جو عیان / زہر تھی اونکو یہ بوٹی مجھے اکسیر ہوئی
بھولتی ہی نہ تھیں زلف سیہ فام آتشک / کیسی کالی یہ بلا میرے گلوگیر ہوئی

سر محفل پڑی ہین غشمین کچہہ کتنونکو سکتا ہے
ادہر خار غم فرقت کلیجے مین کہٹکتا ہے
مرے رونے پہ حیرت کیون نہو سارے زمانہ کو
درخشان یون در گوش صنم ہی زلف کے نیچے
فلک سی خون برستا ہی کہ فوارے لہو کے ہین
رہ مہر و محبت طی ہوئی منزل کو جا پہنچا
تپ غم کی حرارت کا نپوچہو حال فرقت مین
نمان ہوتا ہے کیا کیا محتسب کو شیشہ ری کا
تہ گیسو نہ گوشی پری رخسار چمکا تہا
غم دنیا و ما فیہا نہین ہم بادہ نوشونکو
یہ چہری ہر روز اونکی عاشقونپر تیز رہتی ہے
ملا درد جدائی سی نہ اکدم چین غربت مین
نزاکت کے سبب اس سے کہی تیغ اوٹہہ نہین سکتی
گلستان جہانمین محو یاد دوست مین سب ہین
خط و رخسار کی الفت سے ہی دل باغ باغ اپنا
یہہ حالت ابتو پہنچی ہے ترے بیمار ہجران کی
عجب حسن صفا پایا ہے تونے او بت شیرین

یہہ برق طور ہے گہونگٹ مین یا عارض چمکتا ہے
دل پر داغ ادہر پہلو مین پہوڑا سا ٹپکتا ہے
غم فرقت سے ہم ہر چشم یا دریا چھلکتا ہے
کبہی ابر سیہ مین جسطرح جگنو چمکتا ہے
یہہ بجلی کوندتی پہرتی ہے یا تیغہ چمکتا ہے
تمہارا عاشق صادق کہین سیتہ ٹہکتا ہے
بدن جلتا ہی یون جسطرح انگارا دہکتا ہے
یہان اپنی بغل مین آبلہ دل کا جہلکتا ہے
مین یہہ سمجہا تمہارے کان کا موتی جہلکتا ہے
شرابین کہنچ رہی ہین راتدن جہو ٹا اٹکتا ہے
خدا جانے یہ دروازہ مین کس کا سر ٹکتا ہے
غم احباب نشتر کی طرح دل مین کہٹکتا ہے
جو خنجر ہاتہہ مین لیتا ہی تو پہنچا لچکتا ہے
پپیہے شور کرتے ہین کہین بلبل چہکتا ہے
ادہر ہے جوش لالہ کا ادہر سبزہ لہکتا ہے
نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے پڑا دن بہر سسکتا ہے
کہ آئینہ بہی حیرت سے تری صورت کو تکتا ہے

١٧٧

شکوہ ناتہے پر کبھی انشان چہڑک آیئے
اپنے کشتونکے مزارون پر چراغان کیجیے

رو دیکے ذرات اوس شک چمن کر یا دیجیے
اشک خون سے تر اپنا جیب و دامان کیجیے

ہوکے مجروح اداے گلرخان ابکی برس
ہر وہان زخم کو باب گلستان کیجیے

وصل مین اونکے لب رنگین کی مسی چوس کر
جی مین ہے نیلم کو ہر لعل بدخشان کیجیے

آج اپنے ساتہہ وہ طفل جواہر پوش ہے
جوہری بازار چل کر نخ کی دکان کیجیے

فصل گل مین دست وحشت سے تنگ آئے ہین ہم
حد نہین کب تک رفو چاک گریبان کیجیے

دل جگر کے زخم مین لہ کے بہر لے خوب سا
آج تو اوس ترک کا خالی نمکدان کیجیے

عشق گیسو مین رہا کرتے ہین آشفتہ مزاج
کسطرح جمعیت حال پریشان کیجیے

خط نکل آیا سمجھے ہے چشمہ حیوان اسے
اب سپرد خضر یہہ چاہ زنخدان کیجیے

کوئی دم اوس مصحف رخسار کی ہہولی نہ یاد
حافظو نہین نام ہو وہ حفظ قرآن کیجیے

شوخ چشمان پری وش سے بڑہا کر رابطہ
خانہ باغ دل کو بازیگاہ طفلان کیجیے

بعد مرنے کے چراغ گور بہی شعلہ نہ دے
آتش عشق بتان دل مین جو پنہان کیجیے

صورت طاؤس آتشبار جل و تہی یہ تن
گر شب ہجران مین ضبط آہ سوزان کیجیے

مجتمع ہوتے تد ہوائی اشک مضمون فراق
جمع گر سو بار دیوان پریشان کیجیے

کپڑے لہو سے لال لہو کا بنے ہوئے
انگیا کے بند کس کے جو باندہے ہین شوخ نے

سوتے ہین کوئی یار بغل مین دولہا بنے ہوئے
جوبن کٹوریون مین ہین گیند ابنے ہوئے

پر چراغاں کیجیے کو عبث حور کا ساقی بہ گماں ہے
جیب و داماں کپڑے کی شستگی کوئی موسم گل میں
ستاں کیجیے ہے رخنداں صنم کو خط شبرنگ
افشاں کیجیے ان سے ہماری تہ و بالا ہے زمانہ
گاں کیجیے یہ کہ تجمل مجھے حاصل ہے پس از مرگ
گریباں کیجیے ہیں گیسو کے گرفتار میں دونوں
ہمکداں کیجیے پردہ بھی رہتا ہے کہیں راز محبت
یاں کیجیے ہیں پھایا یہہ غریب الوطنی کا
نداں کیجیے کی نمایش یہ نہ مغرور رہو غافل
قرآن کیجیے نقش یار حلاوت سے ہے خالی
غلاں کیجیے جا نہیں مدفن تری حسرت زدہ کا گلا
پنہاں کیجیے
وزاں کیجیے

جنت نہیں یہہ میکدہ کہ پیر مغاں ہے
جو رند ہے وہ معتقد پیر مغاں ہے
کیونکر نہ گریں لوگ اندھیرے میں کنواں ہے
گردش میں ہنڈولے کی طرح ہو جو مکاں ہے
تابوت یہہ کاندھوں پہ نہیں تخت رواں ہے
سودا ہے جو مجھکو تو انہیں بھی خفقاں ہے
میں لاکھ چھپاؤں مری باتوں سے عیاں ہے
چادر ہے لحد پہ کوئی فاتحہ خواں ہے
دو روز میں یہہ باغ جوانی بھی خزاں ہے
ہم دل میں سمجھتے تھے کہ شیریں یہہ کنواں ہے
سنبل نہیں عشاق کی آہوں کا دھواں ہے

کیا حال کہوں الفت گیسو میں جو ہے اشک
الجھن کبھی ہوتی ہے کسیدن خفقاں ہے

...ق خدا خراب تلاش صنم میں ہے
...ڑوں جو غم سے میں تہ و بالا جہاں ہو
...ہا ہے ہو انتے خوشی سے کیوں نہ سگ یار تڑپاں
...ہے ہو انتے میں یار کے رخ رنگیں کی وصف ہم

بتخانہ میں پتا نہ ٹھکانا حرم میں ہے
اتنی ابھی تری تو مری چشم نم میں ہے
یا دام کا مزہ مری مرغ قلم میں ہے
پھکار بلبلوں کی صریر قلم میں ہے

اب اور کیا ہو سوا تو گیسوے پیچ در پیچ کا
قصہ سنا ہے شمع نے تو فرہاد و قیس کا
جلوہ قدم قدم پہ دل بیتاب جا ہے
دل ہمارا نہ لگا ہماری قلم میں ہے
دن رات پیچ و تاب ہے ہر وقت غم میں ہے
جنت ہزار ہا تری تو ان کرم میں ہے
کس چیز کی کمی ہے بندہ ناچیز کو کمی
تا کہ ...

شرکت تو کی ہے دورہ آخر مین ساقیا	کچھ ہمی ہمارے نام کی بھی جام جم

کوچہ مین اوسکے دفن کی ٹھہری ہے بعد مرگ
اے اشک آج داخلہ باغ ارم مین ہے

تمت

قطعات تاریخ اتمام

قطعہ تاریخ

تصنیف جناب مولانا مقتدانا ماہر علوم وفنون عالم بے نظیر شاعر دلپذیر علا
خیر الحاج جناب مولوی شیخ عبد الوہاب صاحب تائب تخلص سلمہ اللہ تعالے +

شاعر بلیغ الحق اوست در جہان کامران	بر قلم ومعنی دست وتا بوا
بکر فکر صائب را دستہا بگردن او	نو عروس مضمونش سر بسر نو اشکست
در غزل نئی گلکش تا کہ نغمہ سنج آمد	اہل ذوق را از وجلوہ گر دل سوا
اندرین زمان فرمود نظم طرفہ دیوانی	کز متانتش پیدا از وبار زور
بہر سال تاریخش گفت مصرعے تائب	این نکو بیان ابدا عقد لولو اشک

ایضاً

تصنیف علامی فہامی سخندان وسخن سنج شاعر عدیم المثال منبع فضل وکمال
مولوی سید احمد حسن صاحب بلیغ تخلص زاد لطفہ واشفاقہ +

کرد تصنیف چہ رنگین دیوان
گلشن است این کہ دران جلوہ گرست
لالہ و سنبل و سرو و ریحان

ایضاً